اِشاعۃ السنۃ النبویہ

علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والتحیۃ

نمبر اول و دوم

ضمیمہ متضمن مسائل مذہب محمد [illegible] السنۃ

بابت ماہ ربیع الاول والثانی سنہ ۱۳[illegible]ھ مطابق ماہ [illegible]

شرح قیمت وغیرہ امور متعلقہ رسالہ

درجہ و مرتبہ قیمت: درجہ	مرتبہ	تفصیل خریداران بشرح مرتب	قیمت سالانہ: بابت رسالہ	بابت ضمیمہ
۱	اعلیٰ قیمت	اسلامی ریاستوں کے نواب اور رئیس۔	[illegible]	لے
۲	خاص قیمت	گورنمنٹ انگریزی معزز عہدہ دار اور گورنمنٹ و عامہ اغنیا و لائبریری و سوسائٹیاں	[illegible]	لے
۳	عام قیمت	متوسط الوسعت۔	[illegible]	[illegible]
۴	رعایتی قیمت	کم وسعت جو دس روپیہ ماہوار سے زیادہ آمدنی نہ رکھیں اور رسالہ پیشگی داخل کریں۔	ے	۱۲
۵	لاثانی قیمت	جو وسعت جو دس روپیہ ماہوار کی آمدنی نہ رکھیں مگر علمیت رکھیں اور اشاعت کریں۔	ثواب آخرت	دعائے خیر

مصباح الادلہ

جواب ادلۂ کاملہ کے بھی اب تھوڑے سے نسخے ہمارے پاس بچ رہے ہیں۔ اور وہ بھی شاید اب دوسری جگہ نہیں ہیں اس کو خریدار بھی [illegible] قیمت محصول [illegible] ارسال کر کے رسالہ طلب فرماویں اب بھی [illegible]

تحفۃ القارئین جس میں ضاد و دال کی بحث ہے اب وقت ہو چکا ہے [illegible] اس کو شائق بھی جلدی کریں قیمت محصول [illegible]

اشتہار

رسالہ منح الباری فی ترجیح صحیح البخاری کے اب تھوڑے سے نسخے ہمارے پاس بچ رہے ہیں اور [illegible] کہیں نہیں ملتے۔ ناظرین کو اس کی ضرورت کا وقت جلد آئے گا جبکہ ضمیمہ آئندہ میں [illegible] [illegible] مقدمہ جوابات [illegible] صحیح بخاری کا اسپر حوالہ [illegible] اس وقت کوئی نسخہ کہیں نہ ملے گا [illegible] [illegible] قیمت محصول [illegible]

اشتہار

[illegible] اشاعۃ السنۃ نمبر (۹) [illegible]

مطبع [illegible]

وما ادرٰک ما النیچر عنوان کا مضمون درکار ہے
ہمکو ضرورت ہے جس قیمت سے وہ پرچہ ہمسے
کسی نے لیا ہے اُس قیمت سے زیادہ ہم اُسکو
دینگے بعینہ ہم ۔ والہ خریدکو ۸ ۔ ۹ ۔ والہ کو عنصر جنکو
وہ پرچہ دینا منظور ہو وہ ہمکو بذریعہ ایک کارڈ اطلاع
دیویں ۔ پہر بعد مطالبہ روانہ کریں ۔

اشتہار

پرچہ اشاعۃ السنۃ سنین گذشتہ اب عنقا صفت ہیں
اور سو زیادہ عنقا صفتی کیا ہوگی کہ اب ہم خود بعض
پرچونکی دس ہوی قیمت سے زیادہ قیمت دیکر خریدار ہیں
جنکو پچھلے پرچون کا شوق ہو وہ چند جلدیں تب
جو ہمارے پاس ہیں جلد خرید کریں ورنہ تہوڑے زمانہ
مین وہ رہنے نپاوینگے اور شائقین کے ہاتھ نہ آوینگے

تفصیل اجلاد موجودہ معہ قیمت

جلد اول اشاعۃ السنۃ جسمین ضمیمہ اخبار سفیر ہند و
بہی شامل ہیں اور انمین مسائل عشرہ اشتہار کی بحث ہے
۱۷ ، ۱۰ ، ۹ کے پرچون کا ضرر ایک فائل مجموعہ کامل ہے قیمت عہ
جلد دوم کہ (جسکے شروع مین بعض مطالب اولہ کا تتمہ ہے
بحث ہو اسکے بعد نیچریون کے جواب) تین فائل کامل ہیں قیمت
فی جلد عہ ، جلد سوم جسمین نیچریون کے جوابات ہیں کا فائل
کامل ایک ہی ہے ۔ قیمت عہ ان تینون جلدونکے خریدار
کو پیچ قیمت معاف ہوگی جلد سوم و چہارم ناقص کے لیے نسخے ہیں

سوم میں نمبر ۱۔ ۹) ندارد انہ نمبر چہارم مین (۱ و ۲ و
۹) ندارد ہین قیمت فی جلد ہے رجولوی قیمت عہ
دیتو اُسکو اور جگہ سے پرچہ خرید کرکے کردیجاوینگے ۔
جلد پنجم کے لیے پرچہ نسخہ دو ہیں قیمت فی نسخہ عہ سبہی
جلد دیگر خریدار کو جنہوں سے بہی ساتھ قیمت معاف ہے

ابو سعید محمد حسین ۔ لاہور محلہ سید مٹھا

اشتہار

چونکہ ولادت مسیح نے لوگون کے خیالات کو پیچ
تاب مین ڈالدیا ہے ۔ لہذا نیازمند نے بنظر فائدہ
عوام صریح آیات قرآنی سے بے پدر ہونا حضرت مسیح
کا ثابت کیا ہے ۔ اور عقلی بحث بہی کی گئی ہے سید
احمد خانصاحب کی ہر ایک بات کا کیا عقلی کیا نقلی جواب
تہذیب سے دیا گیا ہے ۔ غرض کہ رسالہ قابل مطالعہ
ہے قیمت فی جلد ۲ ۔ محصول ۔ ۱ ۔ دس جلد کے خریدار
کو محصول معاف ہے ۔ بیس جلد کے خریدار کو ایک
نسخہ علاوہ برآن ملیگا ۔ درخواست حسب نشان ذیل ہو
الراقم مؤلف رسالہ غلام العلیم موچی دروازہ
مدرسہ احمدیہ ۔

اڈیٹر کہتا ہے میںنے اس رسالہ کو اول سے آخر تک
سنا ۔ یہ اکثر اشاعۃ السنۃ کا خلاصہ ہے ۔ بطرز کلام
لائق فہم عوام ہے ۔ عوام کو اسکے پڑہنے سے فائدہ ہوگا ۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم ط

الحمد للہ وکفی وسلام علی عبادہ الذین اصطفی

کیفیت سالانہ اشاعۃ السنۃ

(جسمین سال اول و دوم وسوم کی بعض کیفیات بہی درج ہین)

الحمد للہ والمنۃ کہ اس رسالہ کا سال پنجم بعافیت گذرا اور سال ششم شروع ہوا سال گذشتہ مین بہی اس رسالہ نے (باوجود عروض فترت درمیانی) کسیقدر آگے ہی قدم بڑہایا ہے پیچہے کچہہ نہین ہٹا۔ آمدنی کو دیکہا جاوے تو سال گذشتہ کی نسبت فی صدی بیس روپیہ زائد اسکی آمدنی ہے اور خریدارون کی طرف خیال کیا جاوے تو اسکی بعض اجناس مین بہی ترقی ہے۔ آمدنی اور اوسط درجہ کے خریدارون مین دو چار گہٹ گئے ہین۔ تو اول اور دوم درجہ کے خریدار بڑہ گئے ہین۔

اور اگر اس رسالہ کے وسائل ترقی کیطرف نظر کرتے ہین تو یہہ کہہ سکتے ہین کہ جیسی اس رسالہ نے پانچ سالون مین ترقی کی ہے شاید کسی اور خبار یا رسالہ نے ترقی کی ہو۔ کیا معنے کہ ترقی رسائل واخبارات کے **وسائل** کم سے کم **پانچ امور** ہین۔ جو بہیئت مجموعی ترقی کے وسائل ہو سکتے ہین **اول** نفس الامر مین عمدگی مضامین **دوم** خریدارون کی نظر مین انکا مفید و عام پسند ہونا۔ **سوم** مہتممون کا خارجی کوششون اور سعی سفارشون سے خریدار بہم پہونچانا۔ **چہارم** مشہور اخبارات مین انکے اشتہارات کا شائع ہونا **پنجم** ہر ایک نمبر پرچہ کا عین وقت مقرر پر نکلنا۔ اور اس رسالہ کی ترقی کیلیے آجتک بجز **امر اول** کے کسی وسیلہ سے کام نہین لیا گیا۔ نفس الامری عمدگی مضامین کا تو (جہانتک اسکے اڈیٹر کے خیال مین آیا) اسمین لحاظ رہا ہے **امر دوم** یعنی خریدارون کی پسند و ناپسندی کا بالکل لحاظ نہین کیا گیا۔ جب لوگون کا باہمی جہگڑا جو مباحث متعلق اجتہاد و تقلید و رفع یدین و آمین بالجہر کا شوق عین شباب مین تہا۔ تو اون مباحث

کو چہوڑکر مباحث نیچریہ کو شروع کر دیا۔ اور جب لوگون کا شوق واظہار اسطرف متوجہ ہوا۔ تو نیچریون کے خطاب کو بہی اُسنے ترک کر دیا۔ اور بلا خصوصیت و خطاب احدی جس مسئلہ کو نفس الامر مین بحق اسلام و اہل اسلام مفید و ضروری سمجہا۔ اس سے تعرض کیا۔ لوگون کی شوق و توجہ و پسند کا کچہہ لحاظ نکیا۔ **امر سوم** تو اسکے پاس بہی نہین پہٹکا لوگون کو خارجی کوششون سے شوق دلانا اور سعی و سفارشون سے خریدار بہم پہنچانا تو یکطرف رہا لوگون کی خواہش و شوق خریداری کے علم پر بہی اُنکو بلا درخواست کبہی پرچہ نہین بہیجا گیا۔ **امر چہارم** کا یہہ حال ہے کہ آجتک کسی اخبار یا رسالہ مین اسکا دو سطری اشتہار بہی درج نہین کرایا گیا۔ اور نہ بجز ایک اخبار نصرت الاخبار دہلی۔ اور شیر قیصر لکہنو کی (جنہون نے ایکدفعہ اسکی تعریف کی ہے) کسی اخبار نے خود بخود اسکی ترغیب و توصیف مین کچہہ لکہا ہے۔ **امر پنجم** کا حال ناظرین و خریداران کو خود معلوم ہے۔ کہ مدت سے شاید اسکا کوئی پرچہ وقت مقررہ پر نہ نکلا ہوگا۔ **اسباب ترقی** کی قلت بلکہ فقدان وسائل پر بہی اسکا سال بسال کسقدر ترقی کرنا اس امر کے یقین کرنیکے لیئے کافی دلیل ہے کہ یہہ رسالہ بجز ربوبیت الٰہی مین پرورش پاتا ہے۔ اور یہہ نونہال نخلستان دین اسلام کا آبیاری غیبی سے نشو و نما ہوتا ہے۔ اگر اسکو ظاہری اسباب و وسائل نشو و نما کی بہی مدد پہنچے تو اسکی ترقی ایک ضرب المثل ہوجاوے جسکو لوگ غبطہ کی نگاہ سے دیکہین۔ یہہ تربیت وہبی اور تائید غیبی کچہہ ہماری کرامت نہین ہے (چراکہ من آنم کہ خود دانم) بلکہ یہہ **دین اسلام** اور **اسکے مسائل** کرام و اصول عظام کی (جو اس رسالہ مین بیان ہوتے ہین) **برکت** ہے کوئی ملکی اخبار یا دنیاوی مسائل کا رسالہ ایسی حالت فقدان وسائل کو پہنچ جاتا ہے (یعنی عین وقت مین نہین نکلتا یا اسکی اشاعت کرنیوالا کوئی دوسرا نہین ہوتا) تو فوراً بند ہوجاتا ہے۔ اسکا اڈیٹر خواہ کیسا ہی لائق و فائق کیون نہو۔ **بااینہمہ** اب ہمارا یہہ **ارادہ** ہے کہ آیندہ اسکی خارجی اسباب و وسائل ترقی کی طرف بہی توجہ کیجاویگی۔ اور ہمین خدا تعالیٰ سے امید ہے کہ اسکی ترقی دوبالا ہوگی۔ اسوقت تک ان وسائل کیطرف توجہ نکرنیکا سبب صرف یہہ ہوا ہے کہ مدت سے اسکا

مہتمم بجز ایڈیٹر کوئی نہین ہے - اور ایڈیٹر کو اسکے متعلق بجز مضمون نگاری اور کسی کام کی فرصت نہین ہے - آیندہ ارادہ ہے کہ اسکا اہتمام کسی دوسرے شخص کے سپرد کیا جاویگا - پھر انشاء اللہ تعالی اسکی ترقی کو زور ہوگا - اس موجودہ ترقی بلا سبب خارجی سے ناظرین خریداران کو یہہ نتیجہ **نکالنا** چاہیے کہ یہہ رسالہ بلحاظ مضامین نہایت بابرکت ہے - لہذا اسکی نہایت قدر کرنی لازم ہے - اور اسکی معاونت و اشاعت مین دلی کوشش ضروری ہے - کسی ایک آدہ کم فہم و پست ہمت خریدار کو انکاری ہوا دیکھکر اپنی ہمت کو ہار دینا مناسب نہین ہے **ولیکن افسوس** بعض لوگ اس ظاہری برکت مضامین اشاعۃ السنہ سے منکر ہین اور بعض مضامین کو دنیاوی مضامین یا غیر مفید یا مضر دین سمجھنے لگے ہین - مگر وہ اس سمجھ و انکار پر کوئی سند و دلیل پیش نہین کرتے اور ان مضامین کے دلائل سے کسی آیت یا حدیث کی دلالت یا ثبوت پر کوئی علمی بحث نہین کرتے صرف راقم کی نیت دلی اور ارادہ قلبی سے غیبی خبر دیکر فرماتے ہین کہ ان مضامین کے لکھنے مین راقم کی نیت اچھی نہین ہے -

ایک صاحب مضمون "چھوٹے لڑکون کی شادی" کے ان فقرات پر جنمین یہہ بیان ہے کہ فلان فلان سنت اسلام مسلمانون سے انگریزون نے چھین لی ہے - یہہ اعتراض کرتے ہین - کہ اسمین انگریزون کی خوشامد و تعریف مد نظر ہے

ایک صاحب مضمون کفار کی نوکری کی نسبت مجھے لکھتے ہین کہ اپنی اقوام غیر تالیف کے لیے خوب چلتا ہوا نسخہ نکالا ہے یعنی انگریزون کے خوش کرنے کو یہہ مضمون لکھا ہے -

ایک صاحب جوابات سوال کمیشن تعلیم کی اشاعۃ السنہ مین درج ہونے پر یہہ اعتراض کرتے ہین - کہ یہہ دنیاوی علوم کی نسبت سوال و جواب ہین - انکو دین سے کیا علاقہ -؟

ایک صاحب نمبر ۱۶ اخبار رشید قیصر مطبوعہ ۱۲ - اپریل سنہ ۸۳ مین لکھتے ہین - کہ پہلے اسکے رسالہ اشاعۃ السنہ مین مسائل شرعیہ و جوابات نیچریہ درج ہوتے تھے اب تھوڑے عرصہ سے میونسپل کمیٹی کے حالات کہ فلان صاحب ممبر ہین - اور فلان تاریخ یہہ ہوا - درج ہوتے ہین -

اس سال مین ایک مضمون یہہ نکلا ہے کہ حکام انگریزی کے خوش کرنیکے لیئے جو وضع رکھی جاوے درست ہے ۔ اس قسم کے مضامین کے ملکی اخبارات ذمہ وار ہین ۔ آپ کا پرچہ تو مذہبی ہے پھر اوسکو دنیاوی معاملات سے کیا تعلق ہے"۔؟

پہلے صاحب کے جواب مین تو مین منجملہ بہت سے آیات و احادیث کے صرف ایک اوس آیت کو **پیش کرتا ہون** جسمین خداوند تعالی نے ابوسفیان کو جنگ عہد سے شکست کھاکر پھر مدینہ کیطرف لوٹ آنے کے قصد پر مسلمانون کو مشرکین کی جرأت و تحمل یاد دلاکر فرمایا ہے کہ تم انکے دبانے مین کیون سست ہوتے ہو ۔ تم زخمی ہو چکے ہو تو کیا وہ زخمی نہین ہوئے اور باوجودیکہ وہ سست نہین ہوئے اور تمکو اس لڑائی مین ثواب آخرت کی بہی امید ہے جو انکو نہین ہے ۔ پہر بہی وہ لڑائی کو تیار ہین ۔

> وَلَا تَهِنُوا فِي ابْتِغَاءِ الْقَوْمِ إِنْ تَكُونُوا تَأْلَمُونَ فَإِنَّهُمْ يَأْلَمُونَ كَمَا تَأْلَمُونَ وَتَرْجُونَ مِنَ اللَّهِ مَا لَا يَرْجُونَ (سورہ نساء ۱۵)
> كما تالمون اى مثلكم ولا يجبنون عن قتالكم مالا يرجون هم ۔ فانتم تزيدون عليهم بذلك فينبغى ان تكونوا ارغب منهم فيه (جلالين وغيره)

اور یہہ پوچہتا ہون کہ کیا خداوند تعالی کو بہی اس ذکر جرأت تحمل مشرکین سے انکی تعریف و توصیف مدنظر ہے ۔ اگر وہ کہین کہ خداوند تعالی نے صرف مسلمانون کو جرأت دلانیکے لیئے مشرکین کیجرأت و تحمل کا ذکر کیا ہے ۔ تو کہا جاویگا ۔ کہ راقم کے اس بیان کو کہ فلان سنت مسلمانون نے عیسائیون سے لی ہے ۔ مسلمانون کو عبرت و شرم دلانے پر حمل کرنے سے کون مانع ۔ اور اس بدگمانی پر کہ اس سے بجز تعریف انگریزون کے اور کچہہ مقصود نہین ہے ۔ کون سی دلیل ہے جو قیامت کے دن چل سکے ۔ اور خدا کے سامنے صحیح نکلے ۔

جو شخص اشاعۃ السنۃ پر عیسائیون کی خاطرداری و لحاظ کا بدگمان کرے ۔ وہ اشاعۃ السنۃ مین عیسائیون کے مخالف مضامین (جیسے نمبر ۲ و ۳ جلد ۴ مین مضمون ولادت مسیح ۔ اور نمبر ۱۱ مین مضمون قرآن کی اخلاقی تعلیم بمقابلہ انجیل") دیکہکر شرماوے ۔ اور اپنی بدگمانی سے باز آوے اور جو **شخص** اشاعۃ السنۃ پر قومی ترقی کی ترغیب کے مضامین شایع کرکے نیچریون کی موافقت کا الزام

لگادی وہ اشاعۃ السنہ مین نیچریون کی مخالف مضامین (خصوصاً سال گذشتہ کے نمبر ا مین نکلا ہے) ملاحظہ مین لاکر اپنی بدگمانی پر پچہتاوے۔ اور جو شخص اشاعۃ السنہ پر مقلد ہوجانے یا مقلدین کی خوشامد کرنے کا گمان کرے وہ ضمیمجات اشاعۃ السنہ (خصوصاً جلد ۲) کو پڑھے اور اپنے اس گمان پر شرم و افسوس کرے۔ اور خدا تعالی سے ڈرے ۔ باقی صاحبون کے جواب مین یہہ آیت بہی کافی ہے ۔ اور جو کیفیت سالانہ سال گذشتہ مین لکہہ چکا ہون وہ بہی وافی۔

علاوہ بران انکے جواب مین کچہہ اور بہی کہنا مناسب سمجہتا ہون جو تینون صاحبون کے اعتراضات کا جواب ہے وہ یہہ ہے ۔ اشاعۃ السنہ مین اسوقت تک کسی سیونی سپل کیٹی کے حالات مذکورہ بالا بیان نہین ہوئے ۔ اور کسی پرچہ مین یہہ مضمون نہین نکلا کہ حکام کے خوش کرنیکے لیئے جو وضع رکہی جاوے جائز ہے ۔ بلکہ اسکا خلاف نمبر ا جلد ۵ صفحہ ۳۸۸ مین موجود ہے ۔ اور مسائل شرعیہ اور جوابات نیچریہ تو اسکے اخیری پرچون مین بہی موجود ہین ۔ دیکہو نمبر ۱۱ و نمبر ۱۲ جلد ۵ جو اخیری پرچہ ہین انمین نیچریون کی نسبت سوال و جواب اور شادی غمی کی موقعہ پر برائیون اور عالم لوگون کی دعوت کے مسائل موجود ہین۔

پہر مین نہین سمجہتا کہ میری دوست و ناصح نے کس بنا پر یہہ مضمون شکایت لکہہ مارا ۔ ہان انجمن ہمدردی اسلامی کے حالات اور اسکے ممبرون کی فہرسات اسمین درج ہوتی ہین ۔ اگر میرے دوست و ناصح انکو سیونی سپل کیٹی کے حالات سمجہتے ہین ۔ تو پہر مجہے اونکی فہم پر شکایت نہین ہے ۔ وہ معذور ہین۔

انجمن ہمدردی کے حالات و کیفیات کو کوئی دنیاوی معاملات سمجہے تو وہ بہی معذور ہے انجمن ہمدردی اسلامی ترقی دین کا وہ آلہ ہے کہ اگر وہ اپنے کمال کو پہنچا تو کس و ناکس خود دیکہہ لیگا کہ اس سے دین اسلام کو کیا فائدہ پہنچا ہے۔

انجمن ہمدردی ہی ایک وہ آلہ ہے جسکے ذریعہ سے مختلف مذاہب اسلام کا باہم اتحاد و التیام

پیدا ہونا متوقع ہے۔

(۲) انجمن ہمدردی ہی وہ آلہ ہے جسکے ذریعہ سے متفق علیہ علوم و مسائل مختلف مذاہب اسلامیہ کا مدرسہ عنقریب قائم ہونے کی امید ہے۔

(۳) انجمن ہمدردی ہی ایک وہ آلہ ہے جو مسلمانوں کو دنیاوی علوم حاصل کرنیکا ذریعہ بنا دیگا۔ اسکے مدرسہ مین دنیاوی علوم کا پڑہنا دینی علم کے پڑہنے سے مشروط ہوگا۔

(۴) انجمن ہمدردی ہی ایک آلہ ہے جس سے عام غریب مسلمانون کو کوچہ ذلت و افلاس سے قدم نکالنے کا موقع ملیگا۔

ایسی انجمن کی حالات اگر اس غرض سے کہ لوگ اسکی عمدہ کارروایان پڑہکر یا سنکر اسمین شریک ہون اور اسکی عزت و قدر کرین۔ اشاعۃ السنہ مین چہاپے جاوین تو انکو دنیاوی معاملات کون کہہ سکتا ہے۔

جوابات سوالات کمیشن تعلیم جو اسمین درج ہوئے ہین انکا دین اسلام اور اشاعۃ السنہ سے تعلق اور انکی نقل کرنیکی غرض نمبر ۶ جلد ۵ مین تفصیل سے بیان ہو چکی ہے۔ اس نمبر کے مطالعہ کے بعد (امید ہی) کسی کو یہ شبہ نہو گا کہ ان جوابات کو دین اسلام سے تعلق نہین ہے۔

کفار کی نوکری یہ مضمون صرف اہل اسلام کی ذلت و تباہی حالت دیکھکر کمال ہمدردی و دلسوزی سے لکہا گیا ہے۔ اور اسکا ثبوت آیات قرآنیہ و احادیث نبویہ سے یا مستنبط اقوال علما و محدثین و مفسرین دیا گیا ہے۔ ان استدلالات مین کم سے کم ایک ہی ایسی بات نہین ہے جسمین ایڈیٹر کی ذاتی اجتہاد کو دخل ہو۔ اور علماء سلف و خلف نے وہ بات نہ کہی ہو۔ پہر اس مضمون کی نسبت کوئی محدثانہ اور فقیہانہ اعتراض نکرنا صرف راقم کی نیت کا قصور و فتور تجویز کرنا ہے سو معترض خود ہی خیال کرین کیا معنے رکھتا ہے۔

الغرض اشاعۃ السنہ نے بزعم خود جو کچھ لکھتا اور بیان کرتا ہی اسمین بجز اظہار مسائل شرعیہ کچھ پیش نہین رکھتا۔ اگر اسکے دعوی کا فیصلہ کرنا اور اسکی دلی نیت و خیال پر قطعی حکم لگانا خداوند تعالی کا

کام ہے جو دلون کا خالق اور خیالون و نیتون کا واقف ہے۔ ناظرین و سامعین ان مسائل و مباحث کو للّٰہیت و نیک نیتی پر مبنی سمجھین خواہ مداہنت و بدنیتی و حکام وقت کی خوشامد طلبی پر مبنی قرار دین۔ ہر ایک کام اچھا ہو خواہ برا دونون قسمون کی نیت نیک و بد سے ہو سکتا ہے۔ پھر کسی شخص پر یہہ گمان کر لینا کہ اُسنے وہ کام بدنیتی سے کیا ہے بڑی کامل ہے۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے جسکا تمکو یقین نہو

ولا تقف ما لیس لک بہ علم ان السمع والبصر والفواد کل اولئک کان عنہ مسئولا (بنی اسرائیل ع ۴)

یا ایہا الذین امنوا اجتنبوا کثیرا من الظن ان بعض الظن اثم۔ (حجرات ع ۲)

لولا اذ سمعتموہ ظن المؤمنون والمؤمنات بانفسہم خیرا (نور ع ۲)

ایاکم والظن فان الظن اکذب الحدیث (صحیح بخاری صفحہ ۸۹۶)

اُسکے پیچھے مت لگو کان اور دل سبھی سے سوال ہوگا۔ اور فرمایا کہ ایمان والو بہتیری بُری گمانون سے بچو کیونکہ بعض گمان گناہ بھی ہوتے ہین۔ (یعنی جو خلاف واقع نکلے) اور فرمایا مومنون نے جب وہ بات سنی جی مین نیک گمان کیون نہ کیا۔

اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ (برے) ظن سے بچو ظن (بد) بڑی جھوٹی بات ہے۔

اس بدگمان کو اگر خداوند تعالیٰ قیامت کے دن پوچھیگا تو نے اس کام مین بدظنی کا گمان کیون کیا تھا۔ تو اُسکو بادلیل جواب و ثبوت دینا مشکل ہو جاویگا۔ اور جو حسن ظنی بلا دلیل بھی کریگا تو اُسپر سوال و مواخذہ نہوگا۔ مین اس ناصح دوست اور جملہ ناظرین و سامعین کی خدمت مین یہہ بھی التماس کرتا ہون کہ میرے ان پرچون کو بچشم خود دیکھکر جو فتوی میری نیت و دل پر چاہین لگائین۔ بن دیکھے بن پڑھے سنی سنائی باتون پر سوء ظنی کے ساتھ فتوی نہ لگاوین۔ شاید مؤلف اشاعۃ السنہ ان (بزعم معترض) غیر مفید یا مضر مضامین کے مواخذہ سے اپنی نیک نیتی کے سبب چھوٹ جاوے۔ اور وہ لوگ سوء ظنی کے مواخذہ مین پھنس جاوین۔ پھر اُلٹے لینے کی دینے آ وین۔ زیادہ تر یہہ التماس اُن لوگون کی خدمت مین ہے جو مقدس اور پاک لوگ ہین۔ اور اپنے آپ کو دیندار و متقی و پرہیزگار

جانتے ہین۔ صوفی۔ و عالم یا فقیہ و زاہد ایسے لوگون کو مواخذہ قیامت سے ڈرتا اور سو ظنی سے بچنا زیادہ تر مناسب ہے۔ آیندہ اختیار ہے ہر کس مصلحت خویش نکو میداند ❋

کیفیات سال اول و دوم و سوم سے مین صرف انکا حساب جمع و خرچ دکھانا چاہتا ہون جو ممبران کمیٹی (انجمن اشاعۃ السنہ) کا مجھپر حق ہے ۸۰ء مین جب یہہ رسالہ کمیٹی سے مستقل ہوکر میرے ملک تصرف مین آیا تو مجھپر پہلے حساب کا دکھانا واجب ہوا۔ مگر اس عرصہ تین سال تک عدم فرصتی نے کچھہ کرنے ندیا۔ اب بھی مجھسے تو کچھہ نہ ہوسکتا۔ میرے معزز دوست منشی محمد عبد اللہ صاحب نقشہ نویس سپرنٹنڈنگ انجنیر ملٹری ورکس اور شیخ عبد الرحمن صاحب محصل اشاعۃ السنہ نے کئی ہفتہ لگاکر حساب بنایا۔ تو اس فرض ادا ہونے کا دن آیا۔ مگر اس حساب کے پیش کرنے سے پہلے ایک **تمہید** کا عرض کرنا ضروری ہے جو اس رسالہ کی حصول آمدنی و خرچ سے لوگون کو آگاہ کرے اور **وہ یہہ ہے** کہ یہہ رسالہ جون ۷۷ء سے اخبار سفیر ہند کے ضمیمہ مین شائع ہونا شروع ہوا تھا۔ اپریل ۷۸ء مین یہہ بنام رسالہ اشاعۃ السنہ موسوم ہوکر مستقل طور پر شائع ہونے لگا۔ اسکا خرچ طبع و اشاعت چند احباب کے ذمہ پر تھا جو انجمن اشاعۃ السنہ کے ممبر کہلاتے اور مختلف شرح سے چندہ دیتے۔ یہہ رسالہ گو بحسب قاعدہ ان ممبرون کا ملک تھا مگر اس سے کسی کا ذاتی فائدہ یا تجارتی قاعدہ پر نفع اوٹھانا مدنظر نہ تھا۔ اسکی چندہ آمدنی قیمت سے صرف اسکا جاری رکھنا مدنظر تھا۔ ابتدا سے مارچ ۸۰ء تک اسکا اہتمام طبع و اشاعت و حساب و کتاب منشی **محی الدین** کلرک محکمہ ریلوی نہر سرہند کے ذمہ تھا۔ اور مضمون لکھنا میرے ذمہ۔ مارچ ۸۰ء سے انہون نے نوکری و بیماری کے عذر سے اسکا اہتمام چھوڑ دیا تو دونون کا (یعنی مہتممی و مضمون نگاری) کا بوجھہ مجھپر پڑا۔ جسکے سبب میری شبانروزی اوقات اسی رسالہ کی خدمت مین صرف ہونے لگے۔ اور میرے ذاتی تعلقات و اشغال معرض نقصان ہوئے۔ لہذا منشی محی الدین صاحب نے میرے ذاتی مصارف کو منجملہ مصارف رسالہ سمجھکر مجھسے خفیہ طور پر ممبران انجمن ساکن روپڑ و لودیانہ راہون پنڈی منظفرگڈہ جبلپور۔ بہوپال وغیرہ سے (جو اسوقت ممبر تھے۔ اسباب مین

مشورہ لیا۔ اور ان مصارف کے تقرر کے لیئے تین صورتون کو پیش کیا۔ (۱) بعض ممبرون کا چندہ ان مصارف کے لیئے خاص کیا جاوے اور اسکا حساب کمیٹی مین شامل رہے۔ (۲) اس مخصوص چندہ کا حساب بہی علحدہ کیا جاوے۔ (۳) مہتمم کو کل چندہ سے ذاتی خرچ نکالنے کا اختیار دیا جاوے۔ جسکی تعداد [illegible] سے کم نہو۔ پس اکثر ممبرون کے [illegible] تیسری صورت [illegible] ہوا [illegible] مطابق آپکے حصہ ذاتی مصارف مہتمم کا بہی مصارف اشاعت رسالہ مین داخل ہوا۔

[illegible]

آخر ۹۸ تک اسی اصول پر سلسلہ جاری رہا مگر اس عرصہ [illegible] سال مین انجمن سے رسالہ کو کچہ اشتراک نہ رہا نہ رسالہ سے انجمن کو جیسا بیان **مفصل کیفیت سالانہ جلد سوم** مین ہو چکا ہے۔ اور آثار ظفر فتح کا مدار صرف مہتمم خاکسار رہا۔ اور آمدنی خرچ مین بہی چندان فرق نہ آیا۔ اسلیئے مہتمم نے بلا ضرورت کمیٹی کے ماتحت حکومت رہنے اور [illegible] باز پرس کا محل ہونے سے سبکدوش ہونیکے لیئے پرچہ اول ۱۸۹۹ء مین یہ تجویز پیش کیا کہ اس رسالہ کو آیندہ کمیٹی سے کچہ تعلق نہوگا۔ اور اس باب مین خاص طور پر بذریعہ خطوط بہی ممبران موجودہ انبالہ۔ شملہ۔ پنڈی۔ جبلپور۔ جناب۔ چہانگا مانگا۔ راہون۔ راونڈ۔ لودہانہ۔ کہوری۔ مظفر گڈہ۔ میانمیر۔ وزیر آباد۔ وغیرہ سے (جو اسوقت سے پہلے نکالے نہ ہو چکے تھے) مشورہ لیا گیا پس کل ممبرون نے (بجز دو ممبرون کے) اس تجویز پر اتفاق کیا جسکی مفصل کیفیت اشاعۃ السنہ نمبر ۲ و ۳ جلد ۳ مین اسیوقت شائع ہو چکی تہی۔ اور دونون وقت کے خطوط ممبران بہی ہمارے پاس موجود ہین جنکو کچہہ شک ہو وہ اصل خطوط ملاحظہ کر سکتے ہین۔ یہہ تمہید حساب ہے جو اس رسالہ کی مختصر تاریخ ہے۔ اب حساب عرض کیا جاتا ہے۔ مگر اس پرچہ مین ہم کل ممبرون اور خریداروں کی اسم وار آمدنی بتا نہین سکتے کیونکہ انکی تعداد دو سو نام کے قریب ہے جسکے لیئے کئی اوراق درکار ہین جو اس پرچہ مین خالی نہین رہے۔ اس پرچہ مین تینون سالون کی مجمل رقوم آمدنی بتائینگے پہر آیندہ مین انکی تفصیل کر دینگے۔ انشاء اللہ تعالی۔

نقشہ حساب جمع و خرچ اشاعۃ السنہ از اگست ۷۷ء لغایت دسمبر ۷۹ء

سنہ جمع و خرچ	۵ ماہ سنہ ۷۷ء	سال تمام سنہ ۷۸ء	سال تمام سنہ ۷۹ء
رقوم اجمالی جمع	۲۳۶-۲-۰	۷۶۱-۲-۰	۱۰۲۳-۹-۰
تفصیل خرچ			
چھپوائی جس میں اجرت کاپی و قیمت کاغذ جو مطبع نے دی شامل ہے	۲۱۹-۱-۹	۱۸۸-۰-۰	۲۰۲-۱۲-۰
کاغذ جو مطبع کو دلا گیا	:	۵۵-۱-۳	۸۱-۱-۹
اجرت کاپی جو مطبع میں لکھا کر دی	:	۳۹-۲-۰	۶۰-۰-۰
اجرت کاتب مسودہ قلمی تنخواہ محرر رسیدات	۳-۰-۰	۱۰-۱۲-۶	۷-۶-۹
تنخواہ مہتمم و ایڈیٹر بحساب ماہوار	:	۴۸۰-۰-۰	۴۸۰-۰-۰
محصول ڈاک	۴۳-۱-۹	۱۵۵-۹-۹	۷۶-۳-۹
سائر خرچ جس میں خسارہ فیس کورٹ و ہنڈوی و ٹکٹ و سفر خرچ متعلق اشاعۃ السنہ داخل ہے	۸	۳۵-۱۲-۳	۱۰-۲-۶
میزان	[illegible]	۹۲۴-۱۳-۹	۸۲۰-۳-۳
باقی یا فاضلہ	باقی بنام کمیٹی ۹-۶	باقی بنام کمیٹی ۹-۹	فاضلہ کمیٹی ۱۰۳-۵-۹

[illegible] جس سولہ روپیہ کمیٹی

کے نام باقی نکلے مہتمم نے کمیٹی کو معاف کیا۔

قرآن کی اخلاقی تعلیم بمقابلہ انجیل

پادری صاحبان اپنی تحریرات اور عام ملاقاتون کے وقت یہہ کہا کرتے ہین کہ "قرآن مین اخلاقی تعلیم نہین ہے - جو ہے سو یہی ہے کہ کافرون کو لوٹو اور مارو یا یہہ کہ عورتون سے مباشرت کرو" - اسلام سے بدظن کرتے ہین - اور اسکے مقابلہ مین انجیل کی اس تعلیم پر کہ دشمنون کو پیار کرو - اور جو تمہاری داہنی گال پر طمانچہ مارے اسکی طرف بائین گال بھی پھیر دو - پیش کرکے فخر کیا کرتے ہین -

انکے اس فخر و اعتراض کے **دو جواب** ہین - اول یہہ کہ اخلاقی تعلیم اسی کام آتی ہے جبکہ عقائد کی تعلیم ہو - ایک خوش خلق رحم دل لوگون کی گالیان بلکہ جوتیان کھاتا ہے اور رات دن لوگون کے ساتھ سلوک و احسان سے پیش آتا ہے پر وہ (دہریہ یا لامذہب ہے) خدا یا اسکے رسولون کو نہین مانتا یا وہ خدا اور رسول کو اسطرح نہین مانتا جسطرح خدا اور رسول نے کسی مذہب (مثلاً محمدی یا عیسائی) کے ذریعہ سے فرمایا ہے کیا وہ اس خوش خلقی کے سبب نجات کا مستحق ہے - ؟

اگر پادری صاحبان کے نزدیک وہ نجات کا مستحق ہے تو پھر پادری صاحبان کا دین عیسوی اور اعتقاد تثلیث و کفارہ کی تعلیم و ترویج مین جد و جہد کرنا بے سود لاحاصل ہے - صرف خوش اخلاقی کی منادی کافی ہے اور اگر وہ صرف اخلاق کے سبب نجات کا مستحق نہین ہے اور اس نجات کیلئے درستی اعتقاد شرط ہے تو پادری صاحبان ہمکو یہہ بتا دین کہ انجیل مین وہ اعتقادی تعلیم کیا ہے جو نجات کا سبب ہونے کی لائق ہے -

اکثر* عیسائی **اعتقاد تثلیث** یا ابنیت یا الوہیت مسیح اور **اعتقاد کفارہ** کو موجب نجات سمجھ رہے ہین - پس اگر انجیل کی اعتقادی تعلیم یہی ہے تو اسکا موجب نجات ہونا خیال و محال نظر آتا ہے مسئلہ تثلیث یا الوہیت یا ابنیت مسیح پر تو ہم پھر کسی موقع پر بحث کرینگے - اس مقام مین ہم مسئلہ **کفارہ پر بحث** کرتے ہین اور اپنے ہمعصر پادری صاحبان اور عامہ ناظرین کو بتلاتے ہین کہ مسئلہ کفارہ مین کسقدر صحت کا شائبہ ہے اور اسکا موجب نجات ہونا کیونکر متصور ہے -

پادری فنڈر صاحب نے کتاب مفتاح الاسرار کے دوسرے باب کی تیسری فصل مین مسئلہ کفارہ کی یہہ تقریر کی ہے

* اکثر کی قید اسلئے لگائی ہے کہ فرقہ یونی ٹیرین تثلیث و الوہیت مسیح کے قائل نہین ہین -

چونکہ سب آدمی گنہگار ہین اور انسان اپنے تئین کسی طرح پاک نہین کر سکتا اور وہ طاقت نہین رکھتا کہ اپنے تئین کسی راہ سے گناہ و جہنم کے عذاب سے چھڑا وے - اور خدا بھی اپنی تقدس اور پاکی کے سبب ناپاک آدمی کو قبول نہین کر سکتا - اور اسکو اپنی عدالت کے تقاضا کے موافق گنہگارون کو سزا دینا ضرور پڑتا ہے پر اپنی رحمت و محبت کے سبب یہہ بھی نہین چاہتا کہ آدمی لاچار رہکر ابدی ہلاکت مین داخل ہو - اسلیئے اسکی رحمت و محبت کی کثرت سے ازلی کلمہ نے اوتار لیا - اور یسوع مسیح مین انسانیت کی صورت پر ظاہر ہو کے مسیح نے گنہگارون کی واجب سزاؤن کو اپنے اوپر قبول کیا - اور اپنے دکھ اور موت اور قیام اور صعود کے سبب ایماندارون کو گناہ اور دوزخ کے عذاب سے چھوڑا کر ابدی نجات اور ہمیشہ کی نیکبختی بخشنے لیئے حاصل کی - اور اسی کتاب مین صفحہ ۷۶ و ۷۷ کہا ہے از بسکہ انسان سب گنہگار ہین اور نہ کوئی آدمی نہ کوئی نبی اپنے تئین نہ اورون کو گناہ اور اسکی سزا سے چھوڑا سکتا ہے اور خدا بھی بہ تقدس اور عدالت کے سبب بے بدلا اور بے کفارہ معاف نہین کرتا - اور گناہ کا بدلا اور کفارہ صرف اسی شخص سے ادا ہو سکتا ہے جو بندگی کے مرتبہ مین نہو - کیونکہ وہ جو خود بندہ ہے تو بندگی اسپر لازم ہوئی - پس وہ اورون کی جگہہ بندگی کرکے ثواب حاصل نہین کر سکتا - لہذا ضرور ہے کہ شفیع و نجات دینے والا کمال کے یعنے الوہیت کے مرتبہ مین ہو - پس اگر مسیح الوہیت کے مرتبہ مین نہوتا یعنی خدا کا بیٹا اور خدا نہوتا تو شفیع اور نجات والا بھی نہوتا"-

یہہ تقریر و اعتقاد اول سے آخر تک خلاف عقل و مخالف حق و صواب ہے اسکا موجب نجات ہونا کسی وجہ سے لائق تسلیم نہین ہے - جو اسمین **اولاً** کہا گیا ہے کہ گنہگارون کی عذاب و نجات کی نسبت خدا کی رحمت و عدل کا باہم تنازع ہے - رحمت یہہ چاہتی ہے کہ خدا تعالی انکو ابدی عذاب مین نہ رکھے - عدل چاہتا ہے - کہ وہ ضرور عذاب مین رکھے - یہہ محض غلط و مغالطہ ہے خدا کی رحمت و عدل مین ہرگز تنازع نہین ہے - اسکی رحمت ہرگز اس گنہگار (کافر یا مشرک) کی نجات کے متقاضی نہین جسکو دائمی عذاب کا عدل متقاضی ہے - اور اسکا عدل ہرگز اس گنہگار (مومن فاسق) کے دائمی عذاب کا متقاضی نہین جسکی ہمیشہ کے لیئے معذب نہونے کی رحمت مقتضی ہے - اسکی رحمت اسی گنہگار (مومن فاسق) کی خلاصی کی

مقتضی ہے - جسکی مخلصی کی عدل اجازت دیتا ہے - اور اسکا عدل اسی گنہگار (کافر یا مشرک) کی دائمی عذاب کی متقاضی ہے - جس کے دائمی عذاب سے رحمت مانع نہین ہے -

اسکا سِرّ یا (عام محاورہ کے موافق) اصول یہہ ہے - کہ خداوند تعالی رحیم محض † یا مطلق نہین ہے اور اسکی رحمت ایسی عام و بلا قید نہین ہے کہ وہ ہر محل مین ظہور کی متقاضی ہو - بلکہ وہ رحیم باقید ہے اور اسکی رحمت اسی محل مین ظاہر ہونے کی مقتضی ہے جہان عدل کی اجازت ہو - **وہ محل** گنہگاران اہل ایمان ہین - رحمت الٰہی ان ہی کی نجات کی مقتضی ہے - اور عدل الٰہی نجات کا مانع نہین ہے کیونکہ ان گنہگارون مین جیسی وصف مقتضی عذاب (گناہ کمتر از کفر) موجود ہے - اور اس وصف کے لحاظ سے عدل الٰہی سزا و عذاب کا تقاضا کرتا ہے - ویسی ہی وصف مقتضی نجات (ایمان بخدا و رسول) بھی موجود ہے - اس وصف کے لحاظ سے عدل الٰہی نجات و مخلصی سے مانع نہین ہے -

پھر یہہ **نجات دو صورت** سے ممکن و متصور ہے - عدل ان دونون سے مانع نہین ہے **اول** یہہ کہ گنہگار مومنون کو بعوض و بقدر انکے گناہ کی سزا دیکر آخر بلحاظ ایمان نجات دیجاوے اس صورت نجات سے عدل کا مانع نہونا تو ظاہر ہی ہے - اس صورت مین وصف مقتضی نجات و وصف مقتضی عذاب دونون کے مقتضا کا لحاظ پایا جاتا ہے اور عدل و رحمت دونون صاف طور

---

† یہہ ہم ایک مذہب سماوی مین رحم کا فرون کو دائمی عذاب تجویز کرنے مین حق بجانب ہین که مذہب عیسائی بھی جو منکرین تثلیث و کفارہ و نبوت یا الوہیت مسیح کو ناجی نہین مانتا ہے) شہادت پائی جاتی ہے - اور فطرت یعنے حالات مجربہ موجودہ عالم دنیوی بھی اسپر شاہد ہے - ہم صاف دیکھتے ہین کہ دنیا مین جب کوئی ایسا کام کرتا ہے جو اسکے مقتضاء طبع کے مخالف ہوتا ہے (جیسے انسان کا زہر کھا لینا اور پرند - جانور کا گھاس کھانا) یا مقتضائے وضع و اصول تمدن کو مخالف ہوتا ہے (جیسے کسی کو ناحق مار ڈالنا یا اسکا مال لوٹ لینا) تو وہ دنیا مین ہلاکت یا عذاب مین مبتلا ہوتا ہے - یہان شان رحیمی خداوندی کہان متحقق ہوتی ہے؟ اگر خداوند تعالی رحیم محض ہوتا تو کسی انسان کو جو زہر کھا لے یا آگ مین کود پڑے ہلاک ہونے نہ دیتا - اور **اگر کہو** یہہ ہلاکت یا عذاب خدا کیطرف سے نہین ہے انسان نے اسکو خود پیدا کیا ہے جبکہ اپنے اختیار و ارادہ سے سببہائے افعال ہلاکت کا ارتکاب کیا - **تو اولاً** یہہ کہنا اسکا قائل ہونا ہے یا ممکن الوجود کو واجب الوجود سمجھنا - انسان کیسا ہی فعل مختار و کاسب مباشر سببہائے نہو وہ اپنے کسی فعل و کسب مین فیضان خداوندی سے مستغنی نہین ہے - اسکا فعل مختار و کاسب ہونا اسی معنی کر

پر مستحق ہیں۔

دوسری صورت یہہ کہ گنہگار مومنوں کو عام معافی دیا وے اور بلا سزا الٰہی بخشش و نجات دیویں اُنکی وصف مقتضی نجات (ایمان) کا لحاظ کیا جاوے۔ وصف مقتضی عذاب (گناہ کمتر از کفر) کا لحاظ فروگذاشت ہو۔ اس صورت میں گو بظاہر مجرم کو بلا سزا چھوڑنا اور اُسکی وصف مقتضی عذاب کا لحاظ نکرنا خلاف عدل معلوم ہوتا ہے مگر نظر غور سے دیکھا جاوے تو یہہ امر خلاف عدل نہیں ہے۔ خلاف عدالت تب ہوتا جبکہ بلا وجہ مجرم کو چھوڑا جاتا۔ اور بلا سبب) اُسکی وصف مقتضی عذاب کا لحاظ ترک کیا جاتا۔ مگر یہاں یہہ امر بلا وجہ نہیں ہوا اس مجرم میں اس وصف مقتضی عذاب کے مقابلہ میں ایک مزاحم قوی دوسری وصف مقتضی نجات ایسی پائی جاتی ہے کہ وہ بحکم عدل وصف مقتضی عذاب پر ترجیح و غلبہ رکھتی ہے۔ اور اُسکو مقابلہ میں اُسکا لحاظ نکرنا اور اُسکو اس پر ترجیح دینا بے وجہ و خلاف عدل نہیں ہے۔

عدل ایسے مجرم کی سزا دہی کو جسکا گناہ اُسکی طاعت سے کمتر ہو اور اُسکی طاعت اُسکے گناہ سے بڑھکر واجب نہیں

ہے کہ اُنمیں اختیار و کسب خداوند تعالیٰ کیطرف سے رکھا گیا ہے جو شجر و حجر میں رکھا نہیں گیا۔ نہ اس معنی کر کہ وہ اختیار و کسب کا خود پیدا کرنیوالا ہے اور وہ بھی کچھ حصہ خالقیت رکھتا ہے ثانیاً زلازل کو کوئی نہ سمجھے کہ تمام پہلے جہانے لوادو تناسخ ہیں جنمیں ظاہری اختیار و اسباب کی مباشرت پائی نہیں جاتی۔ دیکھو بہت سے بچے مادر زاد اندھے و اپاہج پیدا ہوتے ہیں بہتیرے بچے سخت امراض سے معذب ہو کر ہلاک ہوتے ہیں لاکھوں چیونٹیاں وغیرہ حیوانات لوگوں کے پاؤں کے نیچے دب کر مرجاتے ہیں۔ یہاں ظاہری اختیار و مباشرت اسباب کہاں پائی جاتی ہے تاکہ ان مخلوقات کو اپنی ہلاکت کا خالق قرار دیا جاوے۔ اسمیں کوئی ہندو یا اور کوئی قائل تناسخ یہہ کہو کہ یہہ پچھلے جنم کی ارتکاب کی سزا ہے تو اسمیں اولاً خدا کیطرف سے سزا دینے کا اقرار ہے جو ہمارے اصل اس مدعا کا کہ خدا رحیم محض نہیں ہے وہ گنہگاروں کو سزا بھی دے سکتا ہے مؤید ہے۔ ثانیاً اُنپر یہہ سوال وارد ہوتا ہے کہ اگر خدا تعالیٰ رحیم مطلق ہے تو اُسنے ایسے اسباب کو کیوں پیدا کیا۔ جنکی مباشرت سے انسان اس جنم میں بزعم ہنود و تناسخیہ پچھلے جنم میں سزا پانے کی لائق ہوا **بالجملہ** لوگوں کا دنیا میں باختیار و بلا اختیار انواع تکلیف میں معذب ہونا صاف یقین دلاتا ہے کہ خداوند تعالیٰ رحیم محض نہیں ہے۔ بلکہ رحیم ہونیکے ساتھہ عذاب کنندہ بھی ہے۔ **لقد صدق**

ٹھہراتا بلکہ بمقتضای قاعدہ ترجیح راجح اسکو گناہ کمتر از کفر کو بلحاظ اسکی عمت کے (یعنی ایمان کے جو راس الطاعات ہے) بلا سزا بخشدینا اور معاف کرنا جائز رکھتا ہے اس امر کو مسلمان تو مانتے ہی ہین جو بحکم ان آیات واحادیث کے جنمین یہہ بیان ہے کہ شرک یا کفر سے کمتر گناہون کو

ان اللہ لا یغفر ان یشرک بہ ویغفر ما دون ذلک لمن یشاء ۔	خدا جسے چاہے بخشدے ۔ یہہ اعتقاد رکھتے ہین کہ کفر سے کمتر گناہ کی بلا سزا بھی بخشش جائز و متوقع ہے

عیسائی بھی (انصاف اختیار کرین اور ہٹ دہرمی سے انکار نکرینگے) تو اسی بات کو مدار نجات سمجھے ہین سچ پوچھو تو انکی کفارہ مجوزہ کا اصل اصول یہی بات ہے وہ کفارہ کی نسبت یہی اعتقاد رکھتے ہین کہ جو شخص مسیح کے کفارہ ہونے پر ایمان لائے وہ خواہ کتنا ہی گنہگار ہو اس اعتقاد و ایمان کفارہ کے عوض و لحاظ سے نجات کا مستحق ہے ۔ اور یہہ بعینہ وہی بات ہے جو ہمنے صورت دوم مین کہی ہے کہ گنہگار مومن (خواہ کفر سے کمتر کتنا ہی گناہ کرے) ایمان کے بدلے عفو و نجات کا مستحق ہے عدل اسکے عفو و نجات کا مانع نہین ہے ۔

اس بیان سے ثابت ہوا کہ جو اس تقریر کفارہ مین ادا کہا گیا ہے کہ گنہگارون کی نجات و عذاب کی نسبت خدا تعالی کی عدل و رحمت کا باہم تنازع ہے یہہ محض غلط و مغالطہ ہے ۔ ایسا ہی جو اس تقریر مین آخرمہ کہا ہے اور اس تنازعہ عدل و رحمت کا فیصلہ کیا ہے وہ اور بھی غلط و سخت مغالطہ ہے اور اس عربی مثل مشہور کا مصداق ہے جسکا مطلب یہہ ہے ۔ کہ ایک شخص مینہ سے بھاگا

فر من المطر وقام تحت المیزاب	اور پرنالہ کے نیچے آکھڑا ہوا ۔ (

اس فیصلہ مین عیسائیون نے خدا کیطرف سے وکیل ہو کر عدل کا حق تو یہہ کہکر ادا کیا ہے کہ ہم تیری مقتضا سے درگذر نہین کرتے اور گنہگارون کو بلا سزا نہین چھوڑتے انکی گناہون کی سزا اپنے آپ بھگتے ہین (چنانچہ مسیح کو اوتار اور خود خدا کہنے کا لازمہ ہے) یا اپنے فرزند ارجمند کے سر پر ڈالتے ہین

من قال ان ربک شدید العقاب وانہ الغفور الرحیم ۔ ابطال تناسخ کی نسبت ہم پہلے ہی وعدہ دیچکے ہین اور پھر وعدہ کرتے ہین کہ عنقریب ہم اسمین بحث کرینگے اور اس کا ابطال عمل مین لاوینگے ۔ ۱۲

(چنانچہ مسیح کو صرف خدا کا بیٹا کہنا چاہتا ہے) اور رحمت کا یون گھر پورا کر دیا کہ ہم تیری تقاضا سے بھی درگذر نہین کرتے گنہگارون کو عذاب سے سبکدوش کرکے بہشت مین داخل کرتے ہین - **مگران خواہ مخواہ کے وکیلون** نے یہہ نہ سمجھا کہ اس فیصلہ مین عدل و رحمت دونون ٹوٹ گئی - نہ عدل کی داد دیگئی - اور نہ رحمت کی حق رسی ہوئی - عدل تو یون ٹوٹا کہ مجرم بلا سزا چھوٹا رحم یون اوٹھا کہ گنہگار کا بوجھ بیگناہ کے سر پڑا - پھر وہ بیگناہ اگر خدا کا بیٹا ہے تو اس سے بڑھکر کیا بیرحمی ہے کہ مجرم کا گناہ اپنے بیگناہ فرزند پر ڈالا - اور مجرم کو بہشت مین اور فرزند کو دوزخ مین داخل کیا - اور اگر وہ بیگناہ (جسنے مجرمون کا بوجھ لیا) خود خدا جل وعلی ہے تو یہہ بیرحمی وظلم سے بڑھکر سفاہت و جفا ہے - کوئی عاقل یہہ تجویز کرسکتا ہے کہ جو بادشاہ مجرم کو بلا سزا چھوڑ دینا خلاف عدل سمجھے وہ اسکے جرم کی سزا اپنے آپ پر جاری کرے اور اسکے عوض مین اپنے سونھ پر ایک دو تھپڑ یا جوتا مار لے تاکہ اُسکا قانون عدل جزا و سزا دینیکا نہ ٹوٹ جائے - مین یقین نہین کرسکتا کہ عیسائیون کے سوا کوئی عاقل ایسی تجویز کرے -

اس بیان سے ثابت ہے کہ جس اعتقاد کفارہ کو عیسائی موجب نجات سمجھتے ہین - اسکا موجب نجات ہونا خیال محال ہے - پس اگر انجیل کی اعتقادی تعلیم یہی ہے تو اس اعتقادی تعلیم کے ساتھ اخلاقی تعلیم انجیل کس کام آتی ہے - جسپر عیسائی فخر کرتے ہین - اور اسکی نظر سے انجیل کو قرآن پر ترجیح دیتے ہین -

دوسرا جواب یہہ کہ جسقدر اخلاقی تعلیم انجیل مین ہے وہ سب کی سب قرآن مین موجود ہے - کوئی ایک مسئلہ بھی اخلاقی ایسا نہین جو انجیل مین ہو اور قرآن مین نہو - جو اسکے خلاف کا مدعی ہے وہ کوئی ایک مسئلہ بیان کرے - اور ہمسے اسکا جواب لیے -

قرآن مین اسکے علاوہ بیان اخلاق مین یہہ رعایت بھی ہے کہ اس سے سیاست و انتظام عامہ خلائق مین فرق نہ آجاوے بخلاف بیان اخلاقی انجیل کے کہ اسمین اس امر کی رعایت نہین ہے -

پہلے ہم اون اخلاق کو بیان کرتے ہین جو قرآن مین ایسے ہی مذکور ہے جو انجیل مین مذکور ہین - پھر قرآن کی

اس رعایت خاص کو بیان کرینگے جو انجیل مین ملحوظ نہین ہے -

سورهٔ **نساء** مین ہے - خدا کو پوجو اور اسکے ساتھ کسی کو شریک نکرو - اور مان

واعبدوا الله ولا تشركوا به شيئا وبالوالدين
احسانا وبذي القربى واليتمى والمسكين والجار ذي
القربى والجار الجنب والصاحب بالجنب وابن السبيل وما ملكت
ايمانكم ان الله لا يحب من كان مختالا فخورا (نساء ع ۶)

باپ سے نیکی کرو اور قرابتیون سے اور نزدیکی ہمسایہ
سے - اور دور والے ہمسایہ سے - اور ہم پہلو
صحبتی سے - اور مسافرون سے - اور اپنے غلامون سے
خدا اس سے خوش نہین جو تکبر اور فخر کرتے ہین -

اور سورهٔ **انعام** مین ہے - اپنی اولاد کو فقیری کے خوف سے قتل نکرو - تمہین اور

ولا تقتلوا اولادكم من املاق نحن نرزقكم و
اياهم ولا تقربوا الفواحش ما ظهر منها وما بطن
ولا تقتلوا النفس التي حرم الله الا بالحق ذلكم
وصكم به لعلكم تعقلون ولا تقربوا مال اليتيم
الا بالتي هي احسن حتى يبلغ اشده واوفوا الكيل
والميزان بالقسط لا نكلف نفسا الا وسعها
واذا قلتم فاعدلوا ولو كان ذا قربى وبعهد الله
اوفوا ذلكم وصكم به لعلكم تذكرون
(انعام ع ۱۹)

انہین ہم ہی رزق دینے والے - اور کہلی
اور چھپی بیحیائی کے نزدیک مت جاؤ - اور کسی جانکو
ناحق نہ مارو - اور یتیم کے مال کے پاس نجاؤ
مگر اچھے طور سے جبتک کہ وہ جوان ہو - اور
ماپ اور تول پورا کرو - ہم کسی کو اسکی
طاقت سے باہر حکم نہین دیتے - اور جب بات کہو
حق کہو اپنے قرابتی پر کیون نہو - اور خدا کے
عہد کو پورا کرو - خدا انکو نصیحت کرتا ہے تا کہ تم
نصیحت پاؤ -

اور سوره **بنی اسرائیل** مین ہے قرابتیون کو انکا حق دو اور مسکینون اور مسافرون کو

وآت ذا القربى حقه والمسكين وابن السبيل ولا تبذر
تبذيرا ان المبذرين كانوا اخوان الشياطين وكان
الشيطان لربه كفورا (بنی اسرائیل ع ۳)

اور فضول خرچی مت کر فضول خرچ شیطان
کے بہائی ہین -

اب قرآن کی اس رعایت خاص کو بیان کیا جاتا ہے جو اخلاقی تعلیم مین اسنے کی ہے - اور وہ

انجیل مین نہین ۔

(۱) انجیل مین کہا ہے کہ اگر کوئی تجھے دہنی گال پر طمانچہ مارے تو بائین گال پھیر دے (متی ۵ ۔ ۳۹)

قرآن مین یہہ بات ہی کہی ہے کہ برائی کو معاف کرو چنانچہ سورہ شوریٰ مین فرمایا ہے ۔

وجزاؤ سیئة سیئة مثلها فمن عفا واصلح فاجره علی الله ان الله لا یحب الظلمین ولمن صبر وغفر ان ذلک لمن عزم الامور (شوری ع ۴)	برائی کا بدلہ ویسی ہی برائی ہے ۔ پر جو معاف کرے اور درستی کرے اسکا اجر خدا پر ہے ۔ خدا ظالمون کو دوست نہین رکھتا ۔ اور فرمایا جو صبر کرے اور معاف دے تو یہہ ہمت کے کامون سے ہے ۔

اور بقرہ مین حکم قصاص کے بیان مین کہا ہے کہ جسکو اپنے بہائی سے خون معاف ہوجاوے

فمن عفی له من اخیه شیء فاتباع بالمعروف واداء الیه باحسان (بقرہ ع ۲۲)	وہ اچھی طرح سے خونبہا ادا کرے ۔ اور وارثان مقتول اچھی طرح سے مطالبہ کرینگے ۔ یہان

بہائی کہنا صرف اسی ترغیب سے ہے کہ اسکو بہائی سمجھکر معاف کردین ۔

مگر ساتھ ہی اسکے یہہ بہی فرمایا ہے ۔ کہ جو تمپر زیادتی کرے اُسپر تم ویسی ہی زیادتی کرو ۔ اور

فمن اعتدی علیکم فاعتدوا علیه بمثل ما اعتدی علیکم (بقرہ ع ۲۴) کتب علیکم القصاص فی القتلی الحر بالحر والعبد بالعبد والانثی بالانثی (بقرہ ع ۲۲)	فرمایا کہ تمہارے لیئے قصاص کا حکم ہے اصیل بدلے اصیل کے غلام بدلے غلام کے اور عورت بدلے عورت کے ۔

ان دونون قسم کے احکام کے بیان مین رعایت سیاست انتظام بہی پائی جاتی ہے ۔ اور اخلاقی تعلیم بہی موجود ہے ۔ ظالم کو بدلہ کا ڈر سنا دیا ۔ اور نیکون کو معافی کا حکم دیا ۔ اسمین یہہ فائدہ ہوا کہ ظالم خوف مواخذہ سے رکیگا ۔ اور نیکون کو معافی کا حکم دیا گیا ۔

بخلاف تعلیم انجیل کے کہ اسمین اخلاقی تعلیم تو ہوئی مگر ظالم کو ظلم سے روک نہوئی بلکہ ظلم کرنیکی جرأت دلائی گئی ۔ جب وہ دیکھیگا کہ مظلوم نے ایک گال پر طمانچہ کھاکر دوسری گال بہی میری طرف کردی ہے ۔ تو وہ بیدھڑک ہر کسی کو مارتا پہریگا ۔ یہان تک کہ ایکدن وہ بہی کسی کے ہاتھ سے

سے مارا جاویگا - اسمین نہ صرف ایک ظالم کا بگاڑ ہے - یا اس مظلوم کا ظاہری نقصان ہے بلکہ کل عالم کا بگاڑ و نقصان متصور ہے - اسی نظر سے قرآن اپنی اس حکیمانہ دور رخی تعلیم پر فخر کیا ہے - اور

ولکم فی القصاص حیوۃ یا اولی الالباب (بقرہ ع ۲۲)	حکم قصاص کا یہہ بہید بتایا ہے کہ اس حکم مین تمہارے لیئے زندگانی ہے -

اور سورہ حج مین فرمایا ہے کہ اگر خدا تعالی لڑنیکے بدلے لڑنے کا حکم دینے سے ایک کو دوسرے

ولولا دفع اللہ الناس بعضہم ببعض لہدمت صوامع وبیع وصلوات ومساجد یذکر فیہا اسم اللہ کثیرا - (حج ع ۶)	سے نہ روکتا تو صومعے اور کنیسے اور چرچ اور مسجدین جنمین خدا کا نام لیا جاتا ہے سب کے سب گر جاتین -

(۲) انجیل مین کہا ہے کہ جو تجہے عدالت مین لیجائے اور تیرا جوغہ مانگے تو اسی کو ٹ بہی دیدے اور جو تجہے ایک میل بیگار لیجائے تو دو میل اسکے ساتھ جا - (متی ۵ - ۴۰ و ۴۱)

اس حکم سے اگر یہہ مراد ہے کہ ظالم کے آگے دب جا تو اسکی نسبت قرآن کا فیصلہ پہلے حکم مین آچکا ہو کہ نہ بالکل ایسا دبے کہ پہر ظالم سر نہ اٹھانے دے - اور نہ بالکل اسکے مقابلہ کیلیئے کھڑا ہو رہے - اور اگر اس سے صدقہ و خیرات مراد ہے تو قرآن نے یہہ امر بہی سکھایا - اور مومنون کی تعریف مین

ویؤثرون علی انفسہم ولو کان بہم خصاصۃ ومن یوق شح نفسہ فاولئک ہم المفلحون (حشر ع ۱)	فرمایا ہے کہ وہ اپنی جانون پر اوروں کو مقدم کرتے ہین - اگرچہ وہ فاقہ مین مبتلا ہون - اور جو نفس کی حرص مال سے بچایا گیا وہ نجات پانے والا ہے -

مگر ساتہہ ہی اسکے یہہ بہی فرما دیا ہے کہ تو اپنے ہاتہہ کو گردن سے باندہلے پہر تجہے ملامت کرینگے

ولا تجعل یدک مغلولۃ الی عنقک ولا تبسطہا کل البسط فتقعد ملوما محسورا - (بنی اسرائیل ع ۳)	(یعنی بخیل کہینگے) اور نہ سبہی پہیلا دے تاکہ تو خالی ہاتہہ بیٹہہ رہے -

اسمین بہی اعتدال و انتظام عام کی رعایت ہے جو انجیل کی تعلیم مین نہین ہے -

(۳) انجیل مین کہا ہے کہ تو دشمن کو پیار کر انکے لیئے برکت چاہ جو تمہین لعنت کرین (متی ۵ - ۴۴)

قرآن مین بہی صاف فرمایا ہے کہ نیکی اور بدی برابر نہین تو بدی کو نیکی سے روک پہر جو تیرا دشمن ہے وہ گرم جوش دوست ہوجائیگا۔ اس ہدایت کو وہی لوگ لیتے ہین جو صابر ہین۔ اور بڑے نصیب والے ہین۔

ولا تستوی الحسنة ولا السیئة ادفع بالتی هی احسن فاذا الذی بینک و بینه عداوة کانه ولی حمیم وما یلقٰها الا الذین صبروا وما یلقٰها الا ذو حظ عظیم۔ (حم السجدة ع ۵)

مگر اسمین بہی اس اعتدال و انتظام عام کی رعایت ہے جو پہلے حکم مین بیان ہوچکی ہے۔ کہ نہ ہر ایک دشمن کے آگے جھک جاوے۔ نہ ہر ایک سے مقابلہ کرے۔ نرمی بھی کرے۔ اور سختی سے بھی ڈراتا رہے۔ اسی تعلیم کے موافق ایک دانشمند نے کہا ہے۔ ۵

درشتی و نرمی بہم در بہ است ✦ چو رگزن کہ جراح و مرہم نہ است

اس مضمون کو دیکھکر عیسائی انصاف کرینگے تو پھر اخلاقی تعلیم مین انجیل کو قرآن پر ترجیح نہ دینگے بے انصافی و ہٹ دہرمی کرین تو اسکا علاج نہین۔

تبصرہ

اس مقام مین جو ہمنے اخلاقی تعلیم مین انجیل کا نقص بیان کیا ہو یہہ بمقابلہ تعلیم قرآن نقص ہے ورنہ بجائی خود قطع نظر مقابلہ تعلیم قرآن سے وہ بہی کمال ہوسکتا ہے۔ ممکن ہے کہ جس موقعہ پر اور جس زمانہ مین اور جن اشخاص کی نسبت وہ حکم ہوا تھا۔ (اگر وہ ٹھیک کلام آلہی اور تبدیل و تحریف سے محفوظ ہے) اسوقت و زمانہ و اشخاص کے لیئے وہی حکم مناسب و باکمال ہو۔ اُسوقت کے لوگ سختی کے مقابلہ مین سختی کرنیسے منفعل نہوتے ہونگے۔ بلکہ اسپر اور الجھتے ہونگے یا اسوقت مسیح علیہ السلام کو سختی کرنیکا موقع نہ تھا۔ اسلیئے سختی سے محض نرمی و معافی کو اختیار کیا۔ لہذا اُسوقت اسی حکم مین کمال تہا۔ تعلیم قرآنی مین اسکے مقابلہ مین یہہ کمال ہے کہ وہ ہر وقت اور ہر موقع اور ہر شخص کی نسبت مناسب حکم کے متضمن ہے۔ اسلیئے قرآن کے مقابلہ مین اس تعلیم انجیل پر نقص کا اطلاق ہوسکتا ہے۔ اگرچہ وہ تعلیم انجیل بجائے خود کمال سے خالی نہین ہے۔ ؟

یہہ بات اسلیئے جتائی گئی ہے - کہ کسی نبی یا کتاب آسمانی کی تعلیم کو (خدا کیطرف سے مانکر) مطلق ناقص و خالی از حکمت کہنا منافی ایمان و تسلیم ہے جو لوگ ایکدوسرے کے مقابل و مناظر اس بات کو نہین جانتے وہ اپنے نبی یا کتاب کی ترجیح و تعریف کے وقت بلا تمیز و تفصیل صاف مخاطب کو کہدیتے ہین کہ تمہارے نبی یا کتاب مین یہہ عیب و نقصان ہے - اور ہمارے نبی یا کتاب مین یہہ خوبی و کمال اور وہ یہہ بھی نہین خیال کرتے کہ ایک نبی یا کتاب کی ایسی تعریف جسمین دوسرے نبی یا کتاب کی اہانت پائی جاوے بالاتفاق حرام ہے -

القاب مذہبی

ہمارے زمانہ مین اور جو اسکے قریب گذرا ہے - جب بچے ہوش سنبھالتے ہین تو اُنکے دیندار والدین انکو یہہ سوال و جواب تلقین کرتے ہین -

سوال	جواب	سوال	جواب	سوال	جواب
تم بندے کسکے ہو -	اللہ تعالیٰ کے -	امت کسکی ہو -	محمد رسول اللہ صلعم کی	مذہب کس کے ہو -	امام اعظم صاحب کے

آخر اس تلقین کا اثر و نتیجہ یہہ پیدا ہوا کہ امام مذہب کا ماننا ایسا جزو ایمان سمجھا جاتا ہے جیسا خدا و رسول صلے اللہ علیہ وسلم کو ماننا و بناءً علیہ عام خیالات مین حنفی یا شافعی (جہان شافعی رہتے ہون) کہلانا فرض سمجھا جاتا ہے - اور جو حنفی شافعی نہ کہلاوے وہ لامذہب بنتا ہے - انکے مقابلہ مین ایسے لوگ بھی ہین جو کسی مذہب یا مشہور کیطرف منسوب ہونا اور حنفی یا شافعی کہلانا ضروری نہین سمجھتے - صرف مسلمان یا محمدی کہلانا کافی خیال کرتے ہین - انمین بعض حنفی و شافعی کہلانے کو بدعت بعض شرک بھی کہتے ہین -

فریق اول (حنفی و شافعی کہلانے کو بدعت و شرک کہنے کے مقابلہ مین) محمدی المذہب کہلانے کو کفر سمجھتے ہین اور یہہ کہتے ہین کہ مذہب (چنانچہ حضرت شاہ عبدالعزیز علیہ الرحمۃ نے تحفہ اثنا عشریہ مین لکھا ہے) اسطریق کا نام ہے جسکو بعض اُمتی اپنے فہم و اجتہاد سے نکالین اور چند قواعد عقلیہ مقرر کرکے انکے موافق ادلہ شرعیہ سے مسائل نکالکر ایک راہ مقرر

کر دین اسمین خطا و صواب دونون کا احتمال ہے - اسلیئے اسکو خدا و رسول کی طرف منسوب نہین کیا جاتا۔"

اس اختلاف القاب کا یہہ اثر پیدا ہوتا ہے کہ اسلام کے دو حصص ہو گئے - اور مسلمانون کے دو گروہ باہم مخالف بن گئے جو ایک دوسرے کے دینی و قومی کامون مین (انکو اسلامی و قومی کام نہ سمجھکر) خلل انداز ہوتے ہین - وہ مدرسہ بنانا چاہتے ہین تو یہہ فراہمی چندہ کے مزاحم ہوتے ہین - اگر وہ مسجد بنانا چاہتے ہین تو یہہ بنانے نہین دیتے - بن جائے تو تو اسپر مسجد ضرار ہونے کا فتوی لگاتے ہین - اور اپنی مسجدون مین انکو نماز نہین پڑہنے دیتے - یہہ انکے قومی و دینی کامون مین ایسی تفصیل سے رخنہ اندازی کرتے ہین -

اس مضمون مین فریقین کی نصیحت مدنظر ہے - اور ہر دو جانبین کی خدمت مین برادرانہ التماس ہے کہ فریقین اپنی اپنی حالت ضعف و تنزل پر رحم فرماوین - اور اس افراط سے باز آوین اور اس مضمون کو غور سے پڑہکر یقین فرماوین - کہ حنفی یا محمدی کہلانا ایسے جرائم سے نہین جنپر یہہ احکام و آثار مخالفت مرتب کیئے جاوین -

پہلے ہم اپنے عقلمند بہائیون اہلحدیث کیخدمت مین (جو محمدی کہلاتے ہین) ملتمس ہین کہ سبھی اشخاص سلف سے خلف تک جو حنفی شافعی کہلاتے چلے آئے ہین - اس حنفی یا شافعی کہلانے کو جزو ایمان و داخل اسلام نہین سمجھتے بلکہ صرف ان ائمہ سے بعض مسائل مین موافقت رائے کیسبب انکی طرف منسوب ہین - اور صرف اس نسبت کی تمیز کیلیئے حنفی شافعی کہلاتے ہین - اس تلقب و انتساب مین وہ محمدی ہونیسے انکاری نہین - اور نہ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے دین یا سنت کی پیروی سے عاری ہین - بلکہ اتباع محمدی کو وہ شرط ایمان جانتے ہین - اور پیروی سنت کو حرز جان - جہان اپنے امامون کے اقوال کو ظاہر سنت سے مخالف پاتے ہین - انکی موافقت اور پیروی سے ہاتھ اٹھا لیتے ہین اور اسمین اس شخص کے موافق یا پیرو ہو جاتے ہین جسکے قول کو موافق سنت پاتے ہین دیکھو سلف ائمہ سے امام طحاوی نے جو حنفی مشہور ہے کیا

کہا ہے۔ کہ مین ہر بات مین امام ابوحنیفہ کا مقلد نہین ہون - اور اسکے موافق شرح معانی الآثار مین کیسا عمل کر دکھایا ہے کہ جہان امام ابوحنیفہ رح کا قول سنت کے مخالف پایا وہان - فما قال ابوحنیفة باطل صاف سنا دیا - قاضی ابوعلی و قاضی حسین و قفال و غیرہ نے بہی کیا صاف صاف کہدیا ہے - کہ ہم امام شافعی کے مقلد نہین - بیہقی وغیرہ علماء نے کئی مسائل مین امام شافعی کا تخالف کیا ہے - انکے افعال و مقالات کی تفصیل کتب متقدمین و متاخرین مین موجود ہے - جسکی کسیقدر نقل اشاعۃ السنہ و ضمیمجات اشاعۃ السنہ خصوصًا (نمبر ۲ جلد ۲و۳) بہی ہو چکی ہے - متاخرین حنفیہ سے شیخ ابن الہمام جسپر حنفی مذہب کی تقلید و تائید کا زیادہ گمان کیا جاتا ہے - بہتیری جگہہ فتح القدیر مین حنفی مذہب سے الگ ہو گیا ہے - دیکہو مسئلہ آمین بالجہر مین اسنے حدیث اخفاء آمین کو چار دلائل سے ضعیف بتا کر حدیث جہر سے اس کی تطبیق و موافقت کی اسطرح جو بیان کی ہے - جسمین اصل جہر کی تسلیم پائی جاتی ہے - چنانچہ کہا ہے - اگر اسباب مین میرے کچہہ اختیار ہو تو مین دونون حدیثون جہر و اخفاء

ولوكان الي في هذا شئ لوفقت بان رواية الخفض يراد بها عدم القرع العنيف ورواية الجهر بمعنى قولها في زير الصوت (فتح القدير)

کو یون باہم متفق کر دون کہ آہستہ کہنے سے یہہ مراد ہے کہ بہت نہ چلاتے - اور جہر سے یہہ مراد ہے کہ سینے سے نکلنے والی گونج والی آواز سے کہتے -

ولكن بقي الكلام بعد هذا في تعيين الناسخ اذ لا بد من ادعاء النسخ منه ولم يتحقق في النسخ الا ما ذكر بعضهم من امكان كونه ما في ابي داود وصحيح ابن خزيمة صلوة المراة في بيتها افضل من صلوتها في حجرتها وصلوتها في مخدعها افضل من صلوتها

اور مسئلہ عورتون کی امامت و جماعت مین روایت کراہت تحریمی کا خلاف کیا - اور صاف کہدیا ہے - کہ جو صاحب ہدایہ نے حدیث امامت حضرت عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا کی منسوخ ہونے دعوی کیا ہے یہہ ثابت نہین - اور اگر حدیث ابو داؤد وغیرہ

فی بیتها یعنی الخزانة التی تکون فی البیت وروی ابن خزیمة عنه علیه الصلوة والسلام ان احب الصلوة المرأة الی الله فی اشد مکان فی بیتها ظلمة وفی حدیث له ولابن حبان واقرب ما تکون من وجه ربها وهی فی قعر بیتها ومعلوم ان المخدع لا یسع الجماعة وکذا قعر بیتها واشد ظلمة ولا یخفی ما فیه وبتقدیر التسلیم فانما یفید نسخ السنیة وهو لا یستلزم ثبوت کراهة التحریم فی الفعل بل التنزیه ومرجعها الی خلاف الاولی ولا علینا ان نذهب الی ذلک فان المقصود اتباع الحق (فتح القدیر ص ۱۲۵ مطبوعہ لکھنو)

سے (جس میں یہہ بیان ہے کہ عورت کی نماز اندہیری کوٹھری میں افضل ہے) اسکا منسوخ ہونا مان بھی لیا جاوے تو اس سے صرف جماعت کی سنت ہونے کا نسخ معلوم ہو سکتا ہے۔ اسکا مکروہ تحریمی ہونا ثابت نہیں ہوتا۔ نہایت یہہ کہ اولیٰ نہو۔ آخر کہا ہے۔ کہ ہمپر اس مذہب پر چلنا واجب نہیں ہے۔ مطلب اتباع حق سے ہے خواہ کہیں ہو۔

ہمارے زمانہ کے مشہور حنفی مولوی عبد الحی صاحب لکھنوی نے جو اس باب میں فرمایا ہے وہ بہی نمبر یہ اشاعۃ السنہ (نمبر ۱ جلد ۳) میں منقول ہو چکا ہے۔ اسمقام میں ایک اور قول انکا نقل کیا جاتا ہے آپ رسالہ **فوائد بہیہ فی تراجم الحنفیہ** میں فرماتے ہیں۔

واعلم ان مقلدة الائمة الاربعة اشتهروا بالانتساب الی حضرات مقلدیهم العلیة کالحنفیة والشافعیة والمالکیة والحنبلیة لیحصل التمیز بینهم ویتفرقوا عن ثانیهم وفی الحقیقة کل طائفة منهم محمدیة فان تقلیدهم اشتهم والسلوک علی مسلکهم سلوک علی طریق النبی صلی الله علیه وسلم واعتراف بذلک المنبع الاعظم

ائمہ اربعہ کے مقلد اماموں کی طرف منسوب ہونے سے اس لیے مشہور تھے۔ کہ ان میں اس نسبت میں تمیز ہو۔ اور ایک دوسرے سے علیحدہ ہو کر پہچانا جاوے اور حقیقت میں وہ سب محمدی ہیں۔ کیونکہ اماموں کی تقلید کرنا اور انکی راہ پر چلنا بعینہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے طریق پر چلنا ہے اور اسی چشمہ سے چلو بھرنا۔

ایسے شخصوں کے حنفی یا شافعی کہلانے کو کون بدعت کہہ سکتا ہے۔ اور انکا شرک ہونا تو کیونکر یہ معنے

نہین رکھتا۔

ہان بعضے ایسے ضدی متعصب حنفی وشافعی بہی ہین جو ہر شخص پر (عالم کیون نہو) امام ابو حنیفہ یا شافعی کی تقلید خدا کیطرف سے فرض سمجہتے ہین اور اسی اعتقاد اور معنے سے حنفی وشافعی کہلاتے ہین۔ اور اس تقلید کی پابندی سے وہ صریح نصوص کتاب وسنت کو جو اُنکے ائمہ کے اقوال سے مخالف ہون قبول نہین کرلیتے اور اُنکے رد وجواب مین صاف کہدیتے ہین۔ مارا بحدیث چہ کار۔ قول امام بیاید۔ ایسے متعصب حنفیون اور شافعیون کو تو خود محقق ومنصف حنفی بہی اچہا نہین سمجہتے۔ چنانچہ ضمیمہ اشاعۃ السنۃ (نمبر ا جلد ۳) مین منقول ہو چکا ہے ولیکن ان معدودی چند نام کے علماء یا اکثر جہلاء کی نظر سے ہمکو یہہ نہین پہنچتا کہ ہم سب حنفیون اگلون اور پچہلون کو برا جانین۔ اور جہان کسی پر حنفی یا شافعی کا نام آیا اُسکو اُن ہی مین شمار کرین۔ +

اب دوسرے **علائی تہابیوان حنفیون شافعیون** کی خدمت مین التماس ہے کہ وہ اہلحدیث کے حنفی یا شافعی نہ کہلانے صرف مسلمان یا محمدی کہلانے پر اکتفا کرنے سے بُرا نہ مناوین۔ اور یہہ خیال نفرمادین کہ انکی مسلمان یا محمدی کہلانے سے یہہ نیت ہے کہ انکے سوا اور لوگ (جو حنفی شافعی کہلاتے ہین) محمدی یا مسلمان نہین ہین۔ یا یہہ کہ وہ امام ابو حنیفہ وشافعی کو بزرگ نہین جانتے۔ اسلیئے اونکی طرف منسوب ہونے اور حنفی شافعی کہلانے کو بُرا سمجہتے ہین۔ حاشا وکلا **انکے مسلمان ومحمدی** کہلانے کی **وجہ صرف** یہی ہے کہ وہ اپنے آپکو اُن مشترک اسلام ومحمدیت پر پاتے ہین جو سب اہل مذہبا مین متحقق ہے۔ اور وہ کسی خاص امام یا مذہب سے کچہہ خصوصیت نہین رکھتے وہ امام ابو حنیفہ کے اصول واقوال موافق سنت کو ویسے ہی مانتے ہین جیسے امام شافعی کے اقوال موافق سنت کو۔ اسلیئے وہ کسی خاص مذہب یا امام کیطرف منسوب ہونیکی کوئی وجہ نہین دیکہتے اور اپنا لقب بجز عام ومشترک مسلمان یا محمدی کچہہ مقرر نہین کرسکتے **ہمارے**

+ علائی کہنے کی وجہ ضمیمہ اشاعۃ السنۃ نمبر ا جلد ۹ مین بیان ہو چکی ہے۔

علاقی بھائی حنفی و شافعی **انصاف** کرین تو ضرور مان لین کہ اس اہلحدیث کے محمدی یا مسلمان کہلانے مین کوئی تفاخر بیجا و طعن ناروا اور کسی امر حق سے انکار اور ناحق پر اصرار پایا نہین جاتا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مین سب کوئی مسلمان (جو محمدی کا ٹہیٹہ ہم معنے ہے) کہلاتا بلکہ یہ نام تو حضرت ابراہیم علیہ السلام زمانہ سے چلا آتا ہے چنانچہ خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ تمہارا نام مسلمان حضرت ابراہیم علیہ السلام نے پہلے سے رکھدیا ہے۔

هو سماكم المسلمين من قبل
(الحج ۱۰)

انمین کوئی ایک بھی ایسا نہ تھا جو کسی خاص امام یا پیشوا کیطرف منسوب ہوتا۔ اور بلحاظ مذہب صدیقی یا عمری یا عثمانی یا علوی کہلاتا - دور کیون جاوین ائمہ مذاہب کو کیون نہ دیکھین۔ انمین کون تھا کہ وہ جن استادون اور پیشواؤن کے اصول پر چلتا بلحاظ مذہب اپنے آپ کو انکی طرف نسبت کرتا ہو۔ امام ابوحنیفہ نے (جو ابراہیم و علقمہ تابعیون و ابن مسعود صحابی کے زیادہ تر پیرو تھے) ابراہیمی یا علقمی یا مسعودی کہلایا ہے۔ امام شافعی جو امام مالک کے بڑے صحبتی و شاگرد تھے۔ مالکی کہلایا ہے و علی ہذا القیاس - **اگر کہو** کہ وہ مجتہد تھے اسلیئے وہ کسی دوسرے مجتہد کیطرف منسوب نہوئے تو اسپر **یہہ سوال** وارد ہوتا ہے کہ آخر مجتہد ایک وقت معین پر بعد حصول کمال ہوئے - اسوقت اور کمال سے پہلے تو صدیقی یا مسعودی یا ابراہیمی کہلایا ہوتا - اس تمام سلف سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی مقتدا یا امام کی طرف منسوب ہونا اون زمانون مین داخل دین نہین سمجہا گیا - یہی امر اگر اہل حدیث زمانہ متاخرین پا گیا اور انہون نے حنفی یا شافعی نہ کہلایا تو کیا گناہ ہوا -

شاید **اسپر یہہ سوال** وارد ہو - کہ تقرر مذاہب سے پہلے تو بیشک صرف مسلمان یا محمدی کہلانا معمول و مروج تھا - تقرر مذاہب کے بعد کون ایسا ہوا ہے جسنے باہمی تخاطب مین محمدی کہلایا ہو - **اسکا جواب** یہہ ہے کہ اہلحدیث سبہی سوا چند متاخرین کے صرف محمدی کہلاتے اور حنفی و شافعی کے لقب سے نامزد نہ تھے - **ابن شاہین** محدث جو چوتھی صدی مین

(بقیہ مضمون القاب مذہبی)

گذر چکے ہین - اور تقرر مذاہب کے پیچھے ہوئے ہین - جب اونکے پاس کوئی مذہب کا ذکر کرتا تو صاف فرماتے

وکان اذا ذکر لہ مذھب احد یقول انا محمدی کہ مین محمدی مذہب ہون چنانچہ ملخص طبقات

المذھبات فی ذالحجۃ سنۃ خمس وثمانین وثلاثۃ ذہبی مین بھی اُنسے منقول ہے

اب رہا - اس سوال کا جواب کہ مذہب تو اوس طریق اجتہادی وظنی کا نام ہے جو اجتہاد سے نکالا جاتا ہے - اور وہ محتمل خطا و صواب ہوتا ہے - پس دین اسلام کو جو منصوص اور قطعی ہو کیونکر مذہب کہا جاسکتا ہے سو یہ ہے - کہ یہ معنے مذہب کے ایک خاص اصطلاح کے موافق ہین - اور کسی کی اصطلاح مین کچھہ جھگڑا نہین ہوسکتا چنانچہ لا مناقشۃ فی الاصطلاح مسئلہ مشہور ہے اس معنی اصطلاحی کی نظر سے دین اسلام کو کوئی مذہب نہ کہے تو اس سے بحث نہین ہے مگر مذہب کے معنے لغت اور عرف عام مین تو نہایت وسیع ہین - لغت و عرف عام مین ہر ایک روش اور طریق کو قطعی ہو خواہ ظنی ہو نصی ہو خواہ اجتہادی مذہب بولا جاتا ہے - چنانچہ قاموس و صراح و غیاث وغیرہ کتب لغات عربی و فارسی مین مذہب کی ایسے ہی عام معنے سے تفسیر کیا ہے قاموس لکھا ہے کہ مذہب اوس اعتقاد کا نام ہے جسکی طرف کوئی گیا ہو (یعنی قطعی ہو خواہ ظنی نصی ہو خواہ اجتہادی)

المذھب المعتقد الذی یذھب الیہ والطریقۃ والاصل (قاموس)

اور راہ اور اصل کو بھی کہتے ہین - اور ایسا ہی صراح مین ہے - اور غیاث اللغات مین لکھا ہے مَذہَب بالفتح بر وزن مکتب جای رفتن و راہ مجازاً دین و آئین - اس معنے اور محاورہ عام سے بڑے بڑے اساطین دین ائمہ مجتہدین نے حدیث کو باوجودیکہ وہ نص ہے - مذہب کہا ہے - چارون امامون سے منقول ہے کہ جب حدیث صحیح ہو ہمارا وہی مذہب ہے - چنانچہ امام شعرانی اور شیخ محی الدین ابن عربی نے انسے نقل کیا ہے - اور خصوصًا امام شافعی سے بیہقی و حاکم وغیرہ نے -

وقد تقدم قول الائمۃ کلھم اذا صح الحدیث فھو مذھبنا - میزان کبرائی شعرانی صفحہ ۷۲ -

جب لغت و عرف کی نظر سے اکابر ائمہ دین نے نصوص اسلام کو مذہب کہا ہے تو پھر اگر کوئی اس معنے کر دین اسلام کو مذہب کہے - اور محمدی المذہب کہلاوے تو اُسکو کافر

کیونکر کہا جاسکتا ہے - اس ملک ہند مین سب سے پہلے کھلم کھلے طور پر مولوی محمد اسمعیل
شہید علیہ الرحمۃ نے محمدی کہلایا ہے - اور حنفی شافعی کہلانے پر اسکو ترجیح دی ہے آپ
کی تقریر ترجیح سے بہی ہمارے بیان کی تصدیق ہوتی اور یہہ بات نکلتی ہے کہ حنفی شافعی کہلانے کو
وہ بہی برا نہ سمجھتے ان مذاہب کو وہ چشمہ شریعت کے حوض سمجھتے - اور ان مذاہب کے ناموں
کو وہ نائبان شریعت خیال کرلے - پر انکی طرف منسوب ہونے اور حنفی و شافعی کہلانے کو ایسا
ضروری نہ سمجھتے - جیسے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے طرف منسوب ہونے اور محمدی کہلانے کو
سمجھتے انکا کلام بلاغت نظام اہلحدیث کے نزدیک تو مسلم ہی ہے اہل تقلید بہی اگر سوء ظن
سابقہ کو یکطرف کرکے غور و انصاف سے اسکو پڑہینگے بی چون وچرا اسکو مان لینگے - اسلئے اسکا
اسجگہ نقل کرنا اسمقام مین فائدہ طرفین سے خالی نہین - آپ کتاب **ایضاح الحق** کے صفحہ ۵۴
مین فرماتے ہین - پس باید دانست کہ حضرت مالک علے الاطلاق و ملک بالاستحقاق جلت قدرتہ
بنا بر نظم و نسق ملت حنیفہ دو کارخانہ عظیم قائم فرمودہ اول آنست کہ مدار شیوع ملت بر آنست
وآن کارخانہ ہست کہ بشان ملکیت تعلق دارد یعنی تکلیف بندگان خود بسوی اطاعت خود بطریق
جبر و الزام کہ چار و ناچار آنرا قبول بایدکرد طوعا وکرہا ربقہ اطاعت در گردن خود باید
انداخت و مرکز این کارخانہ منصب رسالت ست و فروع آن مناصب اولی الامر ست از خلفاء
راشدین و ائمہ عادلین و قضات امصار مسلمین و نواب ایشان از مصدقین و محتسبین پس قرآن
عالیشان یعنی قرآن واضح البیان و سیر و انجات علیہ و اشتہارات جلیلہ از احادیث قدسیہ
اولا بسوی رسول مقبول خود وحی فرمود و قوانین و آئین بنا بر ایضاح مضامین فرامین
کہ مسمی بسنت نبویہ ہست در دل ہدایت منزل او الہام نمود وثانیا بمساعی نائبین مذکورین
در ہمہ اقطار و اکناف عالم شائع و ذائع گردانید و ہمہ بندگان خود را بطاعت او و نائبان
او مکلف گردانید و کارخانہ ثانی بمثابہ متممات اول و مکملات اوست وآن کارخانہ ایست کہ بشان
ربوبیت تعلق دارد یعنی مہیا کردن امور کہ بندگان را درباب امتثال احکام الٰہیہ و اتباع

سنت نبویہ با من احتیاج پیش می آید و مرکز این کارخانہ منصب حکومت ست و فروع آن مناصب
علما و اولیاست از قرّاء و محدثین کہ احکام آلہیہ و احادیث نبویہ بجمیع امت میرسانند و مجتہدان
شریعت کہ احکام قیاسیہ استنباط می نمایند و شیوخ طریقت کہ بنا بر نظر بمصالح وقت تدبیری
برای اجرای سنت استخراج میفرمایند و آئمۂ لغت و تفسیر و عربیت کہ نکات محاورات و قوانین
زبان دانی ایضاح می نمایند و واضعین کتب فقہ و جامعین فتاوی و مصنفین رسائل سلوک
و مؤلفین کتب عربیہ کہ احکام مجتہدین و تخریجات مقلدین و کلمات مشائخ و اقوال علماء عربیہ
را مرتب کردہ در دفاتر مبسوطہ محرر مینمایند پس اول را کمال خلافت و امامت میگویند و ثانی
را کمال علم و ولایت و ہرچند منشأ این ہر دو کمال توجہ عنایت آلہیہ ست بہ تربیت بندگان خود
و مہبط اصلی آن ہر دو قلوب انبیاست علیہم الصلوٰۃ والسلام اما اول نوریست قوی الاشراق کہ
از آفتاب سلطنت آلہیہ بر مرأت رسالت پرتو انداختہ و از آن بطریق انعکاس تمام عالم را فرا
گرفتہ و شب کفر و فساد را متلاشی گردانیدہ و روز اسلام و نظام دارین را جلوہ گر نمودہ و ثانی
آب زلالیست کہ از ابر ربوبیت باریدہ و از فوارۂ حکمت انبیا بجوش زدہ و از آن بحیاض قلوب خواص
مجتمع شدہ و بکام تشنگان آب طلب بحسب مدارج ایشان رسیدہ پس لابدیت اول را
بر ثانی محفوظ باید داشت و اہتمامیکہ باول باید کرد بثانی نباید گماشت مثلاً ہر فردی را از افراد
انسان خواہ عالم باشد خواہ جاہل خواہ عاقل باشد خواہ سفیہ خواہ کاتب باشد خواہ امی تفتیش
مضامین ظاہر کتاب و سنت و تحقیق آن خواہ بفکر خود خواہ باستفسار آن از دیگرے لازم آمد و التزام
اطاعت انبیا و اولی الامر بالتعیین از اول امر بر جمیع امت واجب شدہ و مجاہرت بانتساب
خود بایشان ضروریات دوا حتراز از تشبیہ بکفار و اختلاط بمبتدعین و مشارکت بغاۃ از ارکان
دین شمردہ شد و اشاعت ظاہر کتاب و سنت و نشر آن در جمیع قری و بلدان از ارکان دین معدود
شد و تعیین وعّاظ کہ در جمیع مجامع و مساجد بر سر منابر باواز بلند بسوی آن دعوت نمایند و
تعیین محتسبین کہ در ہر کوچہ و بازار بجبر و قہر بسوی آن کشند از افضل عبادات معدود کردہ شد بخلاف

قسم ثانی که هر کس را تحقیق احکام قیاسیه و اشغال صوفیه و قوانین عربیه ضرور نیست و اراده و تقلید
شخصی معین از مجتهدین و مشائخ در ارکان دین لازم نه بلکه همین قدر کافیست که وقتی که حاجتی
پیش آید از کسی از ایشان استفسار کرده شود نه آنکه اراده و تقلید هم مثل ایمان بالانبیا از ارکان
شمرده شود و لقب حنفی و قادری همتا به لقب مسلمان سنی اظهار کرده شود و امتیاز از شافعیان
و چشتیان مثل امتیاز از کفار و روافض از لوازم تدین شمرده شود و انتقال را از مذهبی بمذهبی
یا طریقه بطریقه مثل ارتداد و ابتداع و بغی موجب قتل و هتک عهد و کرده شود یا دعوی
اجتهاد و ولایت را مثل دعوی نبوت یا دعوی امامت بطریق بغی بر امام حق باعث قتال
و اهانت قرار داده شود آیا نمی بینی که بر طاعت قاضی جبر کردن میرسد نه بر طاعت مجتهد که رد
حکم قاضی واحد قاضی دیگر را هم نمیرسد چه جای احاد رعایا و بر خلاف حکم مجتهد که بر هر کسی عمل
آن واجب نیست لاسیما وقتیکه آنکس خود مجتهد باشد که او را تقلید مجتهد اول اصلا جائز نیست و
بغی بر امام حق اگر چه آن باغی لیاقت امامت داشته باشد اصلا جائز نیست به خلاف دعوی
اجتهاد که وقتیکه ملکه اجتهاد حاصل شود لابد دعوی اجتهاد باید کرد و تقلید را از گردن خود دور
باید انداخت بالجمله غرض ازین کلام آنکه اشتغال به تفتیش ظاهر کتاب و سنت و تعلم و تعلیم آن
خواه بخواندن باشد خواه باستماع مضامین آن و سعی در اشاعت آن از جنس اکل و شرب و
لباس است که مدار زندگانی بر آنست و اشتغال احکام فقهیه معتبره و اشغال صوفیه
نافعه از قبیل ادویه و معالجه است که عند الضرورت بقدر حاجت بعمل آرند و بعد از آن
بکار اصلی خود مشغول باشند و عنوان و شعار خود محمدیه خالصه و سنن قدیم باید داشت
نه تمذهب بمذهب خاص و انسلاک در طریقه مخصوصه بلکه مذاهب و طرق را مثل دکاکین عطارین
باید شمرد و خود را از منسلکان جند محمدی پس چنانکه سپاهیان را عنوان سپه گری شعار
است و اعلاء کلمه سلطانی کار و بار و وقتی که بر دوای محتاج میشوند از هر دوکانی که بدست
آید بگیرند و بقدر حاجت بعمل می آرند و باقی را برای وقت ضرورت نگاه میدارند و

وبکار وبار خود مشغول میباشند ہمچنین محمدیت خالصہ را شعار خود باید کرد و اقامت ظاہر سنت را کار و بار خود باید داشت و احکام فقہیہ صحیحہ را و اشغال صوفیہ معتبرہ را کہ خالی از شوب فساد و بدعت باشد بقدر حاجت استعمال باید کرد و زاید از حاجت باٰن توغل نباید کرد

بالجملہ محمدی یا مسلمان تو اہل اسلام کا اصلی و قدیمی نام ہے۔ حنفی و شافعی کہلانا بھی حرام و مطلقاً برا کام نہین ہے۔ فریقین اس لفظی جھگڑون سے دست بردار ہو جاوین۔ جو چاہین (محمدی یا حنفی) سو کہلاوین۔ ایک دوسرے کو اپنا بھائی تصور فرماوین۔ اور اپنی ضعف حالت پر ترس کھاوین اور باہمی تفرقہ و تباغض سے باز آوین۔ اور سب آپسمین ملکر دینی اور قومی کامون کی رونق بڑھاوین۔

مین پھر کہتا ہون (گو میرے دوست برا مناوین اور میری اس غیرت آمیز عبرت خیز مثال کو اقوام غیر کی خوشامد خیال فرماوین) ہمارے مسلمان بھائی عیسائیون اور ہندؤن کی طرف دیکھکر ہی کچھ شرماوین کہ وہ باوجودیکہ اصول مذہب مین باخود باہم سخت مخالف ہین۔ عیسائیون کے بہت سے فرقے (رومن کیتھولک۔ پروٹسٹنٹ۔ یونی ٹیرین۔ وغیرہ) باہم ایسے مخالف ہین۔ کہ ایک دوسرے کو دین عیسائی سے خارج سمجھتے ہین۔ ایسے ہی ہندؤن کے مختلف فرقے۔ آریہ۔ برہمو۔ وغیرہ آپس مین ایسے مخالف ہین کہ ایک دوسرے کو نجات و ہدایت پر نہین سمجھتے **تسپر بھی** وہ اون کامون مین جو سب مین مشترک ہین ایکدوسریکے مددگار ہو جاتے ہین۔ اور ہر فرقہ کے مخصوص کامون مین ایکدوسرے کے خلل انداز نہین ہوتے۔ رومن کیتھولک کا چرچ یا سکول قائم ہونے لگے تو پروٹسٹنٹ اسمین کوئی رخنہ نہین ڈالتے۔ وہ اونکے چرچ و سکول مین رخنہ اندازی نہین کرتے۔ جیسا کہ مسلمانون سے ایک فریق کوئی مسجد یا مدرسہ بنانا چاہے تو فریق مخالف جسقدر ہو سکے زر و زور عدالت سے خانہ جنگی سے خلل اندازی کو مستعد ہو جاتا ہے **اسی وجہ سے**

وہ اقوام دن بدن اپنی دینی و دنیاوی کی ترقی کر رہے ہین - اور ہماری قوم دن بدن اپنے دنیا و دین مین پس پا ہوتی جاتی ہے

شاید آپ پر یہہ **اعتراض** ہو کہ اقوام غیر تو مداہنت و بیدینی کرتے ہین جو ایک دوسرے کے بُرے کام مین مزاحم نہین ہوتے - اہل اسلام دیندار و پرہیزگار ہین لہذا وہ بحکم دین ایک دوسرے سے للّٰہ بغض رکھتے ہین - اور اُنکے بُرے کامون مین للہ مزاحمت کرتے ہین ہمین تباہ و برباد ہی کیون نہو جائین اور اونکو ایسا ہی ہوتا اور رہنا چاہیے - **اسکا جواب** گو کچھ تو اشاعة السنة نمبر ۱ جلد ۱۴ کے ضمیمہ مین جو انجمن ہمدردی کا بانی مبانی ہے - دیا گیا ہے - اور مفصل جواب آیندہ ایک مستقل مضمون (بغض للہ) مین دیا جاویگا - اسمقام مین اسقدر کہنا کافی ہے کہ اس باہمی بغض مین مسلمان دیندار و حکم شریعت کے تابعدار تب ہو سکتے ہین - جبکہ اسمین مراتب درجات معروف و منکر کی رعایت کرین امر اہم کو پھر جو اُسکے بعد اہم ہو ملحوظ رکھین - توحید اسلام کو مستحبات سے مقدم سمجھکر مستحبات کی اقامت مین ایسے طور پر کوشش کرین جسمین توحید و اسلام ہاتھ سے جاتا رہے - کفر و شرک کو ادنی مکروہ سے بُرا سمجھکر مکروہ کی اہانت مین اسطرح سے سعی کرین کہ اسمین کفر و شرک کی ترویج کو مدد نہ ملے - مگر یہان یہہ امر نہین پایا جاتا - ایک سنی حنفی رفع یدین و آمین سے روکنے اور جس مسجد مین ان افعال کے لوگ نماز پڑھین اسکے بند کرنے مین ایسی کوشش کرتا ہے جسمین نماز چھوٹ جاوے - اور مسجد کی جگہہ چرچ بن جاوے ایک سنی اہلحدیث رفع یدین کے جاری کرنیکے لیے یہہ حکم لگاتا ہے - کہ رفع یدین نکرین تو نماز نہ پڑھین وہ نماز ہی کیا ہے جسمین رفع یدین نہو - ہمارے بھائی انصاف کرین کہ بغض للہ کی یہی صورت ہے - اور دینداری و پرہیزگاری امر بالمعروف و نہی عن المنکر کے یہی معنے ہین جو یہہ کر رہے ہین - بھائیو خدا کے لیے اب بھی ہوش سنبھالو اور اس افراط و تفریط سے اپنے آپ کو نکالو محمدی حنفی شافعی اہلحدیث اہل تقلید سب سچے بھائی انما المؤمنون اخوة ایک دوسرے کے بھائی ہو جاؤ اور آپس مین ملکر واعتصموا بحبل اللہ جمیعاً خدا کے دین کو پھیلاؤ اور اپنی عزت کو بڑھاؤ - وما علینا الا البلاغ -

پیری و مریدی

جیسے اس زمانہ کے دیندار و پرہیزگار مسلمانون مین تلقین امتحان اسلام کیوقت وہ تین سوال ہوتے ہین جنکا بیان مضمون سابق "القاب نہی" مین ہوچکا ویسے ہی ایک سوال یہہ بہی ہوتا ہے - کہ تم کسکے مرید ہو؟ - پھر اگر مسئول عنہ (جس سے سوال ہوا) نے جواب مین کسی پیر کا نام لیا تو وہ پکا اور سچا مسلمان سمجھا گیا - ورنہ اسپر نقصان اسلام کا الزام آیا عام لوگون کا یہہ خیال ہے کہ جسکا کوئی پیر نہین اسکا پیر شیطان ہے - اور اسلیئے اکثر لوگون کے اعتقاد مین پیر و مرشد پکڑنا ایسا جز و ایمان سمجھا جاتا ہے جیسے خدا و رسول پر ایمان لانا -

جُہلا کا ذکر نہین اکثر علما، دیندار پرہیزگار جب علم کی تحصیل و تکمیل سے فارغ ہوتے ہین تب مرشد کی تلاش مین پڑتے ہین جب تک کسی کو مرشد نہ بنالین اپنے ایمان کو کامل و مصئون و مامون نہین سمجھتے - اور نہ عام لوگ انکی اسقدر عزت و اعتبار کرتے ہین جسقدر اون علما کی عزت و اعتبار کرتے ہین جو مرشد والے اور صاحب ارشاد ہوتے ہین -

انکے مقابلہ مین ایسے لوگ بہی ہین جو بیعت کرنے کو شرک و بدعت کی جڑھ سمجھتے ہین - اور اگلے پچھلے مشائخ عظام و اولیاء کرام کو دوکاندار و خطاکار جانتے ہین - اور جو اذکار و وظائف وہ اپنے مریدون کو بتلاتے ہین انکو بدعت و ضلالت سمجھتے ہین -

ان دو جماعتون کے تفرقہ و باہمی فساد اور اسکے نتائج بہی اُس تفرقہ و فساد اور اُسکے نتائج سے کم نہین جو پہلے دو فرقون مین (جن کا ذکر مضمون سابق مین گذرا) پائے جاتے ہین -

طُرفہ تر یہہ کہ ہماری دیار پنجاب مین یہہ تفرقہ و فساد خاص ایک اُس جماعت مین (جو بڑے دیندار و پرہیزگار و موحد و متبع سنت کہلاتے ہین) موجود ہے -

ا تمین فریق مثبت گو عوام کیطرح پیری و مریدی کو فرض واجب نہین جانتا اور نہ اسمین ...

بہت قیود لگاتا ہے جو عوام لگاتے ہین - مگر وہ اسکی ترویج والتزام مین ایسا سرگرم ہے اور اسمین
بعض رسوم پیری و مریدی کے ایسا پابند ہے جو اعتراض کا محل ہے -
پہلو چونکہ اہل اسلام کا باہم اتفاق مدنظر ہے - اسلیئے ہم اس مضمون مین اس اختلاف کی نسبت
ایک منصفانہ رای اور بیچ کی راہ بیان کرتے ہین - شاید فریقین اس سے نفع اوٹھاوین
اور اسکو دیکھکر افراط و تفریط سے باز آوین - اور اس باہمی تفرقہ کو چھوڑ کر اتحاد و اتفاق
اختیار کرین -

پس پہلے عام مسلمانون کے دو مختلف جماعتون کے اختلاف کی نسبت کچھہ عرض کرتے ہین
پھر خاص جماعت سوداگران و متبعین کی خدمت مین کچھہ گذارش کرینگے -

عام لوگون سے فریق مثبت کی خدمت مین التماس ہے کہ بیشک بیعت تو یہ سنت اور
شرف و تاثیر صحبت ثابت ہے - چنانچہ بمقابلہ فریق ثانی اسکا کافی ثبوت دیا جاویگا
مگر رسمی پیری و مریدی اور اس امر مسنون مین بہت فرق ہے -
مسنون تو صرف یہی امر ہے (چنانچہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے قول و فعل سے جو آیندہ مذکور ہونگے
معلوم ہوتا ہے) کہ کسی متقی صالح کے ہاتھہ پر کوئی گناہون سے توبہ کرے اور اسکے روبرو اسپر
قائم رہنے کا عہد و اقرار کرے - اسمین وہ قیدین نہین ہین جو رسمی پیری مریدی مین
لوگ لگاتے ہین - اور نہ اس سے وہ لوازم و نتائج پیدا ہوتے ہین جو لوگ رسمی پیری مریدی
سے نکال لیتے ہین -

(۱) مثلاً جو لوگون سے بیعت لے وہ خود کسی کا مرید ہو چکا ہو - اور اسکو مرید بنانے کی
اجازت ہو -

(۲) جو بیعت لے وہ پیر و مرشد کہلاوے - اور جو بیعت کرے وہ مرید اس مرشد کے سوائے
اور علما و پیشوا خواہ اسکو کتنی ہی ہدایت و تعلیم ارشاد مسائل حقہ کر چکے ہون اسکے مرشد
نہ کہلاوین - اور نہ اسکو انکا مرید کہا جاوے - اور نہ اور لوگ جنکو اس پیر نے بہ علن بیعت

لینے کے حق کی راہ بتائی ہے اسکی مرید کہلا دین۔

(۳) جب تک کسی کی بیعت نہو تب تک اُسکی صحبت سے فائدہ نہین ہوتا۔

(۴) بیعت کے سوائے توبہ کا اثر نہین ہوتا اور نہ دل صاف ہوتا ہے۔

(۵) باپ مرشد ہو تو بیٹا بھی مرشد ہوجاتا اور یہہ حق مرشدی وپیری نسلاً بعد نسل جاگیر یا پینشن کی طرح جاری رہتا ہے۔

(۶) پیر ایک ہی شخص کو بنانا چاہیئے۔ اسی خیال سے کہا ہے جسنے کہا ہے ۔۔ ۵

دوئی بمذہب عشاق معنوی کفرست ✤ خدا یکے و محمدؐ یکے و پیر یکے ✤

(۷) پیر پر عقیدت کر لینا کافی ہے اُسکے قول وعمل کو دیکھنا ضروری نہین ہے اسی خیال سے کسی نے کہا ہے۔ پیرمن خس ست۔ اعتقاد من بس ست۔ اسی اعتقاد سے اکثر لوگ خاندانی وموروثی پیرون کے مرید بنتے ہین گو انکے افعال کیسے ہی بد ہون۔ شراب پئین۔ ناچ رنگ دیکھین۔ صوم وصلوٰۃ کا نام نہ لین۔ چنانچہ اسوقت ہمارے ملک پنجاب مین ایسے کئی خاندان ہین۔ جنکے سجادہ نشین رات دن شراب مین مخمور رہتے ہین۔ نماز روزہ کے پاس نہین پھٹکتے۔ پھر ہزارہا لوگ (جنمین پڑہے لکھے بھی شامل ہین) انکے مرید ہوتے ہین۔ اور وہ یہہ سمجہتے ہین کہ یہہ لوگ اولیاء اللہ ہین انکو ظاہری شریعت کی پابندی معاف ہے اور انسے عبادت کی تکلیف اُٹھالی گئی۔

(۸) پیر جیسے مرید عورتون کا محرم ہوجاتا ہے۔ اس سے انکو پردہ وحجاب ضروری نہین رہتا۔ اس خیال سے بڑے بڑے نامی خاندانون کے سجادہ نشین عورتین سے ہاتھ مین ہاتھ لیکر بیعت لیتے مین پھر مرید ہوجانے کے بعد وہ خلوتون مین انکی پیش خدمت رہتی ہین انکے ہاتھ پاؤن چومتی ہین۔ مٹھی چاپی کرتی ہین۔ بعض بعض نامی خاندانون مین ایسا بھی ہوتا ہے۔ کہ اس خلوت مین انکو اور بھی فیض باطنی پہنچ جاتا ہے۔ جسکا نتیجہ اخیر برملا ظاہر ہوتا ہے۔ اور لوگون کے مشاہدہ مین آتا ہے۔ کیا کرون تہذیب مانع ہے ورنہ ایک ایک کا

نام لیکر بتاتا - اور انکے اس فسق باطنی کو صداقت ظاہر کرسکتا تھا - وہ عمل بتذا الفہا مین بہوت قیود و نتائج ہین جو بعض خواص علما مین اور بیشتر عوام جہلا مین اس پیری مریدی کے ساتھ پائے جاتے ہین -

فریق مثبت خود ہی انصاف کرے کہ یہہ سب باتین اُس بیعت مین جسکا ذکر قرآن مین آیا ہے یا اسپر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا عمل رہا ہے پائے جاتے ہین ؟ - یا اور کہین کتاب اللہ وسنت رسول اللہ مین ان باتون کے وجود وثبوت پر کوئی شہادت ہے - ؟

جہانتک کتاب وسنت وعمل درآمد زمانہ حضرت رسالت کو تفحص کیا جاتا ہے - ان باتون کا کہین پتہ نہین لگتا - بلکہ بعض باتون کا تو کتاب وسنت مین صریح خلاف پایا جاتا ہے یہہ مضمون ان سب باتون کی تفصیل کا محل نہین ہے - اسلیئے بطور **تمثیل** بعض باتون کا خلاف شریعت ہونا بیان کیا جاتا ہے -

(ضمیمہ) مین جو کہا گیا ہے کہ پیر مرید عورت کا محرم ہو جاتا ہے - اور بنا دًا علیہ پیر بوقت بیعت مریدنی کے ہاتھ سے ہاتھ ملاتے ہین اور اونکو خلوت مین لیجاکر اپنے خدمت کرالتے اور فسق مین پہنچاتے ہین - بہت احادیث وآیات کے صریح مخالف ہے -

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم جو سبہی مسلمان مرد وعورتون کے حقیقی مرشد اور واقعی پیر ہین جب کسی عورت سے بیعت لیتے تو ہاتھ سے ہاتھ نہ ملاتے - اور نہ کبھی اُسکے خلوت کرتے - چنانچہ حضرت عائشہ صدیقہ رض سے روایت ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ہجرت کرنیوالی عورتون کا اس ارشاد خداوندی سے - کہ اے نبی صلعم جب تیرے پاس عورتین ان

عن عائشۃ زوج النبی صلی اللہ علیہ وسلم ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان یمتحن من ھاجر الیہ من المؤمنات بھذہ الآیۃ بقول اللہ تعالیٰ یا ایھا النبی اذا جاءک المؤمنات یبایعنک الیٰ قولہ

باتون پر بیعت کرنے کو آوین کہ شرک نکرینگی اور زنا اور قتل اولاد نکرینگی اور کسی پر تہمت نرکہین گی - اور اچھی بات مین تیرے حکم کا خلاف نکرینگی تو اون سے

عن عروة عن عائشة قالت ... غفور رحیم قال عروة قالت عائشة فمن اقر بهذا الشرط من المؤمنات قال لها رسول الله صلی الله علیه وسلم قد بایعتک کلاماً و الله ما مست یده ید امرأة قط فی المبایعة ما بایعهن الا بقوله قد بایعتک علی ذلک
رواه البخاری ص۷۲۶۔

بیعت لی (یعنی) امتحان کرلیتے پس جو عورت اس شرط کی مقر ہوتی اسی (صرف زبانی) فرما دیتے کہ ہمنے تیری بیعت لی - خدا کی قسم ہے (بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا کہتے ہین) کسی عورت کے ہاتھ کو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ہاتھ نہین لگایا اور بجز اس زبانی بات کے کہ مینے تجھ سے بیعت لی کبھی بیعت نہین کی۔

(۲) آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اعتکاف مین تھے آپ کے حرم محترم حضرت صفیہ آپ کی زیارت کو ن

عن علی بن حسین ان صفیة زوج النبی صلی الله علیه وسلم اخبرته انها جاءت الی رسول الله صلی الله علیه وسلم تزوره فی اعتکافه فی المسجد فی العشر الاواخر من رمضان فتحدثت عنده ساعة ثم قامت تنقلب فقام النبی صلی الله علیه وسلم معها یقلبها حتی اذا بلغت باب المسجد عند باب ام سلمة مر رجلان من الانصار فسلما علی رسول الله صلی الله علیه وسلم فقال لهما النبی صلی الله علیه وسلم علی رسلکما انما هی صفیة بنت حیی فقالا سبحان الله یا رسول الله وکبر علیهما فقال النبی صلی الله علیه وسلم ان الشیطان یبلغ من الانسان مبلغ الدم وانی خشیت ان یقذف فی قلوبکما شیئاً
بخاری ص۲۷۳۔

آئین - جب آپ انکی رخصت کے وقت مسجد کے دروازہ تک تشریف لیگئے تو دروازہ سے پاس دو آدمی انصار سے ملے - آپنے اونکو یہہ فرما دیا کہ یہہ صفیہ ہے - انہون نے عرض کیا یا رسول اللہ سبحان اللہ (یعنی کیا ہم آپکے پاس اجنبی عورت کے آنے کا گمان کرسکتے ہین؟) - آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا شیطان انسان کے اندر خون کی جگہہ پہنچ جاتا ہے - مین ڈرا کہ شیطان تمہارے دل مین کچھہ خیال بد ڈالدے۔

(۳) اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی مرتضیٰ کو (جو بہت سے مومن عورتون کے اصلی بھیجے

کہ مرشد و رہبر تھے) ارشاد فرمایا کہ اے علی اگر تیری ایک نظر کسی اجنبی عورت پر پڑ جاوے تو دوسری نگاہ اس پر نکر لیو۔ اور حضرت جریر بن عبداللہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا علی لا تتبع النظرۃ النظرۃ (رواہ احمد) وعن جریر بن عبد اللہ قال سالت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن نظر الفجاءۃ فامرنی ان اصرف بصری۔ (رواہ مسلم)

وسلم سے اجنبی عورت پر ناگہان نظر پڑجانے کا حکم پوچھا تو آپ نے نظر کو پھیر لینے کا حکم دیا۔

(۴) اور اللہ تعالے نے عام مرد اور عورتوں کو جنہیں پیر و مرید بھی شامل ہیں ان عام الفاظ سے نگاہوں کے بچانے اور زینت کے چھپانے کا ارشاد کیا ہے۔ اے نبی مومنوں کو کہدے کہ اپنی آنکھوں کو

قل للمؤمنین یغضوا من ابصارہم ویحفظوا فروجہم ذلک ازکی لہم ان اللہ خبیر بما یصنعون۔

(اجنبی عورتوں پر نظر کرنے سے) بند رکھیں اور اپنے شرمگاہوں کو بچا کر رکھیں۔ یہ بہت پاکیزہ امر ہے اور اللہ تعالی جانتا ہے جو یہ کرتے ہیں۔

اور فرمایا مومن عورتوں کو (بھی) کہدے۔ اپنی آنکھوں کو (اجنبی مردوں پر نظر کرنے سے) بند رکھیں

وقل للمؤمنات یغضضن من ابصارہن ویحفظن فروجہن ولا یبدین زینتہن الا ما ظہر منہا ولیضربن بخمرہن علی جیوبہن ولا یبدین زینتہن الا لبعولتہن او اٰبائہن او اٰباء بعولتہن او ابنائہن او ابناء بعولتہن او اخوانہن او بنی اخوانہن او بنی اخواتہن او نسائہن او ما ملکت ایمانہن او التابعین غیر اولی الاربۃ من الرجال او الطفل الذین لم یظہروا علی عورات النساء ولا یضربن بارجلہن لیعلم ما یخفین من زینتہن وتوبوا الی اللہ جمیعا ایہ المومنون

اور اپنے شرمگاہوں کو بچا کر رکھیں۔ اور اپنی زینت (عمدہ اور اندرونی لباس زیور و سنگار) کو ظاہر نکریں بجز اسکے جو ظاہری لباس ہے (اور وہ زینت وخوبصورت نہیں ہے) اور اپنے گریبانوں پر اوڑھنیاں ڈالے لیں۔ اور اپنی زینت بجز اپنے خاوندوں یا باپوں یا خاوندوں کے باپوں کے یا اپنے بیٹوں یا خاوندوں کے بیٹوں کے یا اپنے بھائیوں یا بھتیجوں یا بھانجوں یا اپنی دین عورتوں کے یا اپنے غلاموں کے یا اون اتباع کے جنکو عورتوں کی خواہش نہیں ہوتی۔ یا اون (ہوشیار) لڑکوں کے جنکو عورتوں

لعلکم تفلحون (سورہ نور ع ۴) چھپی ہوتون پر بھنوزا طلاع نہین کسی پر لیا ہر کرین

اور اپنا پاؤن زمین پر مار کرنہ چلین تاکہ انکی چھپی زینت (خلخال وغیرہ) ظاہر ہو۔ مومنون اگر تمنے

یہہ کام کیئے ہین تو اب اب سب کے سب توبہ کرو تاکہ تم چھٹکارا پاؤ۔

ان حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے اجنبی عورت کی طرف نظر کرنا آنکھون کا زنا ہے۔

عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم العینان زناھما النظر والاذنان زناھما الاستماع واللسان زناہ الکلام والید زناھا البطش والرجل زناھا الخطا والقلب یھوی ویتمنی ویصدق ذلک الفرج ویکذبہ۔ (رواہ مسلم)

اجنبی کی بات باتین سننا کانون کا زنا ہے اس سے بات کرنا زبان کا زنا ہے۔ ہاتھ لگانا ہاتھ کا زنا۔ اسکی طرف چلکر جانا پاؤن کا زنا اور دل مین خواہش اور شہوت ہوتی ہے آخر کو شرمگاہ ان سب زناؤن کو سچا کردیتا ہے اگر شرمگاہ سے زنا واقع ہوگیا یا انکو جھوٹا کرتا ہے اگر اس سے بچ کر سب سے تائب ہوا۔

ایسا ہی جو نمبر ۲ مین کہا گیا ہے سراسر مخالف شریعت ہے۔ جو خود گمراہ ہے وہ دوسرے کو کیا راہ بتا سکتا ہے۔ ۵ او خویشتن گم است کرا رہبری کند۔ اللہ تعالی فرماتا ہے

افمن یھدی الی الحق احق ان یتبع ام لا یھدی الا ان یھدی فما لکم کیف تحکمون (یونس ع ۹)

اتامرون الناس بالبر وتنسون انفسکم (بقرہ ع ۵)

تو کہدے کہ جو حق کی طرف رہنمائی کرے وہ لائق اتباع ہے۔ یا خود راہ نہ پاوے جبتک اسکو کوئی راہ نہ بتادے۔ اور یہہ بھی فرمادیا کہ کیا تم لوگون کو اچھی باتون کا حکم دیتے ہو اور اپنے آپ کو بھلاتے ہو۔

اور حدیث شریف مین ایسے شخص کے حق مین جو اورون کو اچھی بات کہے اور خود اس سے نہ بچے سخت وعید وارد ہے۔ اور یہہ کہنا کہ اولیاء اللہ کو پابندی شریعت اور تکلیف عبادت معاف ہے سخت کفر و الحاد ہے۔ ملا علی قاری شرح فقہ اکبر مین

+ مشکوٰۃ صفحہ ۲۱۶ - ۱۳

فرماتے ہین کہ بندہ جبتک عقل و ہوش مین ہتا ہے وہ ایسے مقام مین کبھی نہین پہونچتا جسمین اُس سے

ان العبد مادام عاقلاً بالغاً لا یصل الی مقام یسقط عنه الامر والنهی لقوله تعالیٰ واعبد ربك حتیٰ یأتیك الیقین فقد اجمع المفسرون علی ان المراد به الموت وذهب بعض اهل الاباحة الیٰ ان العبد اذا بلغ غایة المحبة وصفا قلبه عن الغفلة واختار الایمان علی الکفر سقط عنه الامر والنهی ولا یدخله الله النار بارتکاب الکبائر وذهب بعضهم الیٰ انه یسقط عنه العبادات الظاهرة ویکون عبادته التفکر وتحسین الاخلاق الباطنة وهذا کفر وزندقة وضلالة وجهالة (شرح فقه اکبر)

امر و نہی اوٹھ جاوے۔ کیونکہ خدا تعالیٰ نے قرآن مین فرمادیا کہ خدا کو یہانتک پوجتے رہو کہ تمکو موت آجاوے۔ اس آیت مین لفظ یقین سے باتفاق مفسرین موت مراد ہے۔ بعض قائلین اباحت یہہ کہتے ہین کہ جب بندہ کمال محبت کو پہونچتا ہے۔ اور اسکا دل غفلت سے پاک ہوجاتا ہے اور وہ کفر سے ایمان کو مقدم کرلیتا ہے تو اس سے امر و نہی ساقط ہوجاتا ہے پھر اُسکو خدا کبیرہ گناہون کے سبب عذاب مین داخل نہین کرتا۔ بعض یون کہتے ہین کہ اس سے ظاہری عبادتین ساقط ہوجاتی ہین۔ اور اُسکی عبادت فکر اور اخلاق کو درست کرنا ہوجاتی ہے۔

یہہ باتین کفر و بیدینی مرتد ہونا اور گمراہی و جہالت ہے۔

ایسا ہی بہت سے علما خصوصاً اجلہ صوفیہ نے فرمایا ہے **امام حجۃ الاسلام غزالی رح** نے ایسے شخص کو جو اولیا کو عبادت و تکالیف شرعیہ سے بری سمجھتا ہے تمام کافرون سے بدتر کہا ہے۔

حضرت **شیخ عبدالقادر جیلانی** رح نے فرمایا ہے کسی مومن کو کسی حال

المقالة الاولیٰ لا بد لکل مؤمن فی سائر احواله عن ثلثة اشیاء امر یمتثله ونهی یجتنبه وقدر یرضی به اذا تأتی معنی الوصول الی الله حق

مین خدا کے حکم بجا لانے اور اوس کی نہی سے بچنے اور اوس کی تقدیر پر راضی رہنے سے چارہ نہین اور فرمایا کہ خدا کی طرف

عن الخلق والهوى والارادة والمنى فالنبوة مع فعله وارادته من غير ان يكون منك حركة فيك ولا في خلقه بل بحكمه وفعله (فتوح الغيب مقاله ۱۷)

واصل ہو جانیکے یہہ معنے ہین - کہ تو مخلوق وخواہش نفس اور ارادہ سے باہر ہو جاے خدا کے امر و نہی کی متابعت مین رہے - اُس مین تو اپنی کچھہ حرکت نکرے -

قال ابو القاسم الجنيد علمنا هذا مقيد بالكتاب والسنة فمن لم يقرأ القرآن ولم يكتب الحديث لا يصلح انسان يتكلم في علمنا ولا يقتدى به (الفرقان بين اولياء الرحمن واولياء الشيطان)

حضرت جنید بغدادی نے فرمایا کہ ہمارا علم سلوک کتاب اللہ سے مقید ہے جو کتاب اللہ و سنت نہ جانتا ہو اوسکو لائق نہین ہے کہ اس علم مین کچھہ بولے یا ہمارا اسمین پیشوائی کرے -

خداوند تعالی نے اپنے اولیا کی صفت مین خود فرمایا کہ خدا کے ولی وہ ہین جو خدا پر

الا ان اولياء الله لا خوف عليهم ولا هم يحزنون الذين آمنوا وكانوا يتقون

ایمان لائے ہین - اور متقی ہین یعنی اُسکے گناہون سے بچتے ہین -

حدیث قدسی مین آیا ہے کہ خدا تعالی نے فرمایا ہے کہ میرا بندہ میری طرف نوافل سے

ولا يزال عبدي يتقرب الي بالنوافل حتى احببته فاذا احببته كنت سمعه الذي يسمع به وبصره الذي يبصر به ويده التي يبطش بها ورجله التي يمشي بها فبي يسمع وبي يبصر وبي يبطش وبي يمشي - (صحيح البخاري)

قرب حاصل کرتا ہے یہانتک کہ مین اسکو دوست رکھتا ہون جب مین اُسکو دوست رکھتا ہون اسکا کان جس سے سنتا ہے نگاہ جس سے دیکھتا ہے ہاتھہ جس سے وہ پکڑتا ہے پاؤن جس سے وہ چلتا ہے - مین ہو جاتا ہون وہ میرے ساتھہ چلتا ہے میرے ساتھہ دیکھتا ہے میرے ساتھہ پکڑتا ہے - میرے ساتھہ سنتا ہے یعنی اسکے کان آنکھہ ہاتھہ پاؤن سب میرے حکم و رضا کی تابع ہو جاتے ہین -

ان نصوص کے لحاظ سے علماء اسلام نے کہا ہے کہ ولی وہ شخص ہے جو طاعت

الولی من واظب علی الطاعات ولم یرتکب شیئا من المحرمات

(شرح فقہ اکبر)

وتجد کثیرا من ھؤلاء عمدتھم فی اعتقادھم کونه ولی الله انه قد صدر عنه مکاشفة فی بعض الامور او بعض الخوارق للعادة مثل ان یشیر الی شخص فیموت او ان یطیر فی الھوی الی مکة او الی غیرھا او ان یمشی علی الماء احیانا او یملأ ابریقا من الھوی او یاکل بعض الاوقات من الغیب او ان یختفی بعض الاحیان من اعین الناس او ان بعض الناس استغاث به وھو غائب او میت فراٰه قد جاء فقضی حاجته او یخبر الناس بما سرق لھم او بحال غائب لھم او مریض او نحو ذلک من الامور ولیس فی شیٔ من ھذه الامور ما یدل علی ان صاحبھا ولی الله بل قد اتفق اولیاء الله علی ان الرجل لو طار فی الھوی او مشی علی الماء لم یعتبر به ما لم ینظر متابعته لرسول الله صلی الله علیه وسلم وموافقته لامره ونھیه وکرامات الاولیاء اعظم من ھذه الامور وھذه الامور وان کان قد یکون صاحبھا ولیا لله فقد یکون عدوا لله فان ھذه الخوارق تکون لکثیر من الکفار والمشرکین ؛ (الفرقان)

پر چلا رہے اور گناہ ... نکرے ... اور ... ہے ... ... اور ... پر ... اڑا دیا جاوے اور ایسے ہی خوارق ظاہر کرے پر وہ امر و نہی کا پابند نہو تو وہ خدا کا ولی نہیں ہے - اور ایسے سے افعال کرامات نہیں ایسے افعال خدا کے منکروں اور کافروں سے بھی ظہور ہو جاتے ہیں جیسے ... راج کہلاتے ہیں -

بقیہ نمبر ۱ از ۱ سے ۷ تک ( ) میں جو لکھا گیا - اسمیں ہم اس مقام میں اس سے زیادہ نہیں کہنا چاہتے کہ حدیث بیعت یا اور کسی حدیث و آیت میں ان قیود و لوازم کے وجود پر کوئی دلیل نہیں ہے ثبوت دونو فریقین مثبتین و نافین کی مصنفات ہمارے پیش چشم ہیں ہم مثبتین کی تصانیف میں ان باتوں کا کوئی ثبوت نہیں پاتے کہ ایک سے زیادہ پیر کی بیعت نہ کیجاوے - یا جب پیر موتو بیٹے کو اسکی جگہ پیری کی گدی پر بٹھایا جاوے اگر اس سے بڑھکر ان پیر کے بیعتیوں سے لائق

و فائق صاحب ارشاد و ہدایت موجود ہون) و علیٰ ہذا القیاس - اس باب مین ہم بمقام خصوصیت خطاب
موحدین مین کچھہ کہینگے - یہان یہہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ اگر ان قیود کا جو نمبر ا سے ۶ تک بیان
ہوئی ہین حدیث بیعت یا کسی اور حدیث و آیت مین ثبوت نہین ہے - تو تم ان قیود کی
تجویز و ترویج پر کیا فتویٰ لگاتے ہو - اسکا جواب یہہ ہے کہ جو شخص ان قیود کو دین سمجہے
یا امور دین کی طرح انکی محافظت والتزام کرے اور انکی ترک پر ملامت و انکار عمل مین لاوے
اس نے دین مین ایک نئی بات نکالی جو اسمین نہ تھی اور جو انکو دین نہ سمجہے عارضی عذرون
ضرورتون کے سبب انکی رعایت و محافظت کرے جیسے کسی شخص کو دیندار و پرہیزگار
ایک ہی شخص نظر و میسر آیا ہے اسلیئے اسنے اسکی بیعت کی ہے - اور وہ اسکی طرف منسوب
ہونے اور اسکا مرید کہلانے کو داخل دین نہین سمجہتا - صرف پہچان کے لیئے (جیسے ہندی
عربی حنفی شافعی کہلاتا ہے ویسا ہی چشتی یا قادری کہلاتا ہے - اس شخص پر ان قیود کے
اختیار کرنے مین کوئی اعتراض نہین ہے - ہمارا اور ہر منصف و محقق کا دلی یقین ہے کہ
صالحین و متشرعین مشائخ طرق نے جو ان قیود کا لحاظ کیا ہے وہ اسی صورت سے کیا ہے
اس باب مین جو مولانا محمد اسمعیل صاحب نے فرمایا ہے (جو مضمون القاب مذہبی مین
(صفحہ نمبر ۳۱) ان سے منقول ہو چکا ہے) وہ مثبتین و نافین دونون کے تسلیم کی لائق
ہے - ایسا ہی انہون نے صوفیہ کے اور خصوصیات کی نسبت فرمایا ہے جو اسمقام مین
نقل کرنا تائید و فائدہ سے خالی نہین ہے - آپ صفحہ ۲۴ کتاب ایضاح الحق
مین فرماتے ہین - تعیین اوراد و اذکار و ریاضات و خلوات و اربعینات و نوافل عبادات
و تعیین اوضاع اذکار از جہر و اخفا و ضربات و اعداد و مراقبات برزخیہ و التزام طاعات شاقہ
ہمہ از قبیل بدعات حقیقیہ ہست بہ نسبت اکثر طلاب کہ آن را اصل کمال شرعی یا از مکملات وے
دانند اما بہ نسبت خواص کہ آن را محض از قبیل وسائل دانستہ در تعلیم و ترویج آن سعی میکنند
پس از قبیل بدعات حکمیہ باشد آری اخص الخواص کہ محض بنا بر ہدایت چندی از اغبیاء کہ نفوس

ایشان در مرتبہ قصوری از غباوت یا عصیان واقع شدہ اند اگر تعلیم امور مذکورہ کردہ باشند وایشان را بنمایش این باغ سبز بسوئی دام اطاعت حق کشیدہ باشند و صرف بنا بر اصلاح استعداد ناقصہ ایشان بقدر حاجت ضرورت بطور وسائل بے التزام و ترویج و اہتمام بکار بردہ باشند و وقت حصول مقصود آن را ترک دادہ باشند پس ہر چند تعلیم امور مذکورہ کہ ایشان در بعضی احیان بہ نسبت بعضے از ہان بحسب اتفاق و رعایت مصلحت وقت بوجود آمدہ بہ نسبت ایشان از قبیل بدعات نباشد - اما کلام درین مقام در اکثر اہل زمان ست کہ آن مثل شریعت مستمرہ و طریقہ مسلوکہ می شناسند - یہہ متبعین کی خدمت مین التماس ہے

اب نافین کی خدمت مین گذارش کی جاتی ہے کہ جو آفات و بدعات و منکرات اس بیعت و پیری و مریدی سے عموماً عالم مین پیدا ہو رہی ہین - انکی برائی مین کیا شک ہے - مگر بلحاظ ان آفات و بدنتائج کے ہمکو یہہ نہین پہنچتا کہ ہم اصل بیعت کو مٹیا تیل کردین اور جن اکابر مشائخ و اولیاء اللہ مین اس قسم کی بیعت جاری رہی ہے انپر بھی ان آفات و منکرات کے عمل مین لانے کا گمان بد کرین -

امر اول (یعنے بیعت کو مٹیا تیل نکرنے) کی وجہ یہہ ہے کہ بیعت تو بنص قرآن و عمل حضرت رسالت صلعم مشروع و مسنون ہو چکی ہے - اور ایک امر مشروع و مسنون کا ازالہ و ابطال بلحاظ نتائج و مقتضائے تبدل علل و اسباب جائز نہین ہے

ثبوت مقدمہ اولی (بیعت کے مشروع و مسنون ہونے) پر بہت سی آیات و احادیث کی شہادت پائی جاتی ہے مگر اس مقام مین از انجملہ ایک آیت اور ایک حدیث کے ذکر پر اکتفا کیا جاتا ہے -

خداوند تعالی سورہ **ممتحنہ** مین فرماتا ہے اے نبی جب تیرے پاس مومن عورتین ان باتون

یا ایہا النبی اذا جاءک المؤمنات یبایعنک علی ان لا یشرکن باللہ شیئا ولا یسرقن ولا یزنین	پر کہ شرک نکرینگی چوری نکرینگی زنا نکرینگی اپنی اولاد کو نہ مارین گی بہتان نہ لائین گی جسکو اپنے ہاتہون

ولا يقتلن اولادهن ولا يأتين ببهتان يفترينه بين ايديهن وارجلهن ولا يعصينك في معروف فبايعهن واستغفر لهن ان الله غفور رحيم (ممتحنه ع ۲)

اور پاؤن کے بیچ سے ناحق نکالین اور اچھی بات مین تیری نافرمانی نکرین گے تجھسے بیعت کرنیکو آوین تو اون سے بیعت لے اور انکے لیئے خدا سے بخشش مانگ خدا بخشش کرنیوالا مہربان ہے۔

عامہ تفاسیر مین لکھا ہے کہ اس آیت کے موافق آن حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے عورتون سے فتح مکہ کے دن بیعت کی۔ امام **ابن الجوزی** نے فرمایا ہے کہ اُسدن جن عورتون نے

قال ابن الجوزي وجملة من حصى من المبايعات اذ ذاك اربعمائة وخمسون امرأة ولم يصافح في البيعة امرأة وانما بايعهن بالكلام بهذه الآية

نے بیعت کی ہے اُنکی تعداد چار سو پچاس ہوئی ہے آن حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے سب سے زبانی اقرار لیا ہاتھ سے ہاتھ نہین ملایا۔

صحیح **بخاری** مین عبادہ بن صامت رض سے حدیث ہے کہ آن حضرت صلے اللہ علیہ وسلم

ان عبادة بن الصامت وكان شهد بدرا وهو احد النقباء ليلة العقبة ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال وحوله عصابة من اصحابه بايعوني على ان لا تشركوا بالله شيئا ولا تسرقوا ولا تزنوا ولا تقتلوا اولادكم ولا تأتوا ببهتان تفترونه بين ايديكم وارجلكم ولا تعصوا في معروف فمن وفى منكم فاجره على الله ومن اصاب من ذلك شيئا فعوقب في الدنيا فهو كفارة له ومن اصاب من ذلك شيئا ثم ستره الله فهو الى الله ان شاء عفا عنه وان شاء عاقبه فبايعناه

نے اصحاب کو جو اونکے گرد بیٹھے تھے فرمایا مجھسے ان باتون پر کہ خدا سے شرک نکرو زنا نکرو اور اولاد کو قتل نکرو بہتان نہ باندھو۔ جسکو اپنے جی سے بناؤ اچھی بات مین نافرمانی نکرو بیعت کرو پھر جسنے اس بیعت پر وفا کیا اسکا اجر خدا پر رہا۔ جوان کامون سے کسی کام کا مرتکب ہوا۔ اور اوسکو دنیا مین اسپر عذاب ہوا تو وہ اسکا کفارہ ہوگیا۔ اور جسنے کوئی ایسا کام کیا پھر خدا نے اسپر پردہ ڈالدیا تو وہ خدا کی سپرد ہے چاہے معاف کرے چاہے اسپر عذاب کرے۔ پس ہمنے (عبادة

علی ذلک - (صحیح بخاری صـ) | بن صامت کہتے ہین) آپ سے ان باتون پر بیعت کی -

ان آیات واحادیث سے بیعت توبہ کی مشروعیت تو صاف ثابت ہے - مگر انکے جواب مین فریق ثانی سے بعض تو یہہ کہتے ہین - کہ یہہ وہ بیعت نہین ہے جو صوفیون نے نکالی ہے - اور ان مین مروج ہے - انکے جواب مین ہم اس سے زیادہ کچھ نہین کہہ سکتے ہین - کہ گو بعض صوفیون نے اس بیعت پر بہت کچھ زیادتیان کی ہین - اور بعض نے تو اسکی صورت ہی بدل دی ہے - مگر بعض صوفیون مین صرف اسی قدر ثابت و مسنون کا ہی رواج ہے - آؤ اسی کو مانو قدر زائد کو جانے دو - اور خذ ما صفا ودع ما کدر پر عمل کرو - بعض ان آیات و احادیث کے جواب مین یہہ کہتے ہین کہ جس بیعت کا ان آیات و احادیث مین ذکر ہے وہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے مخصوص اور آپکا خاصہ ہے عموماً مشروع نہین ہے - اور یہہ بھی وہ کہتے ہین کہ مشروع تو تھی مگر پیچھے کر منسوخ ہو گئی ہے انکے جواب مین (بوجہ محض فہمایش نہ بطور مباحثہ) ہم کہتے ہین کہ اول تو یہہ دونون دعوی (دعوی نسخ و دعوی خصوصیت) ایسے متنافی و باہم متخالف دعوے ہین کہ ایک دوسرے کا جواب ہو سکتا ہے - دعوی نسخ دعوی خصوصیت کا یون جواب ہو سکتا ہے - کہ منسوخ کہنا سابق مشروعیت عام کا اقرار کرنا ہے کیونکہ جو امر عموماً مشروع نہو وہ عموماً منسوخ نہین ہو سکتا - اور یہہ عین دعوی خصوصیت کا ابطال اور صاف اقبال ہے کہ وہ امر جسکو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے مخصوص کہا گیا ہے آنحضرت صلعم سے مخصوص نہ تھا بلکہ عام تھا -

دعوی خصوصیت دعوی نسخ کا یون جواب ہو سکتا ہے کہ ایک فعل کو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے مخصوص کہنا اسکے عام مشروعیت سے انکار کرنا ہے - اور یہہ اسکے عین عدم منسوخیت کا اقرار کرنا ہے - منسوخ وہ تب ہوتا - جب اسکو عام مشروع مانا جاتا - اور خاص آنحضرت صلعم کے حق مین تو اسکے نسخ کا دعوی ہی نہین کیا گیا - عام لوگون کے حق مین منسوخ بتایا گیا ہے -

میرے بھائی ثانی انصاف کریں تو اسی اپنے تناقض کے سبب اپنے دعاوے سے دست بردار
ہو جاویں۔ اور ایک دعوی کو دوسرے کا جواب سمجھ لیں **ثانیاً** اس دعوی نسخ و خصوصیت
پر کوئی دلیل قائم نہیں ہوئی۔ اسعد باتفاق اُمت محمدیہ جب تک کسی امر مشروع کے نسخ و خصوصیت
پر کوئی دلیل ثابت نہو۔ اسکی عام مشروعیت سے انکار کرنا اور اُسکو مخصوص یا منسوخ کہنا
جائز نہیں ہے۔ مدعی نسخ و خصوصیت اپنے مخالف کو یہہ نہیں کہہ سکتا کہ عدم نسخ و عدم
خصوصیت پر وہ کوئی دلیل پیش کرے۔ اس لیئے کہ باتفاق علماء اسلام بلکہ سائر ادیان اصل نصوص
شرعیہ مین عدم نسخ ہے۔ اور نسخ ایک امر عارضی و طاری ہے جسکا ثبوت دلیل پر موقوف ہے
ایسا ہی عدم خصوصیت احکام شرعیہ مین اصل ہر کسی امر کی خصوصیت ثابت ہونے کے
لیئے دلیل مستقل کا ہونا ضروری ہے چنانچہ **قسطلانی وغیرہ** علماء نے بتصریح بہت جگہہ
اپنی تصانیف مین بیان کیا ہے کہ عدم خصوصیت اصل ہے اور خصوصیت دلیل ثابت ہوتی ہے۔

الاصل عدم الخصوصية (قسطلاني ص ۴۳ ج ۵)
الخصوصية لا تثبت إلا بدليل ″ ص ۲۹۶ ج ۱

الحاصل اس باب مین بار ثبوت مدعی نسخ و خصوصیت پر ہے۔ مدعی عدم نسخ و عدم خصوصیت کے لیئے
کسی امر مین ورود نص کافی دلیل ہے۔ فریق ثانی ہمارے ان قواعد کو مانتے نہیں۔ اسلیئے وہ اپنے
دعاوے نسخ و خصوصیت پر کچھہ کچھہ دلائل پیش کرتے ہین۔

انکی **عمدہ اور قوی دلیل** (جس سے وہ کبھی نسخ نکالتے ہین کبھی خصوصیت ثابت کرلیتے ہین) یہ
ہے۔ کہ یہہ بیعت توبہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے سوائی خلفاء راشدین وغیرہ صحابہ و تابعین
سے نہین کی

ایک دلیل ان کی (جس سے وہ صرف خصوصیت نکالتے ہین) یہہ ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم
نے لوگون کو اپنے اس فعل کی ترغیب نہین دلائی۔ اور اس باب مین قولی حدیث نہین آئی
جسمین یہہ بیان ہو کہ خلفاء راشدین وغیرہ صالحین لوگون سے بیعت توبہ لیا کرین۔

یہہ دلیل تو ضعیف ایسی ہے چندان لائق بحث و جواب نہین ہے۔ کیونکہ اس دلیل کی

پس ان اصول یہہ ہے کہ فعل نبوی لائق اقتدا نہین جب تک کہ اسکے ساتھہ قول بھی شاہد و مؤید نہو۔ سنت نبوی (جو واجب الاتباع ہے) کی تقسیم قولی۔ فعلی۔ تقریری مین بھی بحث ہے۔ اور یہہ اصول کافہ علماء اسلام محدثین و اصولیین کے مخالف ہین۔ اور صریح نصوص کتاب و سنت اسکے مکذب ہین۔

پہلی دلیل کا جواب فریق مثبت یہہ دیتا ہے کہ خاص بیعت توبہ و تقوے آن حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد خلفاء راشدین نے بھی لی ہے۔ یہہ جواب صحیح ہو تو پھر کوئی جھگڑا باقی نہین رہتا۔ مگر مین اس جواب کو صحیح نہین سمجھتا چنانچہ بمقام خطاب مجددین اسکی تفصیل کرونگا۔ اس لیئے میرے نزدیک اسکا جواب یہہ ہے کہ آنحضرت صلعم کے قول یا فعل ثابت ہو جانیکے بعد ہمکو اس امر کی حاجت نہین ہے۔ کہ ہم اسکے موافق کسی کا عمل تلاش کرین آنحضرت صلعم کا قول و فعل بنفسہ خود حجت ہے۔ جو امر آنحضرت صلعم کے قول یا فعل سے ثابت ہو۔ جب تک کوئی دلیل (جو ثبوت و دلالت مین اسکے مساوی ہو) اسکے نسخ و خصوصیت پر قائم نہو وہ واجب العمل ہے۔ گو اسپر عمل کرنیوالا مشرق و مغرب مین کوئی نظر نہ آوے اور ہمکو وہ متروک و مہجور معلوم ہو۔ اسمین ہمکو یہہ سمجھنا چاہیئے کہ نفس الامر مین ضرور کوئی نہ کوئی اس سنت کا قائل و عامل ہوگا گو ہمکو اس کا علم نہین۔

امام نووی نے شرح مسلم مین حدیث صیام ستہ شوال کی شرح مین فرمایا ہے۔

ودليل الشافعي وموافقيه هذا الحديث الصحيح الصريح واذا ثبتت السنة لا تترك لترك بعض الناس او اكثرهم او كلهم (شرح مسلم)	امام شافعی اور اسکے ہم خیالون سے۔ (جو صیام ستہ شوال کے قائل ہین) یہہ حدیث دلیل ہے اور جب حدیث صحیح ہو تو اسکو بعض لوگون یا تمام لوگون کے ترک کر دینے سے چھوڑا نجاوے

اور حافظ **ابن القیم** نے فرمایا ہے چنانچہ **الایقاظ** مین منقول ہے کہ متابعت کا مصداق اسکا نام ہے کہ آن حضرت صلعم

ان يجرد المتابعة ان لا يقدم على ما جاء به	کے بات پر کسی کی بات اور رای کو مقدم نکیا جاوے

به الرسول صلی الله علیه وسلم قول احد و لا رأيه كائنا من كان وما كان بل ينظر في صحة الحديث أولا فاذا صح نظر في معناه ثانيا فاذا تبين له لم يعدل عنه ولو خالفه من بين المشرق والمغرب ومعاذ الله ان تتفق الامة على ترك ما جاء به نبيها صلى الله عليه وسلم بل لا بد ان يكون في الامة من قال به ولو خفي عليك فلا تجعل جهلك بالقائل به حجة على الله تعالى ورسوله صلى الله عليه وسلم في تركه بل اذهب الى النص ولا تضعف واعلم انه قد قال به قائل قطعا ولكن لم يصل اليك علم هذا مع حفظ مراتب العلماء وموالاتهم واعتقاد حرمتهم وامانتهم واجتهادهم في حفظ الدين وضبطه - (ایقاظ)

کوئی بات ہو۔ او کسیکی ہو۔ بلکہ پہلے صحت حدیث کو دیکھا جاوے پھر اگر صحیح ہو تو اُسکے معنے کو خیال کیا جائے۔ جب وہ معلوم ہو چکے تو اس سے عدول نکیا جاوے۔ اگرچہ مشرق سے مغرب تک کے لوگ اسکے مخالف ہوں۔ اور خدا کی پناہ ہے کہ تمام امت ترک حدیث پر اتفاق کرلے۔ یہہ کبھی نہوگا۔ بلکہ کوئی نہ کوئی امت میں اسکا قائل ہوگا۔ اگرچہ تجھپر اُسکا حال چھپا رہا۔ اور تیرا نہ جاننا اس قائل کو اللہ کے سامنے اس حدیث کے ترک کرنیمیں سند نہیں ہو سکتا ہے۔ پس حدیث کی طرف جا۔ اور ہمت نہ ہارے اور جان لے کہ کوئی نہ کوئی اسکا قائل ہوگا۔ اگرچہ تجھے اُسکا علم نہیں۔ اور باوجود تیرے اس عمل بالحدیث و ترک اقوال علماء کے ان علماء کی محبت و تعظیم مراتب اور انکی امانت و اجتہاد کا اعتقاد دور نہیں ہوتا۔

اسکے مقابلہ میں فریق ثانی یہہ کہتا ہے۔ کہ اصول حدیث میں کسی حدیث کے خلاف پر اجماع پایا جانا اسکے منسوخ ہونیکی دلیل سمجھا گیا ہے۔ اسکا جواب یہہ ہے کہ یہہ بات اس اجماع کی نسبت کہی گئی ہے۔ جو واقعی اجماع ہو۔ اور سند صحیح سے ثابت ہو۔ نہ ادعائی اور خیالی اجماع کی نسبت جسکا ہر کوئی محض اپنی لاعلمی سے مدعی ہو جاتا ہے۔ وہ جب کسی اپنے خیالی مسئلہ کی نسبت اپنے خیال کے مخالف کسیکو نہیں پاتا تو جھٹ اس مسئلہ میں کہدیتا ہے لم ادفیہ خلافا قصادا جماعا۔ یعنی اس مسئلہ میں کسی کا خلاف نہیں پایا پس یہہ اجماع ہوگیا۔ ایسے دعوی

اجماع تو قائل کی لاعلمی کی دلیل سمجھا جاتا ہے نسخ حدیث کی دلیل اسکو کوئی محدث و اصولی نہین
سمجھتا۔ **حافظ ابن القیم** نے **اعلام الموقعین** مین کہا ہے (چنانچہ صالح بن محمد فلانی

وكانت فتاواه رضي الله عنه مبنية
على اصول خمسة احدها النصوص فاذا وجد
النص اي الكتاب او السنة افتى بموجبه
ولم يلتفت الى ما خالفه ولا من خالفه كائنا
من كان الى ان ذكر امثلة لذلك ثم قال -
ولم يكن يقدمه على الحديث الصحيح عملا
ولا رأيا ولا قياسا ولا قول صاحب ولا عدم
علمه بالمخالف الذي يسميه كثير من الناس
اجماعا ويقدمونه على الحديث الصحيح
قد كذب احمد من ادعى الاجماع ولم يسغ
تقديمه على الحديث الثابت وكذلك الشافعي
ايضا نص في رسالته الجديدة على ان ما لم يعلم
فيه الخلاف لا يقال له اجماع ولفظه ما
لا يعلم فيه الخلاف فليس اجماعا وقال
عبد الله بن احمد بن حنبل سمعت يقول
ابي يقول ما يدعي فيه الرجل الاجماع فهو
كذب على من ادعى الاجماع فهو كاذب
لعل الناس اختلفوا ما يدريه ولم ينته اليه
فليقل لا نعلم الناس اختلفوا هذه دعوى

نے ان سے نقل کیا ہے) امام احمد کے فتوے
پانچ اصول پر مبنی ہین - ایک نصوص - ان کا
قاعدہ تھا کہ جب کوئی نص (آیت یا حدیث) کسی مسئلہ
مین ملجاتے تو اسکے موافق فتوے دیتے - اور
اسکے مخالف قول اور اسکے قائل کی طرف کچھ التفات
نکرتے - خواہ کوئی ہو - اور کیسی ہی بات اسنے
کہی ہو - اسکے بعد حافظ ابن القیم نے چند مثالین
(جنمین امام احمد نے اجلہ صحابہ (خلفاء راشدین
وغیرہ) کے اقوال مخالفہ کا لحاظ نہین کیا - اور
حدیث کے موافق فتویٰ دیا ہے ذکر کین -
اسکے بعد فرمایا ہے - امام احمد حدیث صحیح پر کسی
عمل اور رای و قیاس کو مقدم نکرتے - اور نہ کسی
صحابی کے قول کو اور نہ کسی کے عدم علم مخالف کو
جسکا بہت لوگ اجماع نام رکھ لیتے اور اسکو
حدیث صحیح پر مقدم کرتے ہین امام احمد نے
اس شخص کو جو ایسے اجماع کا دعوے کرے
اور اسکو حدیث صحیح پر مقدم کر دیوے یا زنہ آوے
جھوٹھا کہا ہے - ایسا ہی امام شافعی اپنے رسالہ
جدیدہ مین تصریح بیان کیا ہے کہ اگر ایسی

یقول ولکن لا نعلم الناس اختلفوا ولم یبلغنی ذلک ہذا لفظہ ونصوص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عند الامام احمد وسائر ائمۃ الحدیث اجل من ان یقدم علیہا توہم اجماع مضمونہ عدم العلم بالمخالف ولو ساغ تعطلت النصوص وساغ لکل من لم یعلم مخالفا فی حکم مسئلۃ ان یقدم جہلہ بالمخالف علی النصوص فہذا ھو الذی انکرہ الامام احمد والشافعی من دعوی الاجماع لا ما یظنہ بعض الناس انہ استبعاد لوجودہ - (ایقاظ)

کسی کو علماء کا اختلاف معلوم نہو - اسکو اجماع نہین کہا جاتا ہے - انکے بعینہ یہہ الفاظ ہین لا نعلم فیہ الخلاف فلیس اجماعا (جسکا ٹھیک ترجمہ وہ ہے جو ہم بیان کر چکے ہین) امام احمد کے بیٹے عبد اللہ نے کہا ہے - مین نے اپنے باپ (امام احمد) سے سنا آپ فرماتے جو اپنے اجماع کا دعوی کرتا ہے وہ جہوٹا ہے - شاید لوگون کا اسمین اختلاف ہو جسکا علم اسکو نہین پہنچا - اسکو یون بولنا چاہیے مجہے معلوم نہین - کہ لوگون کا اسمین اختلاف ہے یہہ بشر مریسی اور اصم کا دعوی ہے - ولیکن یون کہین کہ لوگون کا اسمین اختلاف ہی مجہے معلوم نہین ہے - یہہ امام احمد کے الفاظ ہین - اور انکی اور باقی سبہی اماموں کے نزدیک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اس سے بلند تر ہے - کہ اسپر اجماع کے وہم و گمان کو جسکا مضمون صرف مخالف کے حال سے لا علمی ہے مقدم کیا جاوے - اگر یہہ امر جائز ہو - تو احادیث بیکار ہو جاوین اور ہر ایک کو جو کسی کو اپنے خیال کے مخالف نجانتا ہو یہہ جائز ہو جائے کہ اپنی لا علمی کو حدیث پر مقدم کرے - امام احمد اور شافعی نے اسی قسم کے اجماع کی تسلیم سے انکار کیا ہے - نہ یہہ کہ انہون نے وجود اجماع کو بعید سمجہا ہے - جیسا کہ بعض لوگون کا خیال ہے -

امام ابن القیم فرماتے ہین (جنانچہ فلانی نے نقل کیا ہے) کہ جب یہہ طریق (لا علمی کو اجماع بنا کر احادیث کے مقابلہ مین پیش کرنا) پیدا ہوا - تو اس سے نامعلوم اجماعون سے احادیث کا مقابلہ شروع ہوا - اور اس دعوی کا دروازہ کہلا

ومن نشأت ہذہ الطریقۃ تولدت منہا معارضۃ النصوص بالاجماع المجہول وفتح باب دعواہ

وصار من لم يعرف الخلاف من المقلدين
اذا احتج عليه بالقرآن و السنة قال
هذا خلاف الاجماع وهذا هو الذي
انكره ائمة الاسلام وعابوا من كل
ناحية على من ارتكبه وكذبوا من
ادعاه - (ايقاظ)

جب مقلدین مذاہب کے سامنے قرآن و حدیث سے استدلال قائم ہوئے - تو وہ یہہ کہنے لگ گئے کہ یہہ حدیث تو اجماع کے مخالف ہے - یہی اجماع (خیالی و وہمی) ہے جس سے ایمہ اسلام نے انکار کیا ہے - اور ہر طرف سے اسکے دعوی کرنے والون پر انہون نے عیب لگایا - اور ان کو جہوٹا کیا ہے -

شاید ہے **فریق** ثانی یہہ **اعتراض** کرے - کہ عدم نقل و عدم ثبوت کو تو علماء نے بہت مواضع مین سند ٹہرایا ہے - اور بہت سے احکام کی مشروعیت کو اس عدم النقل کی دست آویز سے مٹایا ہے - (دور نجاؤ اپنے ہی اشاعۃ السنۃ نمبر (۲) جلد (۶) کو دیکھ لو - پھر تم نے عدم علم و ثبوت عمل بعیت بعد حضرت رسالت صلعم کو کیون نہ اعتبار کر دیا - اسکا **جواب** یہہ ہے کہ اولاً تو یہہ دعوی عدم نقل و عدم ثبوت اس شخص سے زیبا ہے - جو ائمہ نقل سے ہو - یا وہ جو جس زمانہ کا حال وہ بیان کرے اسکے قریب قریب ہو - جس شخص کو متون صحاح ہی عہد نہو اور وہ زمانہ صحابہ و تابعین سے بارہ سو برس پیچہے پیدا ہوا ہو اسکا یہہ کہنا کہ فلان امر زمانہ صحابہ و تابعین مین ثابت نہین کیونکر لائق سند ہے -

ثانیاً - اس عدم نقل کا اعتبار اس محل مین ہے - جہان صاحب شریعت سے کچہہ ثابت نہو اور ایک امر کی مشروعیت و عدم مشروعیت کا حال نص سے معلوم نہو - اس محل مین جب کوئی دلیل مشروعیت نہین ملتی تو ناچار بحکم براءۃ اصلیہ عدم اصلی اور عدم نقل اور عدم ثبوت کی طرف مراجعت کی جاتی ہے -

اور اسمقام مین (جہان بحث ہے) تو نص صریح مشروعیت پر موجود ہے - اور جس عمل سے ہمکو اسمقام مین بحث ہے بعینہ نص صریح ایک امر کی مشروعیت پر پائی جاتی ہے - اس کا انکار و ابطال و خلاف اس قاعدہ سے ثابت کرنا - اور اسپر عدم وجدان

و عدم نقل کو دلیل ٹھہرانا کب جائز ہے - یہان تو یہہ عدم نقل و عدم وجدان و عدم ثبوت ایک مثبت دلیل کے مقابل ہے - اور اسکے مفاد منشا کے برخلاف ہے - اسلیئے اس کا اعتبار جائز نہین ہے -

اس بات کو عام فہم طور پر یون بیان کیا جاسکتا ہے کہ علماء نے عدم نقل و عدم وجدان دلیل کا اعتبار تو کیا ہے - مگر اس محل مین جہان کوئی نص پائی نہ جاوے - اور اس باب مین کوئی حکم نص سے معلوم نہو - یہہ نہین کہا کہ کسی نص (قرآن و حدیث) پر عمل کرنا اس نص کے موافق کسی شخص کے عمل کرنے پر موقوف ہے - اور وہ عمل تلاش سے نہ ملے - تو یہہ نہ ملنا اسکے معدوم ہونے اور موجود نہونے پر کافی دلیل ہے - **بالجملہ** نص صریح کے خلاف اور مقابلہ مین عدم اصلی اور عدم نقل اور عدم وجدان - اور عدم ثبوت لائق اعتبار نہین ہے - اس **بات** کو بھی ہمارے بھائی نافی سوچین - اور انصاف سے اسمین غور کرین - تو اس سے بھی جھگڑا طے ہوسکتا ہے -

اب میرے خیال مین اور نافین کی تصانیف مین ایسا کوئی عذر لائق لحاظ باقی نہین رہا - جس سے آیات و احادیث بیعت توبہ سے بیعت کی سنیت و مشروعیت ثابت ہونے مین کوئی شبہ پیدا ہوسکے - یہہ مقدمہ **اولی** کا ثبوت ہے - اب **دوسری** مقدمہ کا ثبوت دیا جاتا ہے

مقدمہ ثانیہ (بلحاظ نتائج و بمقتضائی تبدل اسباب و علل امر مشروع کو باطل نکرلینے) کے ثبوت پر دلیل یہہ ہے - کہ اگر بلحاظ نتائج و بمقتضائی تبدل علل و اسباب احکام مشروعہ باطل و بیکار کیا جاوے - تو شریعت محمدی مین کم سے کم ایک حکم بھی الہی باقی نہین رہتا - جو اس تعطل و تبدیل کا معرض نہو - دور نجاوٗ نماز و روزہ ہی کو دیکھہ لو - اس سے بھی باوجودیکہ یہہ عمدہ شعائر اسلام سے ہین بدنتائج پیدا ہوسکتے ہین - اور ہورہے ہین -

بہت نمازی ہین جو نماز سے بجائے تذلیل و ریا کچھہ مد نظر نہین رکھتے - جن کے حق مین

فویل للمصلین الذین هم عن صلوتهم ساهون الذین هم یراؤن ویمنعون الماعون ۝

خدا تعالی نے فرمایا ہے آون نمازیون کے لیئے خرابی یا جہنم ہے جو اپنی نمازون سے غافل ہین اور ریا کرتے ہین۔

اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے بہت روزدار ایسے ہین جنکو اپنی روزہ سے بجز پیاس کچھ فائدہ

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کم من صائم لیس لہ من صیامہ الا الظمأ وکم من قائم لیس لہ من قیامہ الا السہر۔ (دارمی)

نہین ہوا)۔ اور بہت سے قائم اللیل (نمازی) ایسے ہین۔ جنکو اپنے قیام سے بجز بیخوابی کچھ نہین پہنچتا۔

بہتیرے نمازی ایسے ہین جو نماز کو چوری و بدکاری کا ذریعہ بنالیتے ہین۔ مسجد مین اس لیئے چلے جاتے ہین۔ کہ جب امام اور اُسکے مقتدی سجدہ کو جاوین تب وہ لوگون کی جوتیان اور کپڑے اُٹھا کر لیجاوین۔ یا وہ مسجد مین جاکر کسی عورت کو جو نماز کے لیئے آوے یا مسجد کے کوئین سے پانی بھرنے جاوے دام مین لاوین۔ اور ان نتائج کی برائی مخفی نہین ہے۔

بہت نمازی ہین جو نماز کو بیطور۔ اور خراب کرکے پڑھتے ہین جسمین وہ کئی گناہون کے مرتکب ہوتے ہین جیسے وقت مکروہ مین پڑھنا۔ رکوع سجود ایسا جلد و ناتمام کرنا۔ جسکی نسبت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا حکم صاف آچکا ہے کہ ایسی نماز نماز نہین ہے۔

پھر کیا ان بدنتائج اور خرابیون کے لحاظ سے ہم کہہ سکتے ہین۔ کہ نماز پڑھنا۔ اور روزہ رکھنا موقوف کیا جاوے۔ کیونکہ لوگ اس سے بدنتائج نکالتے ہین۔ اور انکو ایسے طور پر ادا کرتے ہین جس طور سے وہ مشروع نہین ہین۔ مین نہین جانتا کوئی مسلمان ایسے امر کو تجویز کرے۔ اور بلحاظ ان نتائج وتبدل صورت نماز کے موقوفی نماز کا حکم دے۔ اسی نظر سے علمائے اسلام صحابہ کرام وغیرہ عظام نے بہت مواضع مین احکام شرعیہ کو نہین بدلا۔ اور نہ اوٹھایا۔ باوجودیکہ ان احکام کا وہ حال نرہا تھا۔ جو ابتداء مشروعیت کیوقت انکا حال تھا۔ اور ان کا سبب مشروعیت۔ اور اسکا نتیجہ بھی بدل چکا تھا۔ اُس کی

نظیرین بہت ہین - مگر ہم بخوف طوالت اس مقام مین دو مثالین کے ذکر پر اکتفا کرتے ہین -

اول مثال آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا یہہ حکم ہے - کہ اگر عورتین جماعت کے لیئے مسجد مین جانا چاہین تو انکو نہ روکو - اس حکم کا سبب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مین تھا - اور اسکا نتیجہ اسوقت کا امن تھا - زمانہ حضرت رسالت صلعم کے بعد نہ وہ سبب تہا - نہ وہ نتیجہ عورتون مین وہ بیدینی کی باتین مروج ہوگئین جو مسجدون مین جلنے سے ان کو مانع تہین - اور مسجدون مین جانے سے نتیجہ فساد پیدا ہونے کا خوف پیدا ہوگیا - تب صحابہ کرام نے اس حکم کو بلحاظ اس بد نتیجہ کے نہ اوٹھایا - اور حضرت عائشہؓ نے صاف فرمادیا کہ اگر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم خود بذات شریف ہوتے اور عورتون کی ان باتون کو دیکھتے تو انکو مسجدون سے روک دیتے -

> لو ان رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم رای ما احدثت النساء لمنعهن المساجد کما منعت نساء بنی اسرائیل (مسلم ص ۱۸۳)

صاحب دراسات نے کہا ہے - کہ اس قول سے حضرت عائشہؓ نے جتایا ہے کہ ایک امر مسنون کو اسکی وجہ بدل جانے کے سبب اوٹھا دینا شارع ہی سے مخصوص ہے - اور یہہ اس حکم شرع کو منسوخ کرنا ہے جو آپکے سوای اور کوئی شخص جرات نہین کر سکتا -

> افادت ان الحکم یتبدل السنة عند زوال العلة مخصوص بالشارع صلے اللہ علیہ وسلم وانه فی معنی النسخ فلا یقدم علیہ احد (دراسات ص ۵۹)

اس بیان کی زیادہ تفصیل بنقل احادیث و اقاویل ہم اشاعۃ السنہ نمبر ۱۲ جلد ۲ مین کر چکے ہین - اس لیئے اسمقام مین اسکا اعادہ نہین کرتے - اور نہ یہہ ہماری عادت ہے -

دوسری مثال آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا حج مین رمل کرنے کا حکم ہے - آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے (جب آپ حدیبیہ کے دوسرے سال مکہ مین عمرہ کرنے کو آئے اور مکہ مین مشرکین تھے) فرمایا کہ بوقت طواف رمل کرو - یعنی پہلوانون کی طرح اکڑ کر اور زور دکھا کر چلو -

اس حکم کی وجہ یہہ تہی - کہ مشرکین مکہ (جو انکو بخار کے مارے ہوئے سمجہتے تہے) انکو حقارت سے نہ دیکہیں۔ حضرت عمر کا وقت آیا تو انہون نے فرمایا کہ اب ہمکو اس رمل سے

قال عمر: فما لنا وللرمل، إنما كنا راءينا المشركين وقد أهلكهم الله، ثم قال: شيء صنعه رسول الله صلی الله علیه وسلم فلا نحب أن نترکه (بخاری ج۱ ص۲۱۸)	کیا کام ہے خدا نے مشرکین کو تو ہلاک ہی کر دیا ہے پہر فرمایا یہہ آنحضرت صلی اللہ علیہ سلم کا فعل ہے ہم اسکو چہوڑنا پسند نہین کرتے

اس قول مین حضرت عمرؓ نے بہی یہی جتایا ہے کہ گو اس حکم کا سبب اور نتیجہ جو بوقت مشروعیت اس حکم کے پایا گیا تہا - اب پایا نہین جاتا - مگر ہم اس حکم کو اس لحاظ سے بدل اور اوٹہا نہین سکتے - اس مثال کی تفصیل احادیث و اقاویل اشاعۃ السنہ نمبر ۱ جلد ۲ مین ہو چکی ہے - ان دو مثالون سے امید ہے ناظرین کو یقین ہوگا کہ نتائج و اسباب کی نظر سے احکام مشروعہ کو بدلانا یا اوٹہانا جائز نہین ہے - اس بیان سے بیعت کی مشروعیت و سنیت کی دلیل قائم و ثابت ہوئی اب یہ ہا جواب فریق ثانی کی اس بدگمانی کا کہ اکابر مشائخ و اولیاء اللہ بہی اس بیعت مسنون پر نہ تہے - وہ سبہی خطا کار و کاندار تہے - اور ان منکرات و زیادتیون کے مروج رہے جنکی برائی ثابت ہو چکی ہے - سو اسمقام مین ہم اس سے زیادہ نہین دے سکتے کہ یہہ عام بدگمانی بلا وجہ ہے ان مشائخ مین ایسے متبعین و متشرعین بہی گذرے ہین جو ان زیادتیون کے مروج نہین ہوئے - اور اگر کسی خاص شخص کے قول یا فعل مین کوئی امر زائد از سنت پایا جاتا ہے تو اسمین نیک گمان بہی ہو سکتا ہے کہ اسنے یہہ امر بحالت ضرورت اور ایسی صورت سے کیا ہے جس سے اسپر الزام خلاف شریعت یا بدعت عائد نہین ہو سکتا چنانچہ مولانا محمد اسمعیل علیہ الرحمۃ نے بیان فرمایا ہے - جو صٓ مین منقول ہوا -

یہہ گذارش خدمت فریق ثانی مین آخر کلام ہے جس سے عام مسلمانون سے خطاب پورا ہوا -

اب خاص اس فرقہ اہل اسلام کی خدمت مین جو موحدین متبعین سنت کہلاتے ہین

کچھہ گذارش کیا جاتا ہے

یہہ عام گفتگو جو بعیت پیری و مریدی کی نفی و اثبات مین بضمن خطاب علماء اہل اسلام ہوئی اسکو بہی اس گروہ کے دونون فریق نافی و مثبت اپنے خطاب مین سمجھہ لین ۔ اور سچ پوچھو تو اکثر باتین اس گفتگو کی ان ہی حضرات کی ہین ۔

علاوہ بران فریق نافی کی خدمت مین یہہ التماس ہے اگر ہمارے یہان اثبات سنیت بیعت سے انکی تسلی نہو ۔ اور بیعت کے مسنون و مشروع ہونے مین انکو شبہ باقی رہے تو اس شبہ کا وہ موازنہ و اندازہ فرماوین ۔ اور اسکے موافق اسکو وقعت دین اگر وہ شبہ ثبوت و یقین مین نص (آیت و حدیث) بیعت سے ہموزن و مساوی ہے ۔ تو وہ اس شبہ کو آیت و حدیث بیعت کا ناسخ یا نسخ کی دلیل ٹھراوین ۔ ورنہ یہہ انصاف فرماوین کہ ایک ضعیف و کمزور شبہ آیت یا حدیث کا ناسخ و مبطل عمل کیونکر ہو سکتا ہے ۔

ہمنے مانا کہ بیعت تو بہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی صحابی یا تابعی سے پائی نہین گئی مگر یہہ امر اس بات کے یقین کا مثبت کہان ہو سکتا ہے ۔ کہ وہ منسوخ ہو چکی تھی ۔ شاید ان عذرون اور سببون سے جو حضرت شاہ ولی اللہ نے قول جمیل مین بیان فرمائے ہین متروک ہوئی ہو ۔ اور اگر وہ سبب سب کے سب ضعیف و نا قابل اعتبار ہین تو بہی ممکن ہے کہ اسکے متروک ہونے کا کوئی اور سبب قوی و لائق اعتبار ہو جسکو ہم اور آپ لوگ نہین جانتے ۔

کیا فریق نافی اس بات کا یقین رکھتے ہین کہ صحابہ و تابعین مین اس بیعت کے متروک ہونے کا بجز اسکی منسوخ یا آنحضرت صلعم سے مخصوص ہو جانے کے کوئی اور سبب نہ تھا ۔ اور اس یقین پر وہ مباہلہ کر سکتے یا کوئی حلف† مغلظ اُٹھا سکتے ہین ۔ جیسے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے سنیت فعل بیعت پر مباہلہ کرنے اور حلف اُٹھانے کو ہم اور وہ حاضر ہین ۔

اگر وہ ایسا یقین نہین رکھتے جسپر وہ مباہلہ کر سکین یا حلف اُٹھا سکین تو پھر خدا کو اور رسول کو

† جیسے حلف بالطلاق جو ہمارے نزدیک بصیغہ مجازی کی صحت پر بحکم غزنوی کرنے ہین ۔

اور روز قیامت کو سامنے رکھکر کہین کہ اس بی یقینی وبی اطمینانی پر انکا ایک حکم قرآنی (جسکا قرآن سے ثابت ہونا مانتے ہین) کو منسوخ کہنا حلال ہے؟ - اور نسخ شریعت شیہ سے جائز ہے - اور کیا انکے بقیۂ مذاہب کے (جنمین وہ اکثر اہل مذاہب کے مخالف ہین - اور ان کے سبب وہ عام مسلمانون سے علحدہ ہوگئے ہین) بنا ر ایسے اصول پر قائم ہے؟ -

اور اگر وہ دل سے یقین سے اس بیعت کو منسوخ ومخصوص نہین جانتے - صرف ان آفات وبدعات کے سبب جو اکثر خاندانون - اور بیعت خانون مین اسوقت پائی جاتی ہین - اس بیعت سے منع کرتے ہین تو اسکے مقابلہ مین اس بات کو سوچ لین کہ ایک امر مشروع وثابت کو بلحاظ ایسے نتایج کے مٹا دینا جائز ہے - کیا جو نتایج بد نمازمین نکلتے ہین جو اوپر بیان ہوئے انکی نظر سے تو روک سکتے ہین - اگر وہ ایسا ہی کرینگے تو انمین اور نیچریون مین کیا فرق ہے کہ جو اکثر احکام واخبار ثابتہ ومحققہ کو (صرف اس نظر سے کہ لوگ اس سے بد نتیجہ نکالینگے اور دین اسلام مین خرابی ڈالینگے) نہین مانتے - اور صاف کہتے ہین کہ یہہ حکم شریعت مین وارد نہین ہے یہہ تو مفسرین یا محدثین وغیرہ علماء اسلام نے از خود گھڑ لیا ہے -

اور فریق مثبت کی خدمت مین یہہ التماس ہے - کہ وہ اس سنیت بیعت کو سنت مسواک کرنے یا آنکھ مین سرمہ لگانے یا اپنے آپ توبہ واستغفار کرنے پر فوقیت نہ دین اور اسکو مناط ومدار حصول احسان عبادت وکمال عرفان قرار نہ دین - اور اسکو ایسی سنۃ مؤکدہ ومستمرہ نہ ٹھہراوین - جیسے اذان - واقامت - وجماعت مستمرہ چلی آتی ہے اور اسمین ان امور خصوصیات بیعت کو جو خاندانی پیرون مین چلی آتی ہین - جیسے باپ مرے بیٹے کو اسکی جگہہ گدی پر بٹھانا - یا تمام خاندان مین کسی ایک کو پیر مغان بنا ہر ایک بیعت کے لیئے مخصوص کرنا - باوجودیکہ علم مین تقوے مین اس سے بڑھکر یا اسکے برابر اور بھی موجود ہون - اور لوگون کو اسکی بیعت واطاعت کے لیئے اہتمام سے دعوت کرنا - جیسے خلیفۂ وقت یا امام کی اطاعت کی طرف دعوت کا اہتمام کیا جاتا ہے راہی آئندہ

صفحہ آیندہ لائق ملاحظہ شائقین اتباع سنت ہے جو اسکی ملاحظہ سے محروم رہا وہ خیر کثیر سے محروم رہا

اِشاعة السُّنّة النبوّیة

علی صاحبها الصّلوٰة والتحیّة

نمبر سوم — جلد ششم

معہ

ضمیمہ متضمن مسائل مذہب محدثین اہل السُّنّة

بابت ماہ جمادی الاولی سنہ ۱۳۰۰ھ مطابق ماہ مارچ سنہ ۱۸۸۳ء

شرح قیمت وغیرہ امور متعلقہ رسالہ

درجات و مراتب قیمت: درجہ	مرتبہ	تفصیل خریداران بشرح مراتب	قیمت سالانہ: بابت رسالہ	بابت ضمیمہ
۱	اخص قیمت	اسلامی ریاستون کے نواب اور رئیس	للعہ	ے
۲	خاص قیمت	گورنمنٹ انگریزی معزز عہدہ داران گورنمنٹ عام اغنیا و لائبریری و سوسائٹی ہا	عہ	ہے
۳	عام قیمت	متوسط اہل وسط	ے	ہم
۴	رعایتی قیمت	کم وسط جو دس روپیہ ماہوار سے زیادہ آمدنی نرکھین اور رسالہ پیشگی داخل کرین	ہے	۱۲ر
۵	للاہی قیمت	بیوسعت جو دس روپیہ ماہواری کی آمدنی نرکھین مگر علمیت رکھین اور اشاعت کرین	ثواب آخرت	دعاء خیر

(۲) ضمیمہ رسالہ سے علیحدہ نہ ملیگا (۳) خط و کتابت و ارسال زر مہتمم کے نام سے لوہری عنوان و نشان مندرجہ ذیل سے ہونی چاہیئے اور ارسال زر بجز منی آرڈر یا ہنڈوی کے کسی صورت سے نہو ورنہ مہتمم ذمہ وار نہوگا۔

اعلان عام

بعض خریداران اشاعة السنة سے بعض لوگ ہماری دوستی و رشتہ جتا کر قیمت اشاعة السنة وصول کر لیتے ہین اور وہ ہمکو نہین پہنچاتے اسلئے ہم عام اعلان دیتے ہین کہ کسیکو (ہمارا بھائی کیون نہ کہلاوے) ہمارا رشتہ یا نام سنکر کوئی ہمارا روپیہ نہ دے براہ راست ہمکو پہنچاوے۔ جو اس کا خلاف کریگا وہ اپنے روپیہ کا خود ذمہ وار ہوگا۔

ابوسعید محمد حسین مہتمم اشاعة السنة

(لاہور محلہ سید مٹھا)

جواب شکایت

ہمارے دوست شاکی ہین کہ مدت سے رسالہ اچھا نہین چہپتا اور نہ اچھا لکہا جاتا ہے اور نہ کاغذ اچھا لگایا جاتا ہے مین اس شکایت کو بدل مانتا ہون اور ان سے زیادہ ان امور کا شاکی ہون مگر اسمین سخت مجبور و معذور ہون اکثر لوگون سے صدق و صفائی معاملہ اوٹھ گئی ہے جدہر دیکہو لا ماشاء اللہ جہوٹ و بد عہدی نظر آتی ہے ہمارے پرانے کاتب و پرنٹر وعدہ خلافی و بد عہدی کرتے ہین تو دوسرے کاتب و پرنٹر ڈہونڈتے ہین پہر عین وقت پر اچہا کاتب و پرنٹر نہین پاتے لاہور مین کم سے کم (ہمارے علم مین) پچاس کاتب ہونگے مگر خوشخط انمین سے دو ہی شخص ہین مطبع بھی بہت ہین مگر اچھا چھاپنے والے اور معاملہ کے سچے کم ہین جب کاتب و پرنٹر ہمکو اچہا نہین ملتا تو ہم کاغذ بہی ویسا ہی ان ہی کا ہمجنس لگاتے ہین اسمین ہمکو کفایت شعاری ہرگز مد نظر نہین ہے آیندہ ہم اسکے پختہ انتظام مین کوشش کرینگے انشاء اللہ تعالیٰ بالفعل تو ناظرین صورت سے قطع نظر کرکے صرف معانی ہی کیطرف توجہ کرین اور یہہ دیکہین مضامین کیسے عمدہ مذہب و معاشرت کے مفید نکلتے ہین۔

شیخنا مولانا سید محمد نذیر حسین صاحب محدث دہلوی

اور

اتباع سنت

ہمارے دیار ہند مین اتباع سنت کا بیج تو حضرت مولانا شاہ ولی اللہ صاحب قدس اللہ سرہ نے بویا ہے۔ اور اسکو پانی حضرت مولانا محمد اسمعیل شہید علیہ الرحمۃ نے دیا جسسے وہ درخت سرسبز و بارور ہوا اور بقیۃ السلف حجۃ الخلف شیخنا سید محمد نذیر حسین محدث (متع اللہ المسلمین بطول حیاتہ) نے اسکا پہل اکناف عالم (ہند سندہ عرب عجم) مین تقسیم کر دیا۔ اب شائقین اتباع جابجا وہ پہل کہاتے ہین اور ان محسنون کا شکر و احسان مانتے ہین۔

جناب شاہ صاحب کی تخم ریزی سے یہہ مراد ہے کہ آپنے اپنی بابرکت تصانیف (حجۃ اللہ البالغہ

(جسکی نظیر زمانہ خلف مین توکیا سلف مین بہی کم پائی جاتی ہے) انتباہ فی سلاسل اولیاء اللہ انصاف۔ عقد الجید وغیرہ جنکی تعداد دوسوسے زیادہ ہی) مین مسائل اتباع سنت کو درج کیا جسکو چند علمار نے پڑہا اور محفوظ رکہا اور انسے اسکا اظہار و اشتہار عام نہو سکا۔

حضرت مولانا شہید کی آبیاری سے یہہ مراد ہے کہ اونہون نے ان مسائل کا عملاً و قولاً بذریعہ تصانیف ہندی و فارسی و مواعظ حضری و سفری شرقاً و غرباً اشتہار و اظہار عام کیا جب وہ درخت انکی آبیاری و تربیت سے نشو و نما پاکر بارآور ہوا تو حضرت شیخنا و مولانا السید السند نے اسکے پہل کو اکناف عالم مین تقسیم کر دیا جس سے مراد یہہ ہی کہ اون مسائل مندرجہ کتب شیخین کو ہندوستان و پنجاب وغیرہ بلاد کی گہر گہر مین پہنچایا اور ہزارہا اشخاص سے عمل بالحدیث کرایا جنکی طرح کے وسائل اشاعت سے ایک تو شبانروزی اوقات مین درس و تقریر ہے جس سے صدہا علمار فیضیاب ہوئے اور ہوتے ہین اور وہ آگے اپنے بلاد و اوطان مین جاکر ان مسائل کو پہیلاتے ہین۔ دوسرے آپکا ان کتب و رسائل شیخین وغیرہ محدثین و اہل اتباع کو ہندی مین ترجمہ کرانا اور ان ہی کے اسلوب و اصول پر اور تصانیف جدیدہ خود کرنا اور اپنے شاگردونسے کرانا اور انکو کمال سعی و اہتمام سے خود چہپوانا اور عام لوگون مین شائع کرنا۔

آجدنون آپنے ایک کتاب* نجم رخار بجواب انتصار تالیف مولوی ارشاد حسین صاحب رامپوری جو بجواب معیار انہون نے تالیف کیا تہا آپنے اخص تلامذہ سے تصنیف کرایا اور اسکو چہپوایا ہے اسکے سوا کئی اور رسائل اجیسے رسالہ قرأۃ فاتحہ الامام خلف امام بخاری اور رسالہ رفع یدین امام بخاری اور کتاب التوحید محمد بن عبد الوہاب اور رسالہ طلاق ثلثہ وغیرہ) ترجمہ کراکر چہپوائی ہین تہوڑے دن ہوئے کہ کتاب معیار الحق جو ملک ہند مین عمل بالحدیث کے عام اشاعت کا قوی سبب ہے آپکے اہتمام سے دوبارہ چہپکر شائع ہو چکی ہے۔

الغرض آجدن آپکا اسی اہتمام تدریس و تقریر و تحریر و تشہیر مسائل اتباع سنت

* ح.ط ۱۷۵۲۱ صفحہ ۳۰ رستے

مین گذرتا ہے بڑا خوش نصیب ہی جو آپکی صحبت سے فیضیاب ہوا ۔ بیہودہ جسنی آپکے انفاس قدسیہ و کلمات طیبہ سے فائدہ اوٹھایا ۔ مبارک ہین جو آپکی تمنائی جمال رکھتی ہین اور یہہ شعر ورد کرتے ہین ؎ وہ صورتین الٰہی کس ملک بستیان ہین ۔ جنکی جمال کو ہم نیکو لکھین ترستیان ہین شائقین اتباع سنت سی جو استطاعت رکھین اونکی خدمت مین حاضر ہوکر اونسی بالمشافہ فیضیاب ہون ۔ اور جو یہہ طاقت نہ رکھین وہ اُنکے مولفہ یا اُنکے زیر نظر اہتمام مطبوعہ کتب و رسائل کو خرید کر مطالعہ مین لاوین ۔ وہ کتب و رسائل دہلی سے بذریعہ جناب ممدوح ملسکتی ہین ۔

تفصیل قیمت معہ محصول ڈاک

نام کتاب	قیمت	محصول	نام کتاب	قیمت	محصول
البحر الذخار	عصہ	۲/	رسالہ امام بخاری در قرات	٦/	١/
کتاب التوحید مع ترجمہ محمد بن عبد الوہاب	۴/	۰/	رسالہ بخاری فی رفع یدین		
			رسالہ طلاق ثلثہ	۳/	۰/

معیار الحق   عہ ۲ معہ محصول

فہرست تفصیل آمدنی زر قیمت و چندہ ممبران اہلسنت ماہ ۱۹ تا ... جسکا نمبر سابق مین وعدہ دیا گیا تھا

فہرست آمدنی کے پہلے چند امور کا تمہید کرنا ضروری معلوم ہوتا ہی (۱) اس فہرست مین ہر ایک ممبر خواہ خریدار کا وہ روپیہ دکھایا گیا ہی جو ۱۸۹۰ء تک آیا خواہ اسمین آیندہ کی پیشگی بہی شامل ہو خواہ اسمین گذشتہ کا روپیہ بہی رہگیا ہو ۔ ناظرین تعجب نکرین کہ بعض ممبرونکا روپیہ کم کیون آیا ہے ۔ اور بعض خریدارونکا ممبرون سے بڑہ کیون گیا ۔ (۲) اس مقام مین ہم ہر ایک شخص کی آمدنی کی تفصیل اس سے زیادہ طور پر نہین کر سکے جسکو اپنے روپیہ کی اس سے زیادہ تفصیل منظور ہو وہ بذریعہ خط درخواست کرے اسکے روپیہ کی تفصیل کہ وہ کس مہینے مین آیا اور کس مہینے کی بابت تہا اور اسکا منی رسید کیا تہا ایسے طور پر لکہ بہیجا دیگی (۳) متفرق ممبرونکی رقم متفرقات مین درج کی گئی اور جو ممبر آخر ۱۸۹۰ء تک ممبر نہین رہی عام خریدار بن گئی انکی آمدنی عام خریدارونمین دکہائی گئی (۴) خریدارونکی کم سے کم پانچروپیہ کی رقم کی تفصیل بتائی گئی ہی اس سے کم رقم ہر شہر کو متفرقات مین درج اور جس ایسا خریدار ایک شہر مین ایک ہی تہا اسکی رقم کل شہرون کو متفرقات مین دکہائی گئی ہے ۔

اور جنکی خریداری وحساب ۱۸۹۰ء کے بعد بہی جاری ہے اونکا پانچروپیہ سے کم روپیہ بہی جو ۱۸۹۰ء تک آیا دکہایا گیا ہے

فہرست اسامی وار چندہ یا قیمت دہندگان

ممبران بلالحاظ ردیف حروف تہجی

نمبر شمار	نام چندہ دہندہ	مقام	تعداد چندہ	سنہ	کیفیت
۱	شیخ غلام نبی صاحب ٹھیکیدار	فیروز آباد	ماصہ	۹۶ تا ۹۷ء	
۲	حافظ بہاؤالدین	لاہور	للعہ	ایضاً	
۳	منشی لعل بادشاہ	”	سیعہ	”	
۴	منشی فضلدین	”	للعہ	”	
۵	مولوی محمد غضنفر	”	للعہ	”	
۶	منشی محمد اسحاق	”	عیعہ ۸/	”	
۷	منشی کرم الٰہی	”	للعہ	سنہ ۹۶ء	
۸	سید جلال الدین	[illegible] ساگر	عیعہ ۴/	۹۶ و ۹۷ء	
۹	حافظ محمد یوسف	امرتسر	للعہ	۹۶ تا ۹۷ء	
۱۰	مولوی محمد یسین	جبلپور	عیعہ ۴/	۹۶ و ۹۷ء	
۱۱	منشی عالم خان صاحب اوورسیر	مانٹگمری	عیعہ	”	اب چندہ دینا نہیں
۱۲	مولوی محمد حسن	لودیانہ	عـہ	۹۶ و ۹۷ء	
۱۳	منشی سعد اللہ	”	للعہ	۹۶ تا ۹۷ء	
۱۴	منشی محمد کلارک	ملتان	للعہ	۹۶ و ۹۷ء	
۱۵	حاجی عبدالرحیم سوداگر	انبالہ	للعہ	سنہ ۹۶ء	
۱۶	منشی محمد سعید نقشہ نویس	راولپنڈی	عـہ	۹۶ تا ۹۷ء	
۱۷	منشی شہاب الدین اوورسیر	”	للعہ	”	اب تک ممبر نہیں
۱۸	مرزا مبارک بیگ	لیلیانی	للعہ	۹۶ و ۹۷ء	اب مونگھیر میں ہیں
۱۹	مولوی بہادر علی	راہون	للعہ	”	اب امرتسر میں ہیں
۲۰	محمد ابراہیم داروغہ	[illegible]	للعہ	”	

خریداران بلحاظ ردیف حروف تہجی مقامات

نمبر شمار	نام قیمت دہندہ	مقام	تعداد قیمت	سنہ	کیفیت
		الف			
۲۱	شیخ محمد حسن مدرس	امرتسر	للعہ	۹۶ تا ۹۷ء	سابق لودیانہ متعین
۲۲	فتح علیشاہ	”	عـہ	”	
۲۳ تا ۳۱	متفرقات	”	للعہ ۴/	۹۶ تا ۹۷ء	
۳۲	شیخ محمد حنیف سوداگر	اجمیر	صہ	سنہ ۹۶ء	
۳۳	سیٹھ عزیز الدین	آگرہ	للعہ ۱۵/	سنہ ۹۶ء	
۳۴	مولوی محمد بشیر	اکبرآباد	ے	سنہ ۹۸ء	اب بھوپال میں ہیں
۳۵	محمد امام خان مالگذار	آرہ ضلع سیونی	صہ	سنہ ۹۶ء	
۳۶	منشی محمد بخش خان	انبالہ	ے	”	
۳۷	منشی عبداللہ مدرس	ٹھٹھہ ضلع لودیانہ	صہ ۱۲/	۹۶ تا ۹۷ء	
		ب			
۳۸	صاحبزادہ نور الحسن	بھوپال	عـہ	۹۶ و ۹۷ء	
۳۹	حافظ سید محمد سورتی	”	عـہ	”	
۴۰	حکیم محمد احسن	”	صہ	سنہ ۹۸ء	
۴۱	منشی عبدالکریم	بمبئی	صہ	سنہ ۹۶ء	
۴۲	منشی حاکم علی	بہاولپور	ے	”	
۴۳	مرزا کریم علی	بنارس	لعہ	۹۸ و ۹۹ء	
۴۴	نور محمد	بنگہ [illegible]	ے	سنہ ۹۶ء	
۴۵	عبدالکریم [illegible] فروش	[illegible] ضلع گوجرانوالہ	للعہ	۹۶ تا ۹۷ء	
۴۶	منشی محمد عمر	”	للعہ ۸/	۹۶ و ۹۸ء	
۴۷	محمد جمیل	”	للعہ ۸/	”	

نمبر شمار	نام معہ عہدہ و خطاب	نام مقام	تعداد روپیہ وصول	تاریخ سنہ وصول	کیفیت
۴۸ و ۴۹	متفرقات	بٹالہ	صہ ۸/	سنہ ۷۸ و ۷۹ء	
۵۰	محمد سعدی	بسپر و ضلع گورداسپور	ے	سنہ ۷۸ء	
۵۱	جلال الدین	〃	ے	〃	
۵۲	الٰہی بخش	〃	ے	〃	
۵۳	مولوی عبدالرحیم	بہاکر ونشی ضلع چاندہ	لعہ	سنہ ۷۸ و ۷۹ء	
		پ			
۵۴	منشی احمد حسن	پٹیالہ	لعہ	سنہ ۷۸ و ۷۹ء	
۵۵	حاجی کریم بخش	〃	ے	سنہ ۷۹ء	ان کا حساب ابتک جاری ہے
۵۶	حاجی گل محمد	〃	لعہ	سنہ ۷۸ و ۷۹ء	
۵۷	مولوی محمد یوسف	〃	لعہ	〃	
۵۸	شیخ محمد الیاس	〃	ے	سنہ ۷۸ء	
۵۹	ڈاکٹر فیض محمد حسین	〃	صعہ	سنہ ۷۸ و ۷۹ء	
۶۰	سید محمد حکیم	〃	لعہ	〃	
۶۱	مولوی امام الدین	〃	لعہ	〃	
۶۲	مولوی احمد شاہ	〃	ے ۸/	سنہ ۷۹ء	
۶۳	محمد ابراہیم	〃	ے	〃	
۶۴	خلیفہ محمد حسن صاحب وزیر اعظم ریاست پٹیالہ	〃	لعہ	سنہ ۷۸ و ۷۹ء	
۶۵	حیات شاہ	[illegible]	لعہ ۱۴/	سنہ ۷۷ تا ۷۹ء	
۶۶	حافظ عبداللہ	پانی پت	صعہ	سنہ ۷۸ و ۷۹ء	
۶۷	مولوی فضل الحق	پٹنہ	لعہ	سنہ ۷۹ء	
۶۸	مولوی سید احمد حسین	〃	لعہ	〃	
۶۹	مولوی محمد حسن	〃	ے	〃	شرح نمبر ۵۵
۷۰	منشی سید رضا حسین	〃	لعہ	〃	
۷۱	مولوی جلال الدین	سیالکوٹ ضلع گوجرانوالہ	لعہ	سنہ ۷۸ و ۷۹ء	

نمبر شمار	نام معہ عہدہ و خطاب	نام مقام	تعداد روپیہ وصول	تاریخ سنہ وصول	کیفیت
۷۲	شیخ محمد امیر مدرس	پاک پٹن	صہ	سنہ ۷۸ء	اب ملتان میں ہیں
		ج			
۷۳	مولوی نصر اللہ بیگ	جبل پور	لعہ ۸/	سنہ ۷۸ و ۷۹ء	
۷۴	حاجی محمد اسمٰعیل	〃	لعہ	〃	
۷۵	میر سید علی صاحب تحصیلدار	〃	ے	سنہ ۷۹ء	اب الہ آباد سیول لائن میں ہیں
۷۶	شیخ رحمت اللہ	جہلم	صہ	سنہ ۷۸ء	اب ہوشیارپور میں ہیں
۷۷	حاجی عبد دین	جالندھر	عہ ۸/	سنہ ۷۷ و ۷۸ء	
۷۸	مولوی نورالدین حکیم ریاست جموں	جموں	صعہ	سنہ ۷۸ و ۷۹ء	
		خ			
۷۹	مولوی فتح الدین	خوشاب ضلع شاہ پور	ے	سنہ ۷۹ء	
		د			
۸۰	چوہدری محمد نعیم	ڈسکا ضلع سیالکوٹ	لعہ ۸/	سنہ ۷۸ و ۷۹ء	
۸۱	مولوی عبدالغفار	〃	ے	سنہ ۷۸ء	
۸۲	میاں محمد عمر علاقہ بند	ڈھیلے	ے	سنہ ۷۸ و ۷۹ء	
۸۳	مولوی شہود الحق	〃	عہ ۸/	〃	اب پٹیالہ میں ہیں
۸۴	محمد اکبر و عبدالعزیز	〃	عہ	〃	
۸۵	عبدالغفار	〃	ے ۸/	〃	اب پنڈدادنخان میں ہیں
۸۶	مولوی شمس الحق	〃	لعہ		
۸۷ تا ۸۹	متفرقات	〃	صہ ۱۴/	سنہ ۷۹ء	
۹۰	حافظ علی اصغر	ڈیالوان	ے	سنہ ۷۹ء	
۹۱	پیر جی خدا بخش	ڈیرہ دون	صعہ	سنہ ۷۸ و ۷۹ء	
۹۲	منشی جعفر خان	〃	للعہ	〃	
۹۳	منشی عبدالغفار	〃	للعہ	〃	
۹۴	منشی عابد علی	روپڑ	لعہ ۸/	سنہ ۷۷ تا ۷۹ء	
۹۵	عظیم اللہ مستری	〃	عہ ۸/	〃	
۹۶	منشی برکت علی	〃	لعہ	〃	

نمبر شمار	نام مع عہدہ	مقام	تعداد چندہ وصولی	تاریخ وصول	کیفیت
۹۷	شیخ غلام نبی	روپڑ	صہ ۸	سنہ ۷۷ تا ۷۹	
۹۸ و ۹۹ و ۱۰۰	متفرقات	〃	لعہ	〃	
۱۰۱	چودہری امیر خان ذیلدار	اسپورہ ضلع جالندہر	ے	سنہ ۷۹	
۱۰۲ و ۱۰۳	متفرقات	〃	ے	سنہ ۷۹	
۱۰۴	مولوی عبد الحکیم	رنگپور	عہ	〃	بشرح نمبر ۵
۱۰۵	میاں ولی محمد چودہری شتران	راولپنڈی	عہ	سنہ ۷۷ و ۷۸	
۱۰۶	منشی محمد جمیل	〃	لعہ ۸	سنہ ۷۷ تا ۷۹	[illegible]
۱۰۷	میاں عمر دین سوداگر	〃	لعہ ۸	سنہ ۷۸ و ۷۹	
۱۰۸ و ۱۰۹	متفرقات	〃	ے	سنہ ۷۷ و ۷۸	
	س				
۱۱۰	میاں غلام دین	سوجانپورہ	ے	سنہ ۷۸	
۱۱۱	ولیداد خاں مالگذار	سیہوہ ضلع جبلپور	عہ ۸	سنہ ۷۸ و ۷۹	
۱۱۲	ڈاکٹر عبد الحکیم	سہارنپور	۸	سنہ ۷۹	اخبار البیان بند
۱۱۳	سید عبد الکریم	ساگر	ے	سنہ ۷۸	
۱۱۴	قاضی کریم اللہ	〃	عہ	سنہ ۷۹	
۱۱۵	محی الدین خاں سوداگر	سیالکوٹ ضلع پنجاب	عا	سنہ ۷۹	بشرح نمبر ۵
	ش				
۱۱۶	مولوی احمد شفیع ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ	شاہپور	ے	سنہ ۷۹	
	ع				
۱۱۷	شیخ عبد الرحمن	عدن	عہ	سنہ ۷۸ و ۷۹	
	ف				
۱۱۸	مولوی محمد اسحاق	فرید آباد ضلع دہلی	لعہ	سنہ ۷۹	
	ک				
۱۱۹	ابراہیم مدرس	کپورتھلہ	عہ	سنہ ۷۷ تا ۷۹	
۱۲۰	سید غلام قادر شاہ	کوٹلہ مالیر	للعہ	سنہ ۷۹	
۱۲۱	چودہری غلام احمد	کاٹھ گڈھ	صہ	سنہ ۷۷	
۱۲۲	مولوی رحمت اللہ	کپورتھلہ	عہ	سنہ ۷۸ و ۷۹	
۱۲۳	محمد امام خان	کانبواڑہ ضلع سیونی	عہ	〃	
۱۲۴	میاں کریم بخش سوداگر	کانپور	عہ	سنہ ۷۹	
۱۲۵	حاجی عبد اللہ سیٹھ	کوچی بندر	ے	〃	
۱۲۶	منشی عبد اللطیف	کھتولی ضلع مظفرنگر	عہ	سنہ ۷۹	[illegible]
۱۲۷	قاضی عبد الرحیم	کرنول صوبہ مدارس	عہ	سنہ ۷۸ و ۷۹	
۱۲۸	مولوی احمد حسن مدرس	کرنول	ے	〃	
۱۲۹	میر حسن علی اکبر	کابچہ ضلع امراوتی	عہ	سنہ ۷۷ تا ۷۹	
	ل				
۱۳۰	منشی محمد عمر	لودیانہ	ے	سنہ ۷۸ و ۷۹	
۱۳۱	شہاب خان کتب فروش	〃	عہ ۱۲	سنہ ۷۷ تا ۷۹	
۱۳۲	میر نجات اللہ	〃	لعہ	سنہ ۷۸ و ۷۹	
۱۳۳	منشی محمد مقیم	〃	ے ۱۲	سنہ ۷۷ تا ۷۹	
۱۳۴	منشی محمد تقی نویس	〃	عہ ۸	سنہ ۷۷ تا ۷۹	
۱۳۵	منشی عبد الستار	〃	لعہ ۸	سنہ ۷۹	
۱۳۶	منشی الہی بخش سب اوورسیر	〃	لعہ	سنہ ۷۸ و ۷۹	

نمبر شمار	نام و پتہ خریدار	نام مقام	تعداد زر وصولی	تاریخ وصولی	کیفیت
۱۳۵ سے ۱۴۲	متفرقات	لودھیانہ	[illegible]	سنہ ۷۷ تا ۷۹	
۱۴۳	منشی عمر بخش ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ	لودھراں ضلع ملتان	ے	سنہ ۷۸	
۱۴۴	منشی محمد حیات محرر جوڈیشل	〃	ص	سنہ ۷۸	
۱۴۵	منشی فتح محمد	لاہور	[illegible]	سنہ ۷۷ تا ۷۹	
۱۴۶	منشی محمد شاہ مختار	〃	[illegible]	سنہ ۷۷ و ۷۹	
۱۴۷	کرم بخش زرگر	〃	[illegible]	سنہ ۷۷ تا ۷۹	
۱۴۸	مولوی برکت علی وکیل	〃	[illegible]	سنہ ۷۷ و ۷۸	
۱۴۹	خلیفہ رجب دین	〃	[illegible]	سنہ ۷۷ تا ۷۹	
۱۵۰	منشی عبد الحق	〃	[illegible]	سنہ ۷۸ و ۷۹	
۱۵۱	شیخ محی الدین کتب فروش	〃	ص	〃	
۱۵۲	منشی جلال الدین	〃	ص	سنہ ۷۷ و ۷۸	
۱۵۳	ا. امتیاز علی مثل خوان	〃	ے	سنہ ۷۹	
۱۵۴	منشی محمد علی	〃	ے	سنہ ۷۸	
۱۵۵ سے ۱۶۸	متفرقات	〃	[illegible]	سنہ ۷۷ تا ۷۹	
۱۶۹	بابو الٰہی بخش	ملتان	[illegible]	سنہ ۷۸ و ۷۹	
۱۷۰	منشی ناصر نواب	بانوکی منٹگمری	[illegible]	سنہ ۷۷ تا ۷۹	اب مظفر گڈھ میں ہیں
۱۷۱	مولوی محمد بخش	موکل ضلع فیروزپور	[illegible]	سنہ ۷۸ و ۷۹	
۱۷۲	منشی علاء الدین سواری	مظفر گڈھ	[illegible]	سنہ ۷۹	بشرح نمبر ۹۵
۱۷۳	منشی کریم بخش اکسٹرا اسسٹنٹ	〃	ے	〃	
۱۷۴	مولوی محمد نور الدین مدرس	مظفر گڈھ	[illegible]	سنہ ۷۷ و ۷۹	اب علی پور میں ہیں

نمبر شمار	نام و پتہ خریدار	نام مقام	تعداد زر وصولی	تاریخ وصولی	کیفیت
۱۷۵	دین محمد نائب اشرف	مظفر گڈھ	ے	سنہ ۷۹	اب جالندھر میں ہیں بشرح نمبر ۹۵
۱۷۶	محمد مستری	〃	[illegible]	〃	
۱۷۷	منشی محبوب عالم	میر پور مہاجان	[illegible]	سنہ ۷۷ و ۷۸	
۱۷۸	محمد امیر بیگ	نجف گڈھ	[illegible]	سنہ ۷۹	
۱۷۹	میاں محمد سعید	نوری محل	[illegible]	سنہ ۷۷ و ۷۸	
۱۸۰	حکیم محمد دلاور خاں	ناگپور	[illegible]	سنہ ۷۷ و ۷۹	اب امرتسر میں ہیں
۱۸۱	علیم الدین عرف مولویان	〃	ے	سنہ ۷۹	
۱۸۲	بادشاہ میاں	〃	ے	سنہ ۷۹	
۱۸۳	شیخ محمد حیات کتب فروش	وزیر آباد	ص	سنہ ۷۷ و ۷۸	
۱۸۴	منشی احمد حسین انسپکٹر	ہوشیارپور	[illegible]	سنہ ۷۸ و ۷۹	
۱۸۵	مولوی الٰہی بخش وکیل	〃	[illegible]	سنہ ۷۷ تا ۷۹	
۱۸۶ سے ۱۹۹	متفرقات مختلف مقامات				

بھوپال — پٹیالہ — جہلم — ڈیرہ دون — سکندرآباد

ملتان — منو — لودوال ضلع فیروزپور — ناگپور

جوگر ضلع مرشد آباد — مظفر گڈھ — ہزارہ

جے پور وغیرہ

بقیہ پیری مریدی

اور فریق مثبت کی خدمت مین التماس ہے کہ وہ اس سنت بیعت توبہ کو معمولی سنتون (جیسے کنگھی مسواک کرنا یا آنکھ مین سرمہ لگانا یا آپنے آپ توبہ استغفار کرنا) پر ترجیح و فوقیت ندین اور اسکو ایسے موکد و استمراری سنتون سے (جنکے عمل والتزام کی آنحضرت سے تاکید اور انکے ترک پر وعید وتشدید وارد ہے) شمار نکرین اور اسکے ترویج و التزام کے لیئے وہ اہتمام وتداعی نکرین جو اِس قسم کی موکدہ سنتون مین کیجاتی ہی اور اسکو مناط احسان ومناط حصول کمال عرفان قرار ندین اور اسمین وہ ان خصوصیات رسمیہ کو جو خاندانی بیعت خانون و پیرون مین مروج چلی آتی ہین (جیسے باپ اگر پیر ہو تو بڑے بیٹے کو اوسکی جگہ گدی پر بٹھانا یا کسی اور شخص کو تمام خاندان سے پیرمغان بناکر بیعت کے لئے مخصوص کر دینا - باوجودیکہ علم مین تقوی مین اُس سے بڑھکر یا اوسکے برابر اُس خاندان یا اوسکی منتسبین مین اشخاص موجود ہون اور اِس سجادہ نشین کا سجادہ نشینی کے بعد خود بیعت و استرشاد سے مستغنی ہوجانا پیر ہوکر پھر کسیکا مرید نبنا اور کسی صالح متقی کے ہاتھ پر (اُس سے افضل یا اُسکے برابر کیون نہو) بیعت توبہ نکرنا یا بیعت لینے کے وقت خاص خاص اذکار وادعیہ (جو اس موقع بیعت پر آنحضرت سے مروی نہین (جیسے پہلے کلمہ شہادت پڑھانا پھر سورۃ فاتحہ و علی ہذا القیاس) طالب کو پڑھانا وغیرہ وغیرہ کو ایسے طور پر دخل ندین جس سے ان خصوصیات وقیود کا اس موقعہ پر اس ہئیت مخصوصہ سے دین وسنتون ہونا سمجھا جاتا ہے -

ان خصوصیات کی نسبت جو ہمارا اعتقاد ہے وہ ہم نمبر سابق مین بصفحہ ۴۸ بیان کر چکے ہین جسکا خلاصہ یہ ہے کہ نہ ہم ان خصوصیات کو اصل سنت ومناط عرفان یو

ہین اسلئے دوبارہ لکھی گیئین ہین کہ اس مضمون کی عبارت سابق مین کچھ کاتب سے تغیر واقع ہوا ہے اور کچھ اپنی طرف سے بڑھانا مناسب معلوم ہوا ناظرین صفحہ اخیر نمبر سابق کی (۹) سطرون کو محو کرین اور فسخ سمجھین

احسان جانتے ہین نہ انکو مطلقاً بدعت و ناجائز خیال کرکے انسے بالکل انکاری ہین
بلکہ انکی تسلیم و انکار مین ہم بین بین (بیچا بیچ) مین ہین اور شرف و فائدہ
و تاثیر صحبت اہل اللہ اور اِس فائدہ و تاثیر کی نظر سے اِنکی
خصوصیت ملازمت کو تو ہم اِس بعیت اور اُسکے خصوصیات
مذکورہ سے جداگانہ ہی سمجھتے ہین اور اِس سے کسی وجہ سے انکاری نہین ہین —
اس التماس کے جواب مین شائد ہمارے بہائی مثبتین یہ
کہین کہ ہم اس سنت بعیت کو مسواک و اذان و اقامت و جماعت سے بڑہکر موکد
نہین سمجھتے اور نہ اسکو مناط حصول احسان و کمال عرفان خیال کرتے ہین اور نہ ان
خصوصیات کو جو ہمارے معمولہ بعیت مین پائی جاتی ہین ہم دین سمجھتے ہین۔ ان
خصوصیات کی نسبت ہمارا وہی اعتقاد ہے جو تمہارا اعتقاد ہے اسکے جواب مین
یہ التماس ہے کہ اگر اونکا اِس بعیت اور اسکے خصوصیات کی نسبت دلی اعتقاد
یہی ہے تو نہایت خوشی کی بات ہے ہ چشم ما روشن دل ما شاد ولیکن
انکے بعض اقوال و افعال اس اعتقاد کے مخالف ہین اور وہ عام لوگون کو
یہ بتارہے ہین کہ یہ لوگ اِس بعیت کو معمولی سنتون سے بڑہکر واجب العمل والاہتمام
اور مناط عرفان و مدار ایمان جانتے ہین اور ان خصوصیات کو بہی وہ دین سمجھ رہے ہین
اور وہی اقوال و افعال فریق ثانی کی وحشت و تشدد کے باعث اور باہمی تفرقہ
و نزاع کے موجب ہو رہے ہین اگر میرے بہائی دلی اعتقاد یہی رکھتے ہین جو بیان ہوا
ہے۔ تو حسبتہً للہ و نصیحۃً لخلق اللہ و جمعاً لکلمۃ اللہ ان اقوال و افعال کو اِس اعتقاد کے
موافق و مطابق کرین — مین پہلے اُن اقوال و افعال کو بیان کرتا ہون
پہر اُنکی اِس اعتقاد اور نفس الامر سے مخالفت ظاہر کرونگا پہر انکی وجہ موافقت
و مطابقت اُس اعتقاد سے عرض کرونگا ہ گر قبول افتد زہے عز و شرف

بیان افعال و اقوال مذکورہ

(۱) اس بیعت توبہ مین وہ اسقدر تاکید و ضرورت کے مدعی اور اسکے اہتمام و تداعی مین ساعی ہین کہ اسقدر تاکید و اہتمام و تداعی استمراری و موکد سنتون (مسواک اور اذان جماعت وغیرہ) مین کوئی مسلمان نہین کرتا۔

(۲) وہ اس بیعت کو مثل بیعت خلافت و امامت قرار دیتے ہین جسکے شان مین صاف آنحضرت کا ارشاد وارد ہے کہ جس کی گردن مین کسی امام کی بیعت نہین ہے

من مات ولیس فی عنقہ بیعتہ مات میتۃ جاہلیۃ صحیح مسلم صفحہ ۱۲۸ جلد ۲	وہ جاہلیت (یعنی کفر کی) موت مرتا ہے

اور اسی نظر سے آنحضرت کے اصحاب کرام نے وصال نبوی کے بعد حضرت ابوبکر صدیق رضی کی بیعت خلافت کو آنحضرت کی تجہیز و تکفین پر مقدم کیا اور اسمین ایکدن کا وقفہ روا نہ رکہا چنانچہ حدیث بخاری سے جو عنقریب منقول ہو گی ناظرین کو واضح ہو گا طرفہ یہ کہ وہ بیعت خلافت صدیق اکبر وغیرہ خلفاء کو بہی بیعت توبہ بتاتے ہین۔ اور ذکر خلافت کو اسی بیعت توبہ کا ایک جزوی اور ضمنی امر قرار دیتے ہین۔

(۳) وہ اس بیعت توبہ کو ایک ایسے شخص سے مخصوص کرتے ہین جو تمام ہمعصرون سے افضل ہو اور بناء علیہ پیر و سجادہ نشین کو پیری و سجادہ نشینی کے بعد دوسرے کی بیعت سے مستغنی سمجہتے ہین اور بجواب اس اعتراض فریق ثانی کی کہ بیعت لینے والا خود بہی تو گناہ کرتا ہے وہ کیون اپنے گناہون سے دوسرے کے ہاتھ پر توبہ نہین کرتا وہ لکھتے ہین کہ پیغمبر خدا نے لوگون سے بیعت کرائی اور خود کسی کے ہاتھ پر کیون نہ توبہ کی۔ جسکا صاف یہ مطلب ہے کہ جیسے آنحضرت صلعم سے کوئی افضل موجود نہ تہا جسکے ہاتھ پر وہ گناہون سے

(معاذ اللہ) تو بہ کرتے ویسے ہی پیر جی سے کوئی افضل نہین ہوتا جسکے ہاتھ پر وہ بیعت کرین - یا یون کہو کہ جیسے آنحضرت صلعم افضل ہونے کے سبب بیعت سے مستغنی تھے ویسے ہی پیر جی (بزعم خود یا باتفاق مریدان) افضل ہونے کے سبب بیعت غیر سے مستغنی ہین -

(۴) وہ ان خصوصیات رسمیہ کے اثبات کے لئے قران و حدیث کو ہاتھ مارتے ہین اور اُنکا داخل دین ہونا بزعم خود آیات و حدیث سے ثابت کرتے ہین -

گدی نشین مقرر و مخصوص کرنے کے ثبوت مین وہ اون **آیات** کو پیش کرتے ہین جنمین یہ ذکر ہے کہ حضرت **موسی** علیہ السلام نے کوہ طور جانے کے وقت ہارون علیہ السلام کو خلیفہ کیا (جسکے مطابق آنحضرت صلعم نے جنگ تبوک مین جانے کے وقت حضرت علی مرتضی کو خلیفہ کیا تھا) اور حضرت زکریا علیہ السلام نے خدا سے اپنا وارث چاہا تھا - اور حضرت سلیمان علیہ السلام داوٗد علیہ السلام کے وارث ہوئے - اور صحابہ کرام کے اِس **فعل** کی سند لاتے ہین کہ اُنہون نے آنحضرت کے بعد صدیق اکبر کو گدی پر بٹھایا اور آپنے حضرت عمرؓ کو خلیفہ بنایا انکے بعد صحابہ نے حضرت عثمانؓ و حضرت علی مرتضیٰؓ کو انکا جانشین کیا -

اور بوقت بیعت خاص خاص اذکار و ادعیات پڑھانے کے ثبوت مین اُن آیات و احادیث کو پیش کرتے ہین جنمین یہ ذکر ہے کہ انبیاء علیہم السلام نے اظہار یا اقرار اسلام کیا اور **آنحضرت** نے کلمہ لا الہ الا اللہ کو **افضل الذکر** فرمایا اور خداوند تعالے نے حضرت موسی علیہ السلام کو اس کلمہ پڑھنے کا حکم دیا آنحضرت صلعم نے سورہ **فاتحہ** کو تمام سورتون قرانی سے افضل فرمایا -

انکے اِس **استدلال** پر جو یہ **اعتراض** وارد ہوتا ہے کہ ان آیات و احادیث مین خاص اِس موقعہ پر ان اذکار کی خصوصیت کہان پائی جاتی ہے - اسکے جواب مین

وہ بہت سے آثار پیش کرتے ہین جنسے وہ بزعم خود یہ ثابت کرتے ہین کہ جو امر آنحضرت سے ثابت ہو (گو اسپر مداومت یا اسمین کوئی وقتی یا عددی خصوصیت آنحضرت سے ثابت نہو) اسمین وقتی یا عددی خصوصیت اپنی طرفسے لگالینی بدعت نہین ہے بلکہ موجب ثواب و قربت ہے - اس جواب مین اُنہون نے نہ صرف خصوصیات بیعت کو دین بنایا ہے - بلکہ جملہ خصوصیات رسمیہ (فاتحہ خوانی سوم چہلم عرس مولود وغیرہ جنکو اُنکے اصول مذہب بدعت ٹہراتے ہین اور اسی سبب سے وہ عام مسلمانون سے علیحدہ سمجھے جاتے ہین اور وہابی کہلاتے ہین) کو بھی دین بنا دیا ہے -

اور پیر جی کے بیعت نہ لینے (نہ دینے) سے خصوصیت پر جو دلیل وہ پیش کرتے ہین وہ نمبر ۳ مین بیان ہو چکی ہے -

ان لوگون سے ان اقوال و افعال کے سرزد ہونے کو کوئی انکا معتقد و مقلد بعید سمجھے تو پہلے ان ہی حضرات سے دریافت کرکے انکی تصدیق کرے مجھے امید ہے کہ وہ ان اقوال و افعال سے انکاری نہونگے -

اور اگر وہ انسے صاف طور پر یا بتاویل انکاری ہون تو انکا رسالہ جو فی الحال فریق نافی کے مقابلہ مین اُنہون نے تالیف کیا ہے مواضع ذیل سے ملاحظہ فرماوین -

اس رسالہ کے صفحہ نمبر ۲۰ مین ہے "اتنا ہی نہین جانتا کہ مسئلہ بیعت ان مسائل مین سے ہے جو خصوصیت رکھتے ہین ساتھ افضل اور بہتر کے جیسے خلافت - امارت - قضا - امامت - ان کامونکے واسطے ایک ہی شخص مقرر ہوتا ہے یہ نہین ہو سکتا کہ ہر ایک امام یا خلیفہ یا قاضی بنجائے" -

اور اس کے صفحہ ۲۲ مین ہے تو دیکھو آنحضرت و خلفاء اور تمام اصحاب کی تعامل سے ثابت ہوتا ہے کہ بیعت ایسے شخص کے ہاتھ پر چاہیئے جو اپنے وقت مین تقوی و دیانت و صلاحیت کی وجہ سے اپنے ہمعصرون مین فضیلت رکہتا

ہو رسول اللہ صلعم کی حیات مین آپ افضل بہتر تھے اُنکے بعد ابو بکرؓ ازان بعد عمرؓ
اون سے پیچھے عثمانؓ اور علی رضی اللہ عنہم اور بسبب فضیلت اُنکی کے دوسرے
ہاتھ پر بیعت نہین ہوتی تھی - الا ماشاءاللہ اور تعامل انکا بمنزلہ علامات و تمیز کی ہے اور
اسکے صفحہ نمبر ۹ امین ہے یہ دعوی (بعد وفات رسول اللہ صلعم صحابہ کرام کا بیعت
کے لئے کسیکو مقرر نکرنا) غلط ہے صحابہ کرام نے اوّل ابو بکرؓ صدیق اون کے بعد عمرؓ فاروق
ازان بعد حضرت عثمان انسے پیچھے علی مرتضی رضی اللہ عنہم کے ہاتھ پر بیعت کی کیا
مصنف کو خلفائے راشدین کی خلافت اور بیعت سے بھی انکار ہے دیکھو سب
مفسرین اس آیت کریمہ کو ومن کفر بعد ذلک فاولئک ہم الفاسقون یعنی پس جس شخص نے
انکار کیا بعد اسکے پس وہی ہین فاسق منکران خلافت خلفاء اربعہ کے حق مین
وعید بتلاتے ہین اب مصنف یہ کہیگا جو یہ بیعت قبول خلافت کی تہی یعنے عہد اسبات کا
کہ ہم بغاوت نکرینگے اسکے جواب مین ہم روایات کتب حدیث پیش کرتے ہین اہل
انصاف کو معلوم ہو جاویگا کہ حق بجانب کسکی ہے صحیح بخاری مین ہے کہ عبدالرحمن
رضی اللہ عنہ نے بوقت خلافت خلیفہ سوم بمشورت صحابہ رضی اللہ عنہم حضرت عثمانؓ
رضی اللہ عنہ کو خلیفہ مقرر کر دیا اور بیعت کے وقت یہ کہا ابایعک علی سنۃ اللہ
وسنۃ رسولہ والخلیفتین من بعدہ یعنی مین تیری بیعت کرتا ہون کتاب خدا
سنت رسول و طریقہ شیخین پر اور امام احمد کی روایت مین ہے ابایعک علی کتاب
اللہ وسنۃ رسولہ وسیرۃ ابی بکر و عمر مین تیری بیعت کرتا ہون اوپر کتاب اللہ اور
سنت رسول اللہ اور طریقہ ابو بکر اور عمر کے - جس بیعت کا ان روایتون مین
ذکر ہے یہ بیعت تقوی ہے خلافت وغیرہ امور شرعیہ سب اسمین داخل ہین
اور عبداللہ بن حنظلہ امیر مدینہ نے وقعۃ الحرہ مین لوگون سے ساتھ مرنے کے
بیعت لی یہ قصہ بخاری مین موجود ہے اور یہ بیعت بیعت خلافت کے سوا

اور ہی بیعت تہی۔ ومن لم یجعل اللہ لہ نورا فما لہ من نور۔
اور اسکے صفحہ ۷۷ مین بجواب اس اعتراض فیض تافی کو کہ پیر خود کیون نہین کسیکی بیعت کرتا۔ کہا ہے مشایخ مین سے ایسا کوئی نہین جس نے دوسرے کے ہاتھ پر توبہ نہ کی ہو اپنے شیخ کے ہاتھ پر سب توبہ کیا کرتے ہین اگر ایسا ہی اعتراض کا شوق ہے تو یہ کہو پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے لوگون سے بیعت کرائی اور خود کسی کے ہاتھ پر توبہ کیون نہ کی دیکھو ترک اور انکار سنت کا یہ نتیجہ ہے جو آپکے منہ سے ایسے کلمات نکلتے ہین جنسے انبیاء علیہم السلام کی جناب مین بے ادبی لازم آتی ہے لئن لم یہدنا ربنا لنکونن من القوم الضالین
اور اسکے صفحہ ۷۵ مین بجواب اس قول مخاطب کے کہ بلا وجہ مرجح ایک شخص کو خاندان سے بیعت کے لئے مخصوص کرلینا ہندون کی رسم ہے۔ کہا ہے جسکو آپ ہنود کی رسم کہتے ہو وہ سنت انبیاء ہے جب موسی علیہ السلام کوہ طور کو جانے لگے تو ہارون علیہ السلام سے فرمایا اخلفنی فی قومی واصلح ولا تتبع سبیل المفسدین تو میرا نائب رہیو میری قوم مین اصلاح رکہنا اور مفسدون کی پیروی نکرنا حضرت خاتم المرسلین نے جب غزوہ تبوک کی تیاری کی تو علی رضی اللہ عنہ سے ارشاد کیا انت منی بمنزلۃ ھارون من موسی تو مدینہ مین رہ تو ہمارا جانشین ہے جیسے ہارون ع اپنے بہائی موسیؑ کا (بحالت سفر) جانشین تہا۔ انبیاء عظام دعا کرتے کہ اے پروردگار ایسی اولاد دے جو ہمارے نائب اور لوگون کے پیشوا ہو دین فہب لی من لدنک ولیا یرثنی ویرث من ال یعقوب زکریا علیہ السلام نے دعا کی تو مجہے کام سنبہالنے والا دے جو وارث ہو میرا اور خاندان یعقوب ع کا اور اللہ جلشانہ خبر دیتا ہے وورث سلیمان داود سلیمان علیہ السلام اپنے باپ داؤد کے وارث ہوئے واضح ہے کہ

مراد اس ورثہ سے نبوت اور امامت ہے کہین روافض کیطرح مال ومتاع سے تاویل نہ کرنا اور اصحابہ کرام نے بعد انتقال پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے ابوبکر صدیق کو گدی پر بٹھلایا اور ابوبکر رضی اللہ عنہ اپنے زندگانی مین عمر رضی اللہ عنہ کو اپنا جانشین مقرر فرما گئے ایسے ہی عثمان و علی رضی اللہ عنہ باتفاق صحابہ جانشین ہو گئے"۔

اور اسکے **صفحہ ۱۱ و ۱۲** مین خصوصیات اذکار بیعت کے ثبوت کے لئے کہا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اسلمت للہ رب العالمین کہا اور بلقیس نے اسلمت مع سلیمان للہ رب العلمین کہا اور خدا تعالے نے کہا ہے کہ یا ایہا الذین امنوا امنوا باللہ و رسولہ اور آنحضرت رکوع و سجود مین بلک امنت وبک اسلمت فرمایا کرتے اور آنحضرت نے فرمایا ہے افضل الذکر لا الہ الا اللہ اور آنحضرت نے سورۂ فاتحہ کو اعظم سورۃ فی القرآن فرمایا ہے۔

اور **صفحہ ۸۸** مین کہا ہے کہ اگر ایک امر آنحضرت سے ثابت ہو جاوے مگر اسکی مداومت اور اسکا شمار اور اسکے وقتون کی خصوصیت ہیئت ثابت نہو تو اوسکو خاص اوقات مین معین عدد کے موافق ہمیشہ عمل مین لانا بدعت نہو گا پھر اسپر اپنے چند آثار ذیل سے استدلال کیا ہے۔

(۱) آنحضرت نے فرمایا ہے خدا کو پیارا وہ عمل ہے جسکو ہمیشہ کیا جاوے۔

(۲) ایک شخص ہمیشہ سورۂ فاتحہ کے اور دوسری سورۃ کے ساتھ سورۂ اخلاص کو ملا لیا کرتا تھا آنحضرت نے اسکا سبب پوچھا اوسنے عرض کیا کہ مجھے یہ سورت پیاری لگتی ہے آنحضرت نے فرمایا اسکی محبت تجھے بہشت مین داخل کریگی۔

(۳) بلال رض وضو کے بعد ہمیشہ دو گانہ پڑھتے آنحضرت اسپر مطلع ہوتے تو اس سے منع کیا۔

اسی قسم کا ایک اثر اوربلال سے اور ایک اثر حضرت عائشہؓ سے نقل کیا پہر کہا اور بعض اوقات کی فضیلت شارع سے ثابت ہے اگر کوئی شخص واسطے ذکر اور حمد اور تسبیح کے اُن وقتون کو مقرر کرے تو بیشک افضل ہوگا اللہ جلشانہٗ فرماتا ہے فسبح بحمد ربک قبل طلوع الشمس وقبل الغروب پس پاکی بیان کر ساتھ حمد رب اپنے کے پہلے سورج کے نکلنے سے اور پہلے چہپنے کے ومن اللیل فسبحہ وادبار السجود اور رات کو بہی تسبیح کر اوسکی اور بعد نمازون کے اس قسم کی بہت آیتین اور حدیثین ہین اگر کوئی شخص ان وقتون کو افضل اوقات سمجہ کر کوئی ورد یا ذکر پڑہیگا تو کہو اوسنے کون سی برائی کری شارع کیطرف سے مطلق ذکر الٰہی کی ہدایت ہے اور یہ شخص بہی ذکر کرتا ہے ۔"

یہ **اقوال وافعال** مذکورہ کا **عام ثبوت** ہے۔ اب ایک **خاص ثبوت** (جسکو زیادہ تر تعلق امراول سے ہے) پیش کیا جاتا ہے جب ان حضرات کے شیخ (پیر) نے (جو ہمارے بہی شیخ تہے اور ہمارے خیال مین (والدحسیبہ) واقعی لائق بیعت واسترشاد تہے اور ان قیود وخصوصیات رسمیہ سے (جنکو اُن کی جانشین اب دین سمجہنے لگے ہین مبرا وآزاد تہے حتے کہ وہ اشغال متاخرین صوفیہ کو جنکو ہم حسب تفصیل وشرط منقولہ صفحہ ۵۴ مباح بلکہ بعض حالات مین افضل سمجہتے ہین بالکل ترک کر چکے تہے جب ہم انکے سامہنے مولانا محمد اسمعیل شہید علیہ الرحمۃ کی عبارت منقولہ صفحہ ۵۴ پیش کرتے اور ان اشغال کا مطلقاً بدعت ہونا ثابت کرتے تو آپ جواب مین فرماتے "دعاکن" یعنے دعا کرو خدا تعالیٰ مجہے یہ بات سمجہادے اور میرے دل مین اسکا اثر پیدا کرے اور جب کبہی آپ کسیکو سورہ فاتحہ پڑہنے کا حکم دیتے تو اوسکے بیان تعداد مین صاف فرمادیتے کہ چہل ویکبار یا کم یا زیادہ اس قسم سے اور بہت باتین مشہور ومعروف ہین جو

انکی آزادی ان قیود رسمیہ سے ثابت کر رہی ہین) اس جہان سے انتقال کیا تو ان لوگون نے انکی گدی پر انکے بڑے بیٹے کو (باوجودیکہ علم مین انسے افضل اور ظاہری دینداری و پرہیزگاری مین انکے برابر لوگ انکی اولاد اور منتسبین و معتقدین مین موجود تھے) بٹھا کر انسے بیعت کی اور اپنے اس فعل کو صحابہ کے اس فعل سے کہ انہون نے آنحضرت کے وصال کے متصل بلا توقف حضرت صدیق اکبر کی بیعت کی تہی تشبیہہ دے اور یہہ بات بذریعہ مراسلات اپنے تمام منتسبین معتقدین خاندان مین شائع کی اور ان مراسلات مین صاف یہ بات لکھدی کہ یہہ ہمنے وہ کام کیا ہے جو آنحضرت کے اصحاب نے آنحضرت کی رحلت کی بعد فوراً کیا اور اسکو آنحضرت کی تکفین و تجہیز پر بہی مقدم کیا تہا لوگون کو چاہئے اس بیعت کی طرف جلد توجہ کرین اور خاص کر اس فرمان مین جو میرے نام آیا تھا یہہ حکم بھی درج تھا کہ آپ اس مضمون کو اپنے ماہواری رسالہ (اشاعۃ السنہ) مین شائع کر دین -

اس فرمان و مراسلت مین انہون نے گویا یہ جتا دیا تہا کہ یہ بیعت وہی بیعت ہے جو صحابہ نے صدیق اکبر کے ہاتھ پر کی تھی اور اسکے ترک پر صاف وعید آچکی ہے جو اس بیعت سے مختلف رہیگا وہ جہنمی ہوگا اور کافر وں کی موت مریگا -

اس بیان مین بہی کسی انکے مقلد و معتقد کو شک ہو تو وہ فرمان نکالکر ملاحظہ کر کے دیکہہ لے کہ اسمین اس بیعت کو بیعت صدیقی سے تشبیہہ دی ہے یا نہین اور اپنے اس فعل پر فعل صحابہ اور انکی تعجیل اور تقدیم البیعۃ علی التجہیز و التکفین کی شہادت پیش کی ہے یا نہین - اور جسکے پاس وہ فرمان پہنچا ہو وہ انکی اور اخص معتقدین ساکنین لاہور - وزیر آباد - پنڈی وغیرہ سے دریافت حال کرے اور جسکی طبع سلیم اور عقل مستقیم ہے اور وہ متعصبانہ اعتقاد و محبت سے خالی

ہے وہ ان ہی عبارت سے جو اسمقام مین منقول ہوئی ہین اس فعل کی تصدیق نکال سکتا ہے۔ مینے ایک مخبر صادق (جو فریق مثبت کے معتقدون اور آشنا ون سے ہے) سے یہہ بھی سنا ہے کہ جب یہہ فرمان راولپنڈی مین پہنچا تو فریق ثانی کے ذریات و معتقدین نے اسپر بڑا اچرچا کیا اور باہم رنج و اختلاف واقع ہو گیا آخر فریق ثانی نے رفع اختلاف و تنازعہ کی یہ صورت تجویز کی کہ گدی نشین صاحب اسبات کا اعلان کر دین کہ اس بعیت توبہ مین ہماری خصوصیت نہین ہے جو شخص جس صالح شخص کے ہاتھ پر چاہے بعیت کرے فریق مثبت نے اونکی یہہ بات نہ مانی۔ یہ بات بھی دل لگتی ہے اور اس مخبر کی خبر صحیح معلوم ہوتی ہے جب یہ لوگ بعیت توبہ کو مثل بعیت خلافت بلکہ اسکا عین یا کل جانتے اور اسکو ایک شخص افضل العصر سے مخصوص سمجھتے اور بنا برعلیہ وہ ایک شخص کو افضل الدہر قرار دیکر مخصوص و مقرر کر چکے ہین تو پہر وہ دوسرے کے ہاتھ پر بعیت کو کسطرح تجویز کر سکتے ہین۔

یہہ انکے اقوال و افعال کا بیان و ثبوت ہے اب انکا اس اعتقاد و نفس الامر سے مخالف ہونا ثابت کیا جاتا ہے۔

اس اعتقاد سے تو ان اقوال و افعال کی مخالفت ظاہر ہی ہے کیونکہ ان لوگون کا اس بعیت توبہ کو مثل بعیت خلافت بلکہ اسکا عین یا کل اور خلافت کے اسکا ایک جزو ٹھہرانا اور اسکو بعیت خلافت کیطرح ایک ہی شخص افضل العصر سے (جو دوسرے کی بعیت سے ممنوع یا مستغنی ہو) مخصوص کرنا اور اوس کی ترغیب و ترویج کے لئے اسقدر اہتمام و تداعی کرنا اور اوسکی خصوصیات کا قران و احادیث سے ثبوت پیش کرنا صاف بتاتا ہے کہ یہ لوگ اس بعیت کو معمولی سنتون (مسواک اذان اقامت) سے بدرجہا بڑھ چڑھکر واجب العمل مدار احسان و عرفان بلکہ مبنا و نجات و ایمان جانتے ہین اور اوسکی خصوصیات کو دین سمجھ رہے ہین اور یہ باتین نفس الامر

اور حق کے بہی مخالف ہین کسی آیت یا حدیث یا اثر صحابی مین ان باتون کا اثر و ثبوت پایا نہین جاتا - اور جو کچہہ انکے ثبوت مین فریق مثبت نے اپنے رسالہ مین بیان کیا ہے - اسکی نسبت با مین یہہ تو نہین کہہ سکتا (اور بدگمانی نہین کرتا) کہ انہون نے عمدہ جہوٹ کہا ہے اور لوگون کو دہوکہ دیا ہے - ولیکن یہ یقیناً جانتا اور کہتا ہون کہ اسمین انہون نے خود دہوکہ کہایا ہے - جسکا سبب اقامت سلسلہ بیعت کی محبت اور کسیقدر علوم رسمیہ آلیہ (نحو ادب اصول وغیرہ) سے ناواقفیت ہی ہے -

بیعت توبہ کے شامل عین بیعت خلافت ہونے اور اسکے ایک افضل کے ساتہہ مخصوص ہونے پر جہان لوگون نے دلیل پیش کی ہے اور اسپر بڑا فخر اور حصول نورانیت کا دعوے کیا ہے اور اپنے خصم کو تو مین لم یجعل اللہ لہ نوراً فما لہ من نور کا مصداق بتایا وہ اس دعوے کی دلیل ہرگز نہین ہو سکتی حضرت عثمانؓ اور صدیق اکبرؓ کی بیعت خلافت پر ہوئی تہی وہ بیعت توبہ متنازعہ فیہا - ہرگز نہ تہی -

چونکہ حضرت عثمانؓ کی بیعت کو حضرت صدیق اکبر کی بیعت سے تشبیہہ دیگئی ہے اور اسکی نسبت پارہ حدیث تمسک فریق مثبت مین یہہ بات کہی گئی ہے کہ مین تجہہ سے صدیق اکبر و عمر فاروق کے طریق و سیرت پر بیعت کرتا ہون اسلئے مناسب ہے کہ پہلے حضرت ابوبکر صدیق کی بیعت کو ذکر کیا جاوے پہر حضرت عثمان کی بیعت کا بیان ہو ناظرین اہل انصاف کو خود معلوم ہو جائیگا کہ وہ بیعت خلافت ہی تہی بیعت توبہ کا بہی اسمین کوئی نام و نشان و اثر و سراغ پایا جاتا ہے -

پس واضح ہو کہ صحیح بخاری مین بصفحہ (۱۰۰۹) حضرت عمرؓ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلعم فوت ہوئے تو ہمارا یہہ حال تہا کہ انصار ہمارے مخالف ہو گئے

اور وہ سب گئے سب بنی ساعدہ کی نشستگاہ	کان من خبرنا حین توفی اللہ نبیہ صلی اللہ علیہ وسلم

ان الانصار خالفونا واجتمعوا
بأسرهم في سقيفة بني ساعدة وخالف
عنا علي والزبير ومن معهما واجتمع
المهاجرون الى ابي بكر فقلت لابي بكر
يا ابا بكر انطلق بنا الى اخواننا هؤلاء
من الانصار فانطلقنا نريدهم فلما
دنونا منهم لقينا منهم رجلان صالحان
فذكرا ما تمالا عليه القوم فقالا اين تريدون
يا معشر المهاجرين فقلنا نريد اخواننا هؤلاء
من الانصار فقالا لا عليكم الا تقربوهم اقضوا
امركم فقلت والله لنأتينهم فانطلقنا حتى
اتيناهم في سقيفة بني ساعدة فاذا رجل مزمل
بين ظهرانيهم فقلت من هذا قالوا هذا
سعد بن عبادة فقلت ما له قالوا يوعك
فلما جلسنا قليلا تشهد خطيبهم فاثنى على الله
بما هو اهله ثم قال اما بعد فنحن انصار الله
وكتيبة الاسلام وانتم معاشر المهاجرين رهط
وقد دفت دافة من قومكم فاذا هم يريدون
ان يختزلونا من اصلنا وان يحضنونا من الامر
فلما سكت اردت ان اتكلم وكنت قد
زورت مقالة اعجبتني اريد ان اقدمها

مین اکٹھی ہوئی اور حضرت علی و زبیر اور اونکے
ساتھ والے بھی ہمسے ہٹ رہے یا مخالف
ہوئے مہاجرین ابوبکر کے پاس جمع ہو کر آئے
مینے ابوبکر سے کہا کہ ہم اپنے بھائی انصار
کیطرف چلین جب ہم قریب پہنچے تو دو نیک
آدمی ہمکو ملے اور انصار کے اتفاق رائے
سے (ہمارے خلاف پر) خبر رسان ہوئے
پھر وہ بولے تم کہان جاتے ہو مینے کہا
اپنے بھائیون انصار کے پاس جاتے ہین وہ
بولے تمکو انکے پاس جانا مناسب نہین تم اپنا کام
کرو مین بولا بخدا ہم تو ضرور جاوینگے پھر ہم
چلکر نشست گاہ بنی ساعدہ مین پہنچ گئے جب
ہم تھوڑی دیر ٹھہرے تو ان مین ایک شخص تقریر
کرنیکو کھڑا ہوا اور بولا کہ ہم خدا کے انصار ہین
اور اسلام کا لشکر اور تم لوگ مہاجرین صرف
چند آدمی ہو جو اپنی قوم سے نکلکر یہان آبسے ہو
اب تم ہماری جڑھ کاٹنا اور ہمکو حکومت سے
خارج کرنا چاہتے ہو جب وہ چپ ہوا تو
مین کچھ کہنے لگا جو مینے سوچ رکھا تھا مین
اسکو ابوبکر کے آگے بیان کرنا چاہتا تھا کہ
ابوبکر نے مجھے روک دیا۔ اور خود جواب دیا

بین یدی ابی بکر وکنت اداری منہ
بعض الحد فلما اردت ان اتکلم قال ابوبکر
علی رسلک فکرھت ان اغضبہ فتکلم
ابوبکر فکان ھو احلم منی واوقر واللہ
ماترک من کلمۃ اعجبتنی فی تزویری
الا قال فی بدیھتہ مثلھا او افضل منھا
حتی سکت فقال ما ذکرتم فیکم من خیر فانتم
لہ اھل ولن یعرف ھذا الامر الا لھذا الحی
من قریش ھم اوسط العرب نسبا ودارا وقد
رضیت لکم احد ھذین الرجلین فبایعوا
ایھما شئتم فاخذ بیدی وبید ابی
عبیدۃ بن الجراح وھو جالس بیننا فلم اکرہ
مما قال غیرھا کان واللہ ان اقدم فتضرب
عنقی لا یقربنی ذلک من اثم احب الی
من ان اتامر علی قوم فیھم ابوبکر
اللھم الا ان تسول لی نفسی عند الموت
شیئا لا اجدہ الآن فقال قائل
من الانصار انا جذیلھا
المحکک وعذیقھا المرجب

شروع کیا بخدا جو کچھہ مینے سوچ رکھا تھا ابوبکر نے
اسکی مثل یا اس سے بہتر فی البدیہہ کہدیا -
آپنے فرمایا کہ جو تمنے اپنی بہتری بیان کی ہے
بیشک تم اسکے اہل یعنے لائق ہو مگر سرداری و امارت
تو بجز قریش کے کسیکا حق نہین ہے (یہان حضرت عائشہ
کی روایت مین جو بصفحہ (۵۱۸) بخاری مین مروی ہے یہ لفظ
بھی وارد ہے کہ امیر ہم (قریش) سے ہوا ور
وزیر تم (انصار) سے حضرت ابوبکر نے فرمایا
کہ مین پسند کرتا ہون کہ تم لوگ ان دونون
(میرا اور ابو عبیدۃ بن الجراح کا ہاتھ پکڑ کر کہا)
کی بیعت کرو انکی اس کلام سے بجز اس لفظ کے
(جسمین میری بیعت کا ذکر تھا) کوئی لفظ
مجھے برا معلوم نہین ہوا مجھے اپنا گنہگار نہوکر
مارا جانا اس سے پیارا و پسند تھا کہ مین اس
قوم کا سردار ہون جسمین ابوبکر ہو شاید مرنیکے
وقت میرا نفس مجھے اسکا خلاف پسند
کرادے انمین ایک شخص (حباب بن المنذر)
ابوبکر کے جواب مین پہلے ایک ایسا فقرہ
بولا جسکے لازمی* معنے یہہ ہین کہ مین تجربہ کار اور

*اصل لغوی معنے اسکے یہہ ہین وہ کہونٹا ہون جس سے اونٹ کہجلاتا ہے اور وہ شاخ خرما
جسکے گرد ٹہیک یا باڑ لگائی جاتی ہے -

منا ومنكم امير يا معشر قريش
فكثر اللغط وارتفعت الاصوات
حتى فرقت من الاختلاف
فقلت ابسط يدك يا ابا بكر فبسط يده
فبايعته وبايعه المهاجرون ثم
بايعته الانصار ونزونا
على سعد بن عبادة فقال
قائل منهم قتلتم سعد بن
عبادة فقلت قتل الله
سعد بن عبادة
(صحیح بخاری صفحہ ۱۰۰۹)

میری رائے باوقار ہے پہر بولا ایک امیر
تم مین ہوا اور ایک ہم مین سے پہر اسپر مجلس
مین غل ہوگیا اور آوازون کا شور مچا
حتے کہ مجھے خوف اختلاف پیدا ہوگیا
پس مینے ابوبکر سے کہا ہاتھ پہلاؤ مین تمہاری
بیعت کرتا ہون انہون نے ہاتھ پہلایا
مینے انکی بیعت کی پہر مہاجرین نے بیعت
کی انکے بعد انصار نے ہمنے اسمین سعد
عبادہ پر سقبت کی (کیونکہ وہ خود طالب
خلافت تھا) ایک شخص انمین سے بولا
بخدا تمنے سعد کو قتل کر دیا۔ مینے کہا خدا نے
اسکو قتل کیا۔

اسمین جو حضرت علی وغیرہ کے ہٹ رہنے کا ذکر ہوا ہے یہ صرف چھ مہینے تک (تا حیات حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا) تہا اسکے بعد حضرت علی مرتضیٰ رضؓ نے حضرت ابوبکر کو گہر مین بلایا اور اپنی شکایت کا اظہار کیا اور پہر بیعت کا وعدہ دیا اور دوسرے دن مجلس عام مین اسکا ایفا کیا (دیکھو صحیح بخاری صفحہ ۱۰۰۹ وغیرہ)

یہ بیعت صدیق اکبر ہے ناظرین اسکو (غور سے نہیں) سرسری نظر سے دیکھکر کہہین کہ یہ بیعت خلافت وامارت تہی یا کسی خاص گناہ سے یا عام گناہون سے توبہ کی بیعت تہی۔ اور جبکہ بیعت عثمانی اسی بیعت کے طریق پر ہوئی اور اسکی نسبت یہ بات کہی گئی۔ ابایعک علی سنۃ الخلیفتین تو پہر وہ بیعت خلافت ہوگی یا بیعت توبہ سمجھی جاویگی۔

اب حضرت عثمان رضؓ کی بیعت کو ذکر کیا جاتا ہے۔ صحیح بخاری مین صفحہ ۱۰۴۴

حضرت عمرؓ کے زخمی ہونے اور قریب وفات ہو جانیکا حال عمرو بن میمون سے نقل کر کے فرمایا ہے کہ لوگون نے آپ سے کہا آپ وصیت کرین کسیکو اپنا خلیفہ

فقالوا اوص یا امیر المومنین استخلف قال ما اجد احق بهذا الامر من هولاء النفر او الرهط الذین توفی رسول الله صلی الله علیه وسلم وهو عنهم راض فسمی علیا وعثمان والزبیر و طلحة وسعدًا وعبد الرحمن بن عوف وقال یشهدکم عبد الله بن عمر ولیس له من الامر شی کهیئة التعزیة له فان اصابت الامرة سعدا فهو ذاک والا فلیستعن به ایکم ما امر فانی لم اعزله من عجز ولا خیانة وقال اوصی الخلیفة من بعدی بالمهاجرین الاولین ان یعرف لهم حقهم ویحفظ لهم حرمتهم واوصیه بالانصار خیرا الذین تبوؤا الدار والایمان من قبلهم ان یقبل من محسنهم وان یعفی عن مسیئهم واوصیه باهل الامصار خیرا فانهم ردء الاسلام وجباة المال وغیظ العدو وان لا یوخذ منهم الا فضلهم عن رضاهم واوصیه بالاعراب خیرا فانهم اصل العرب ومادة الاسلام ان یوخذ من حواشی اموالهم ویرد علی فقرائهم واوصیه بذمة الله وذمة رسوله صلی الله علیه وسلم

جانشین مقرر کر جاوین اپنے فرمایا مین اس امر خلافت کا مستحق ان چھ شخصون سے (جنسے جناب رسول خدا صلعم راضی گئے ہین) زیادہ کسیکو نہین پاتا اور ان چھ کے یہ نام بتائے حضرت علیؓ حضرت عثمانؓ حضرت زبیرؓ حضرت طلحہؓ حضرت سعد بن ابی وقاصؓ حضرت عبد الرحمن بن عوفؓ پھر یہ فرمایا کہ یہ میرا بیٹا عبد اللہ بھی حاضر ہے پر اسکا اس خلافت مین کچھ حق نہین ہے یہ بات اپنے بیٹے کی تسلی کے لئے کہدی پھر فرمایا یہہ سرداری سعد کے لئے ہوئی تو وہ اسکے لائق ہے ورنہ جو کوئی امیر ہو وہ سعد سے اپنی امارت مین کچھ کام لے مینے اسکو (حکومت کوفہ سے) اسکی نالائقی یا خیانت کی سبب نہین ہٹایا تہا اور فرمایا مین اس خلیفہ کو جو میرے بعد ہو پہلے مہاجرین کی نسبت وصیت کرتا ہون کہ وہ انکا حق پہچانے اور انکی حرمت نگاہ رکہے اسی قسم کی اپنی اور وصیتین کین جب آپ فوت ہوئے اور مدفون ہو چکے تو وہ چہون اشخاص جمع ہوئے۔ عبد الرحمن بن عوف نے

(الفاروق حصہ دوم صفحہ)

ان یوفی لهم بعهدهم وان یقاتل من
وراءهم ولا یکلفوا الا طاقتهم فلما
قبض خرجنا فانطلقنا نمشی فسلم عبد الله
بن عمر قال یستاذن عمر بن الخطاب قالت
ادخلوه فادخل فوضع هنالک مع صاحبیه
فلما فرغ من دفنه اجتمع هولاء
الرهط فقال عبد الرحمن اجعلوا امرکم
الی ثلثة منکم قال الزبیر قد جعلت
امری الی علی فقال طلحة قد جعلت امری الی عثمان فقال سعد
قد جعلت امری الی عبد الرحمن بن عوف فقال له
عبد الرحمن ایکما تبرأ من هذا
الامر فنجعله الیه والله علیه
والاسلام لینظرن افضلهم فی نفسه
فاسکت الشیخان فقال عبد الرحمن
افتجعلونه الی والله علی ان لا
آلو عن افضلکم قالا نعم فاخذ بید
احدهما فقال لک قرابة من رسول
الله صلی الله علیه وسلم والقدم
فی الاسلام ما قد علمت فالله
علیک لئن امرتک لتعدلن ولئن امرت
عثمان لتسمعن ولتطیعن ثم خلا بالآخر

فرمایا کہ یہہ چھہ آدمی اپنا اختیار تین شخصونکی سپرد
کردین یعنی انکا ساختہ پرداختہ منظور کرلین
حضرت زبیر بولے کہ مین اپنا اختیار حضرت علی کے
سپرد کیا حضرت طلحہ بولے مینی اپنا اختیار حضرت
عثمان کو دیا حضرت سعد بولے مینی اپنا اختیار
عبد الرحمن بن عوف کو حوالہ کیا پہر عبد الرحمن
بن عوف نی فرمایا جو تم دونون سے اس کام (یعنی
خلافت) سے دست بردار ہوگا ہم یہہ کام (امیر
مقرر کرنا) اوسکی سپرد کرینگی اسپر خدا تعالی اور
اسلام ضامن یا گواہ ہی اس شخص کی ذاتی
بزرگی کو دیکہا جائیگا یعنی کسی قرابت وغیرہ خارجی
استحقاق کا لحاظ نہ کیا جائیگا یہہ سنکر حضرت عثمان
و حضرت علی خاموش ہو رہی پہر حضرت عبد الرحمن نی
فرمایا کہ تم دونون اس امر کا مجہی اختیار دیتی ہو؟
مین واللہ تم دونون سے جسکو افضل جانونگا اسکی
تقرری سے قصور نکرونگا وہ بولی ہان ہمنی تم کو
اختیار دیا پہر آپ نی حضرت علی مرتضی کا ہاتھ
پکڑا اور انسی کہا کہ جو آپ کو آنحضرت سے قرابت
اور اسلام مین قدامت حاصل ہی وہ مین
جانتا ہون تمسی خدا کی قسم یا اسکا عہد لیا جاتا ہی
کہ اگر مین تمکو امیر بناؤن تم عدل کروگی اور اگر

فقال له اشهد ذلک فلما اخذ الميثاق قال ارفع يدک يا عثمان فبايعه فبايع له علی و ولج اهل الدار فبايعوه

(بخاری ص ۵۲۵)

میں حضرت عثمان کو امیر بناؤں تو تم انکی اطاعت کروگے ایسا ہی حضرت عثمان کیطرف متوجہ ہوکر فرمایا پھر حضرت عثمان کو کہا آپ ہاتھ اٹھاویں اور انسے بیعت کی اور حضرت علی نے بھی بیعت کی پھر لوگ بھی مکان میں داخل ہوئے اور انہوں نے بیعت کی -

اسی واقعہ اور اسی آخری موقعہ کا حال صحیح بخاری میں مسور بن مخرمہ سے یوں منقول ہے

قال المسور طرقنی عبد الرحمن بعد هجع من الليل فضرب الباب حتی استيقظت فقال اراک نائما فوالله ما اكتحلت هذه الليلة بكثير نوم انطلق فادع الزبير و سعدا فدعوتهما له فشاورهما ثم دعانی فقال ادع لی عليا فدعوته فناجاه حتی ابهار الليل ثم قام علی من عنده و هو علی طمع و قد كان عبد الرحمن يخشی من علی شيئا ثم قال ادع لی عثمان فدعوته فناجاه حتی فرق بينهما المؤذن بالصبح فلما صلی الناس الصبح و اجتمع اولئک الرهط عند المنبر فارسل الی من كان حاضرا من المهاجرين و الانصار و ارسل الی امراء الاجناد و كانوا وافوا تلک

انہوں نے کہا عبدالرحمن بن عوف کچھ رات گئی میرے پاس آئے اور دروازے کو کھٹکایا میں جاگا تو بولے کہ تو سو رہا ہے - بخدا میں تین شب سے کم سویا ہوں جا زبیر و سعد کو بلا انکو میں بلا لایا تو انسے انہوں نے کچھ مشورہ کیا پھر کہا حضرت علی کو بلا میں انکو بلا لایا تو انسے اپنی خلوت میں باتیں کیں - یہانتک کہ آدھی رات گذر گئی - حضرت علی وہاں سے چلے گئے اور وہ حصول خلافت کے متوقع تھے اور حضرت عبدالرحمن بھی انسے کچھ ڈر رکھتے تھے - پھر فرمایا عثمان کو بلا ہے اونسے کانا پھوسی کرتے رہے یہانتک کہ نماز صبح کے موذن نے ان دونوں کو جدا کیا - جب صبح کی نماز ہو چکی اور لوگ جمع ہو گئے تو حضرت عبدالرحمن بن عوف نے خطبہ پڑھا پھر فرمایا اے علی میں نے لوگوں کو حال دیکھا وہ

الجماعۃ مع عمر فلما اجتمعوا تشہد
عبد الرحمن ثم قال اما بعد یا علی انی
قد نظرت فی امر الناس فلم ارہم
یعدلون بعثمان فلا تجعلن علے نفسک
سبیلا فقال ابایعک علی سنۃ اللہ و
رسولہ والخلیفتین من بعدہ فبایعہ (ای لعثمان)
عبد الرحمن وبایعہ الناس المہاجرون والانصار
وامراء الاجناد والمسلمون (بخاری صفحہ ۱۰۷۰)

حضرت عثمان کے برابر کسیکو نہین سمجہتے (اپنے
اس خلافت کے استحقاق مین) پس آپ بہی
عثمان کے امیر مقرر کرنیسے برا نہ مناوین پہر عثمان سے
کہا مین تجہسے خدا تعالی کے حکم کے موافق اور آنحضرت اور انکے بعد
دونون خلیفونکے طریق پر بیعت کرتا ہون یعنے جیسے انکی
بیعت ہوئی تہی ویسی ہی اور اس طریق پر
مین تیری بیعت کرتا ہون پہر مہاجرین انصار
اور تمام مسلمانون اور لشکر کے سردارن نے بیعت کی

اس قصہ بیعت عثمانی مین بہی اول سے آخر تک اسی خلافت و امارت کا
جہگڑا ہے اور بجز خلافت کسی عمل تقوی یا کسی معصیت سے توبہ کا اسمین ذکر و اثر
و نام و نشان نہین ہے جسکو اصل محل انعقاد بیعت ٹہرایا جاوے اور بیعت خلافت کو
اسمین داخل یا اسکا جزو قرار دیا جاوے جیسا کہ فریق مثبت نے بڑے زور وشور
سے دعوی کیا ہے۔

اس دعوی مین ان لوگون نے سخت غلطی کہائی ہے اور یہ بات سمجہی ہے
کہ لفظ علی سنۃ اللہ و رسولہ اسحدیث مین ابایع کے متعلق ہے جیسا
آیۃ یبایعنک علی ان لا یشرکن باللہ یبایعن کے متعلق ہے اور سنت اللہ
و سنت رسولہ و سنت الخلفاء سے جملہ احکام و شرائع اسلام (نماز روزہ
ادا کرنا اچہی قوم پڑہنا زنا و شراب سے بچنا وغیرہ وغیرہ) مراد جنہین
خلافت کا نام بہی داخل ہے۔ حالانکہ اسحدیث مین لفظ علی سنت اللہ و
سنت رسول اللہ الخ ابایعک کا متعلق اور اسکا صلہ نہین ہے۔ اسکا صلہ و متعلق
علی الخلافۃ او علی الامارۃ ہے اور یہ لفظ علی سنت رسول اللہ الخ اسکا محذوف کے

متعلق ہوکر اس متعلق محذوف کی صفت یا حال ہے۔ تقدیر عبارت یون ہو ابایعک علی الخلافۃ علی سنت اللہ وسنت رسولہ الخ جسکے معنے یہہ ہین کہ مین آپکی خلافت پر بیعت کرتا ہون جو خدا کے حکم اور آنحضرت اور اون کے خلفار کے طریق کے موافق ہے۔

اس حذف و تقدیر پر اگر وہ ہمسے کوئی **قرینہ یا دلیل** پوچھین تو اس سے بڑھکر کیا قرینہ و دلیل بکار ہے کہ اس بعت مین اور بیعت صدیقی مین اول سے آخر تک اسی خلافت و امارت کا جھگڑا ہے اسیکا انصار کو دعوے تھا اور اسی کی نسبت اُنہون نے یہ کہا تھا منّا امیر و منکم امیر اسی کی خصوصیت کا قریش سے صدیق اکبر کو دعوے اور انصار کے لئے اسکی تجویز سے انکار تھا۔ اسی سے حضرت علی مرتضیٰ چھ مہینہ تک مختلف رہی۔ اسیکی جناب ممدوح حضرت عثمانؓ کے وقت طالب تہے۔ اسی کے سعد بن ابی وقاص وغیرہ عثمانؓ کے لئے عبدالرحمن بن عوف کے پاس سفارشی ہوئے اسی سے سعد بن عبادۃ ناراض وخفیف ہوگئے آخر صدیق اکبرؓ و عثمانؓ کے لئے اسکی تسلیم پر اتفاق ہوا پہر اسکے سوا اور لفظ ابایع کا متعلق اور بیعت و اقرار کا اصل محل اس حدیث مین اور کونسا عمل دیا امر ہوسکتا ہے کیا وہان عمل کتاب وسنت یا عمل شرایع اسلام نماز روزہ ادا کرنے اور حج یا قیوم پڑھنے یا شراب و زنا سے بچنے مین کوئی جھگڑا تھا؟ کیا صدیق اکبرؓ یا عثمانؓ کو سنکرون سے اسی عمل و اتباع کے اقبال کرانیکا مطالبہ تہا کیا۔ حضرت علی یا انصار کو اسی کی تسلیم سے ایک مدت تک انکار رہا تھا جسکا آخر صدیق اکبرؓ و حضرت عثمانؓ کے ہاتھ پر انہون نے اقرار کیا۔

جس شخص کو حدیث و عربیت و نحو کی خوشبو نہ لگی ہو اس سے یہی پوچھو کہ وہ یہہ امر کیا تجویز کریگا اور اس حدیث مین علی سنت اللہ و سنت رسولہ کو متعلق او صفت

ابا ییک کا نہ کہیگا اور نہ تمام شرایع اسلام کے تسلیم کو اصل محل عقد (معقود) بیعت
قرار دیگا **فریق مثبت** سے تعجب ہے کہ اس **ڈبل اور فاحش غلطی**
پر وہ فخر اور ناز کرتے ہین اور حصول روشنی کے مدعی ہین ۔ اور اپنے خصم و
مقابل (نافی) کو خدا کی طرف سے خالی از نور بتاتے اور آیۃ ومن لم یجعل اللہ لہ نورا
فما لہ من نور کا مصداق بتاتے ہین ۔

ایسے طعن اور تشنیعات انکے رسالہ مین انکے مقابل کی نسبت اور بہت ہین جو
ہمکو اور ہر منصف ثالث کو بہت ناگوار معلوم ہوتے ہین ایسی باتین اگر فریق نافی
(جو انکے زعم مین نور سے خالی ہے) کرتا تو چندان محل تعجب نہوتا صوفیون
اور نورانیون سے ایسے کلمات فاخرانہ کا صدور سخت تعجب کا محل ہے
ہم ثالث ہین ۔ نہ یقین خصوصاً فریق نافی سے کوئی خاص نسبت و
تعلق موافقت یا مخالفت نہین رکہتے ۔ اسلئے ہم ایسی باتون کو نہ صرف
آج کسی خاص سبب سے بلکہ پہلے دن سے (جبکہ وہ رسالہ فریق
نافی کے جواب مین تیار ہوا اور ہمکو کسی جگہ سے بتمام لعدنہ سنا یا گیا تھا) برا سمجہتے
ہین اور نصیحۃً و حسبۃً فریق مثبت کی ان باتون پر نکتہ چینی کرتے ہین وہ یا
انکے مقلد اسکو دوستی سمجہین خواہ دشمنی خیال کرین ۔

اس **بحث و بیان** سے امید ہے کہ ہر دانا کو (بشرطیکہ وہ فریق
مثبت کا طرفدار یا مقلد نہو) معلوم ہوگا کہ فریق مثبت کی دلیل سے بیعت
صدیقی و عثمانی کا عین بیعت توبہ ہونا ثابت نہین ہوتا ۔ رہا بیعت توبہ کا
مثل بیعت خلافت ہونا اور ایک شخص افضل سے مخصوص ہونا سو یہی اس
دلیل سے ثابت نہین ہوتا ۔ **بیشک** صحابہ کرام نے حضرت ابوبکر صدیق
اور حضرت عثمان رض کو اپنے اپنے وقت کے لوگون سے افضل انتقا می و

خلافت مین افضل سمجھکر انکو بیعت خلافت کے لئے مخصوص کیا مگر یہ ثابت و متحقق ہو چکا ہے کہ اس بیعت مین بیعت توبہ کا کوئی دخل و تعلق و اثر و نام و نشان نہین پایا جاتا اور اگر بیعت توبہ کو بیعت خلافت پر قیاس کیا جاتا ہے اور پیر جی کو امام و خلیفہ وقت کی نظیر سمجھا جاتا ہے تو اولاً یہ امر مسلک فریق مثبت کے مخالف ہے وہ قیاس کو کب مانتے ہین کہ یہان قیاس کر سکین ثانیاً یہ قیاس قیاس مع الفارق ہے بیعت توبہ اور بیعت خلافت اور پیر جی اور خلیفہ و امام وقت مین بہت سے وجوہ فارق موجود ہین۔

(۱) بیعت خلافت مین امام کا قریش سے ہونا شرط ہے حدیث مین صاف آچکا ہے کہ امام (خلیفہ وقت) قریش سے ہو الائمة من قریش (صحیحین بالمعنی) جسکی دستاویز سے حضرت ابوبکرؓ نے انصار کے اس قول کو ایک امیر ہمسے ہو ایک تمسے رد کیا تھا چنانچہ بصفحہ (۸۰) گذرا بخلاف بیعت توبہ کہ اسمین پیر جی کا قریش سے ہونا شرط نہین بلکہ اگرچہ لاھہ دھنیا تیلی و دیندار و پرہیزگار ہو تو اُسکے ہاتھ پر بھی بیعت جائز ہے۔

ہماری اس بات سے خاندانی پیر تو (یقین ہے) برا مناوینگے اور اسکو اپنی توہین و طعن خیال کرینگے (جسکا ہمارے نیت و کلام مین دخل و شائبہ بھی نہین) مگر فریق مثبت جنسے ہمارا خطاب ہے تو خدا کے لئے انصاف کرین اور ہمکو حلفاً بتاوین کہ کیا وہ دیندار پرہیزگار جولاہے تیلی کے ہاتھ پر بیعت توبہ کو جائز نہین رکھتے اگر جائز رکھتے ہین تو پھر بیعت توبہ کو مثل بیعت خلافت کس منھہ سے اور کس معنے سے کہتے ہین۔؟

(۲) بیعت خلافت تو (بشرطیکہ امام* موجود ہو) فرض بلکہ جزو ایمان ہی جسکے شان مین صاف آچکا ہے کہ جسکی گردن مین امام کی بیعت نہو وہ کافر کی موت مرتا ہے چنانچہ بصفحہ (۱۷) منقول ہوچکا ہے اور بیعت توبہ کو تو یہ لوگ *بظاہر صرف سنت بتاتے ہین اور قرآن وحدیث مین بھی ہم اسکے وجوب یا شرط ایمان ہونے پر کوئی دلیل نہین پاتے۔

ہمنے سُنا ہے کہ اطراف پنڈی وملتان وغیرہ جات کے معتقد پیری و مریدی اسی حدیث کو بیعت توبہ کی دلیل ٹہراتے ہین اور اسیکی دستاویز سے فرماتے ہین کہ جو کسی کا مرید نہین وہ کفار کی موت مرتا ہے۔ یا وہ شیطان کا مرید ہے چنانچہ صفحہ (۵ نمبر۲) مین الکافول منقول ہوچکا ہے مگر اس اعتقاد وقول کے ساتھ پہر انکا جولاہون اور تیلیون کے ہاتھ بیعت کرنا محل تعجب ہے۔ اس امام کے لئے تو قریش سے ہونا ضروری ہے چنانچہ فارق اول کے بیان گذرا۔ اور پہر انکا ایک وقت مین کئی پیرون اور کئی خاندانون کو بیعت لینے کے لئے قرنا بعد قرن اور بطنا بعد بطن اجازت دینا اور سب کو پیر و امام برحق سمجہنا زیادہ تر تعجب کا محل ہے کیونکہ ایک امام کے ہوتے دوسرے امام کی تو بیعت کرنی جائز نہین بلکہ موجب قتل ہی چنانچہ فارق سوم مین اسکا بیان آئیگا۔

(۳) خلیفہ وقت کا روئے زمین کے لئے ایک ہونا ضروری ہے اور جب ایک خلیفہ کی بیعت خلافت ہوجاوے تو پہر اسکے بعد کسی مسلمان کو کسی دوسرے کی

* شرط موجودگی اسلئے لگائی گئی ہے کہ بحالت عدم موجودگی امام کوئی ترک بیعت خلافت سے گناہگار نہین ہوتا اسمین ہم ایک مستقل فتوے لکہہ چکے ہین جو عنقریب ضمیمہ رسالہ ہوگا۔ وہ حضرات شیعہ کے جواب مین ہے جو سنیون کو اس فرض کا تارک بتاتے ہین۔

* بظاہر اسلئے کہا گیا ہے۔ کہ ان کے اقوال ہمنے بحث مین نہی لیے۔ اسکے وجوب یا جزو ایمان سمجہنے والا [illegible]

بیعت جائز نہین ہے اور اگر کوئی دوسرے امام کی بیعت کرے تو وہ باغی ہوتا ہے اور حدیث صحیح مین اسکے قتل کا حکم آچکا ہے - اور یہہ امر

اذا بویع لخلیفتان فاقتلوا الآخر منہما
(صحیح مسلم صفحہ ۱۲۸)

مشائخ مین آجتک کسی مسلمان نے تجویز نہین کیا سلفاً وخلفاً ایک ہی وقت مین ایک ہی ملک مین متعدد مشائخ طریقت ہوئے اور بلا انکار لوگ ان سب کی (کوئی کیسکی کوئی کیسکی) ہاتھہ پر بیعت توبہ کرتے چلے آتے ہین اور اطلاق نصوص کتاب وسنت (جنمین بیعت توبہ کا ذکر ہے) بہی اس امر کا مجوز ہے کہ جس شخص صالح اور جتنے صالحین کے ہاتھہ پر جتنے وقت کوئی چاہے توبہ کرے صبح کو احمد کے ہاتھہ پر شام کو محمود کے - وعلی ہذا القیاس -

اور غالباً فریق مثبت کا بہی یہ دعوی تو نہوگا (گو انہون نے بن سمجہے بے سوچے افضل العصر کا بول دیا ہے) کہ تمام جہان اور روئے زمین کیلئے ایک ہی پیر کا مخصوص ہونا ضرور ہے اسکے سوائے دوسرے کے ہاتھہ پر کوئی بیعت کرے تو وہ واجب القتل ہے اگر ہمارا یہہ نیک گمان انکی نسبت صحیح ہے اور انکا یہہ اعتقاد (جو بیان ہوا ہے) نہین ہے تو پہر وہ کس معنے کر اور کس منہہ سے کہتے ہین کہ بیعت توبہ مثل بیعت خلافت ایک شخص افضل العصر سے مخصوص ہے اور اگر انکا یہی اعتقاد ہے جو ظاہر الفاظ سے مترشح ہوتا ہے تو مین نہین سمجہتا کہ سلف سے خلف تک بجز (آج کل کے عوام اور رسمی دوکانداروں کے) کوئی مسلمان اس اعتقاد مین انکا شریک ہو اور اس اعتقاد کے ساتھہ انکو اہل سنت واہل استقامت کہنا جائز ہو۔

میرے بہائی (جو موحدین ومتبعین سنت کہلاتے ہین) آئہ مخالف غلو کو (جس مین

یا اہل الکتاب لا تغلوا فی دینکم ولا تقولوا علی اللہ الا الحق (النساء ع ۲۳)	ارشاد ہوا کہ دین مین زیادتی نکرو اور

م خدا پر بجز حق کچھہ نہ کہو) - غور سے پڑہین اور خدا سے ڈرین - ایک ایسی کام کو جسکو ادنے مسلمان پرہیزگار کر سکتا ہے وہ کام نہ بناوین جو رسالت اور نیابت رسالت اور ولایت کبری اور امامت عظمی سے مخصوص ہے اور اسکو دنیا بہر مین بجز ایک نائب الرسالت کوئی کر نہین سکتا - باقی آئندہ

صفحہ ۹ سے لایق ملاحظہ ناظرین اخبار کوہ نور نمبر ۲۴ جلد ۳۳ مطبوعہ ۲ جون ۱۸۸۳ء

اشاعۃ السنۃ النبویۃ

علی صاحبہا الصلوٰۃ والتحیۃ

نمبر چہارم جلد ششم

معہ

ضمیمہ متضمن مسائل مذہب محدثین اہل السنۃ

بابت ماہ جمادی الثانیہ سنہ ۱۳۰۰ھ مطابق ماہ اپریل ۱۸۸۳ء

شرح قیمت وغیرہ امور متعلقہ رسالہ

درجہ جات و مراتب قیمت: درجہ	مرتبہ	تفصیل خریداران بشرح مراتب	قیمت سالانہ: بابت رسالہ	بابت ضمیمہ
۱	اخص قیمت	اسلامی ریاستون کے نواب اور رئیس	للعہ	لے
۲	خاص قیمت	گورنمنٹ انگریزی و معزز عہدہ داران گورنمنٹ و عامہ اغنیاء ولا ییریری سوسایٹی ا	عہ	سے
۳	عام قیمت	متوسط اہل وسط	ہے	عصہ ۸
۴	رعایتی قیمت	کم وسط جو دس بیس روپیہ ماہوار سے زیادہ آمدنی نرکہین اور سالانہ پیشگی داخل کرین	سے	۱۲
۵	لاثانی قیمت	بیوسعت جو دس روپیہ ماہوار بہی کی آمدنی نرکہین مگر علمیت رکہین اور اشاعت کرین	ثواب آخرت	دعاخیر

(۲) ضمیمہ سالانہ سے علیحدہ نہ ملیگا (۳) خط وکتابت وارسال زر یکم جولائی ۱۸۸۳ء سے تا اطلاع ثانی پورے پورے عنوان ونشان مندرجہ حاشیہ سے ہونا چاہئے اور ارسال زر بذریعہ منی آرڈر یا ہنڈوی کے کسی صورت ہو ورنہ مہتمم ذمہ دار نہوگا

دفعہ دوم

اعلان عام

بعض خریداران اشاعۃ السنۃ سے بعض لوگ ہماری دوستی و رشتہ جتا کر قیمت اشاعۃ السنۃ وصول کر لیتے ہین اور وہ ہمکو نہین پہنچاتے اسلئے ہم عام اعلان دیتے ہین کہ کسیکو (ہمارا بہائی کیون نہ کہلاوے ہمارا رشتہ یا نام ہو) کوئی ہمارا روپیہ نہ دے براہ راست ہم کو پہنچا دے۔ جو اسکا خلاف کریگا وہ اپنے روپیہ کا خود ذمہ دار ہوگا ہمنے سنا ہے کہ بعض لوگ ہماری طرف سے جعلی خط لوگون کو دکہا کر ہمارے احباب خریداران سالانہ سے روپیہ وصول کرتے ہین انکی اطلاع و اعلام کیلئے یہ اعلان بارہ جاری ہوا

راقم ابو سعید محمد حسین از لاہور محلہ چینیانوالی

مطبع مصطفائی لاہور

اشتہار

ہم کو تین استادون کی ضرورت ہی - ایک معلم فارسی و حساب وغیرہ کی جو کم سی کم مڈل کی جماعت کو بخوبی پڑہا سکے اور سرکاری مدارس مین اس جماعت کو پڑہا چکا ہو یا نارمل سکول یا ٹرینینگ کالج کی سند امتحان رکہتا ہو -

اسکو تنخواہ بالفعل دس روپیہ ماہوار ملیگی اور اگر کسیقدر (اوسط و کہنہ یومیہ) اشاعۃ السنہ کی نقل مسودہ وغیرہ کاموں مین مدد دیگا تو اوسکی عوض مین پانچ روپیہ علاوہ ملینگے

دو استاد کتب درسیہ عربیہ معقول و منقول کی جو شرح ملا و قطبی سے اوپر کتابین پڑہا چکے ہون یا پڑہا سکین ان دونو صاحبون کو بالفعل بیس بیس روپیہ ماہوار نقد معہ کہانے کے ملینگے - اور اگر کہانا اپنا کہاوین تو پچیس پچیس روپیہ نقد - انمین سے ایک صاحب ہندوستان مین صوبہ بہار کے قریب کام دینگے - دوسرے پنجاب مین لہذا مناسب یہ ہے کہ ہندوستان مین کام دینے کے لئے کوئی صاحب ہندوستانی صوبہ بہار یا ممالک مغرب و شمال کے باشندہ ہون - اور پنجاب کے لئے ہندوستانی خواہ پنجابی کوئی صاحب ہون -

جو صاحب درخواست کرین وہ اپنی اسناد امتحان یا کارگذاری کی نقول بہی درخواست کے ساتھ بہیجین - اور پہلی صاحب (معلم فارسی) اگر اشاعۃ السنہ کے کام مین مدد دینا چاہین تو اپنی خوشخطی بہی دکہاوین -

مژدہ

شائقین دین کو مژدہ ہو کہ انہون نے ایک کتاب ہدایت نصاب بستان العارفین فقیہ ابی اللیث سمرقندی مترجم ہو کر دہلی مطبع فاروقی مین زیر اہتمام میر محمد معظم صاحب

مالک مطبع طبع ہو رہی اسکا طبع و ترجمہ عالی ہمتی و دریا دلی جناب مستغنی عن الالقاب نواب محمد عنایت خان صاحب بہادر رئیس بالیر کوٹلہ پنجاب سے ہوا ہے۔ جنکی ہمت قلب و توجہ خاطر قدیم سے اشاعت علم کیطرف متوجہ رہی ہے و تالیف کرنے اور اوروں سے تصنیف کرانے کا آپ کو نہایت شوق ہے۔ چنانچہ ناظرین اخبار پر انکی یہ حالت مخفی نہیں ہے۔ ایکدفعہ مجھے انکی مجلس مین شریک ہونے کا اتفاق ہوا۔ اپنے انکی مجلس مین (جب تک رہا) مسائل علمیہ کا ذکر و استفسار اور باتون کی نسبت زیادہ پایا۔ یہ امر امرا اہل دول سے نہایت مستغرب و مغتنم ہے خدا تعالے انکے خیالین برکت دے اور اس شوق کو روز افزون کرے۔ اس کتاب کے شائقین کو چاہیے کہ جناب ممدوح کے حقمین عروج و ترقی دینی و دنیاوی کے لئے دعا کرین۔ اور اس کتاب کی قیمت کا تصفیہ میر معظم مہتمم مطبع سے کرین۔ یا ہم پرچہ آئندہ مین اگر وہ کتاب تمام ہوگئی اس سے اطلاع کرینگے۔

نواب صاحب بھوپال اور انکی بابرکت تالیفات

اس نامور و ہردلعزیز جامع ریاست دینی و دنیوی نے دین اسلام کے فروع و اصول مین بزبان عربی و فارسی و ہندی اسقدر تصنیفات کی کہ اداق مسائل دین جنپر خواص علما بہی کم مطلع تھے۔ اب اکثر عوام و اوساط الناس جاننے لگ گئے ہیں ہندوستان و پنجاب بلکہ عرب مین کوئی ایسی جگہہ نہوگی یا کم ہوگی۔ جہان کوئی اہل علم ہو یا علم کا ذکر و اشہ ہو اور جناب ممدوح کی کوئی تصنیف وہان نہو۔ اسی نظر سے بعض علما وقت نے انکو اس صدی کا مجدد قرار دیا ہے اور انکے حقمین یہ کہا ہے۔

مجدد العلم فی ہذا الاوان فقد   دعی انقد الناس من بلع و شرک

اسوقت مین علم کا مجدد ہے۔ جسنے لوگون کو بدعت و شرک سے چھوڑایا

مشتہر العلم فی بدو و فی حضر — منفصل لدم الفجار نسفاک

جنگلون اور بستیون مین علم پہیلانے والے فاسقونکا تیر قلم سے خون بہانے والے

مفسر الذکر بالقول المبین فقد — علا به فوق اعلام سماوی ملائک

قرآنکا واضح بیان سے تفسیر کنندہ جسکے سبب وہ بڑے بلند رتبہ والون پر فوقیت لیگیا

ابدی لنا فی تالیفه عظیمات — مقالات منها کل افاک

اپنے ہم کو اپنی تصانیف مین ظاہر باہر مین ایسی باتین کہول دین جنسے ہر جہوٹ بولنیوالا زمین پر

مگر افسوس صد افسوس بعض اشخاص جنکو دین کیطرف توجہ نہین یا یون کہو کہ کم ہے اور کتب و مسایل سے مطلق آشنائی نہین - یا یون کہو کہ نہایت ہی کم ہے - جناب ممدوح کی تصانیف کی قدر نہین کرتے اور وقتاً فوقتاً اپنے بیجا نکتہ چینیان کرتے رہتے ہین اندنون ایک کتاب موسوم بہ "اسلام و مسلمانان" کسی صاحب مولوی محمد حسین اغلب موہانی نامی سابق اناجی ایڈیٹر اودہ اخبار نے تالیف کی ہے جسمین انہون نے مسلمانون کے اسباب ترقی و تنزل کی بالبسط طور پر تفصیل کی ہے کہ اسکے اکثر مطالب جو بذریعہ اسکے ریویو ۳۲ صفحہ ہماری نظر سے گذرے ہین - ہمارا بھی صاد ہے -

اس کتاب مین انہون نے نواب صاحب ممدوح کی تالیفات کا بھی ذکر کیا ہے اور گویا اون تالیفات کو اسباب تنزل حالت اہل اسلام کے اسباب سے شمار کیا ہے اور اون کی اور اونکے مولف کی نسبت یہہ چند نا ملایم الفاظ تحریر کئے ہین کہ - "ایک اسلام کا عالم غت ربود اور اخبار بے سود تصنیفات کا مصنف ہو کر مذہبی مباحثہ* (موحدون اور حنفیون مین) اوقات ضایع کرتے اور فضول روپیہ صرف کرتے ہین" -

یہہ اسکے الفاظ اس کتاب کے ریویو منقولہ جو اخبار کوہ نور نمبر ۴۴ جلدہ ۳۴ مطبوعہ ۲ جون سنہ ۱۸۸۳ع

* یہہ الفاظ جو بریکٹ و خطوط وحدانی مین ہین غالباً محرر ریویو کی طرف سے بطور تفسیر لکھے گئے ہین - اور اگر یہہ مولف کتاب کے الفاظ ہین تو کمال تعجب ہے مورخ ہین نواب صاحب کی تصانیف مدت العمر مین کوئی کتاب بامسئلہ ایسا نہو جسکے حنفیہ و موحدین کے مباحثہ سے خاص تعلق ہو [illegible]

ہمنے نقل کیے ہین اصل کتاب کو ہمنے نہین دیکھا خدا جانے اسمین کیا کیا تہا۔ تاہم ہم بتادینا ضروری سمجھتے ہین کہ جناب ممدوح اور اونکی تصانیف کی نسبت مولف کتاب سے سرزد ہوئی ہین یہہ الفاظ کتاب مذکور جو اس ریویو مین منقول ہین سراسر غلط و محض خلاف واقع ہین۔ اور صاف بیقین دلاتے ہین کہ جس شخص کی قلم سے یہہ الفاظ نکلے ہین اُسنے نواب صاحب کی مصنفات کو خواب مین بہی نہین دیکہا۔

اُن تصانیف پر بدگمان کرنا - کہ وہ مذہبی مباحثہ حنفیہ و موحدین پر مشتمل ہین صریح خلاف واقع ہے۔ نواب صاحب کی کسی کتاب مین حنفی و شافعی یا وہابی و بدعتی یا شیعہ و سُنی کا مباحثہ پایا نہین جاتا۔ کوئی ہم کو انکی کسی کتاب مین اس قسم کا ایک مباحثہ دکہا دے تو ہم سے ہماری قدرت کے موافق جو انعام چاہے پاوے۔ کوئی مرد میدان ہے تو آوے۔

نواب صاحب کی کتاب تو درکنار اس قسم کے مباحثے انکی زیر حکومت ریاست مین ہونے نہین پانے کبہی سنے ہونگے۔ سنا ہوگا کہ جیسے دہلی مراد آباد و بریلی لکہنو بنارس لاہور امرتسر وزیرآباد۔ سیالکوٹ۔ فریدکوٹ وغیرہ بلاد پنجاب و ہندوستان مین مذہبی مباحثے حنفیہ و اہلحدیث و سُنی و شیعہ و وہابی و بدعتی کے ہوے ہین ویسا مباحثہ کبہی شہر یا ریاست بہوپال مین ہوا ہو یا اُس مضمون کا کوئی رسالہ نواب صاحب یا ریاست بہر مین کسی اور کیطرف سے نکلا ہو۔

ہان اوایل عمر مین اور زمانہ طالب العلمی کے قریب نواب صاحب نے ایک رسالہ مولود مروج کے مقابلہ مین لکہا تہا جسکا نام کلمتہ الحق الصریح فی رد المولد القبیح انہون نے رکہا تہا مگر اسوقت نواب صاحب کو یہہ کمال علمی و حکمت عملی حاصل نہ تہا۔ اسوقت انکا خیال و حال و قال اس طرز مخاصمانہ سے ایسا مخالف ہوگیا ہے کہ اس مخاصمانہ رسالہ کو انہون نے اپنی تصنیفات کے عداد سے نکال دیا۔ اور اپنی مصنفات کی فہرست سے خارج کر دیا ہے اس سے زیادہ واضح و روشن دلیل باہمی مناظرات سے نفرت و

دیکہو انکی فہرست مولفات جو کتاب منہج الوصول کے ساتہہ ملحق ہے۔ ۱۲

کراہت پر کوئی دلیل دکہا سکتا ہے جو نواب صاحب نے قایم کرد کہائی ہے۔

اس حالت مین نواب صاحب یا اُنکی تصنیفات کو مذہبی مباحثات حنفیہ واہلحدیث کی طرف منسوب کرنا خلاف واقع نہین تو کیا ہے؟

اور ان تصانیف کی نسبت یہ کہنا کہ وہ انبار بے سود ہے یعنی اسکو مسلمانون کی قومی ترقی مین کچھہ دخل نہین ہے سراسر ناواقفی اور کم فہمی پر مبنی ہے۔ یہ بات بجز اس شخص کے جو مذہب کو قومیت کا جزء نہ سمجھتا ہو کوئی نہین کہہ سکتا اور ایسا سمجھنے والا نہ صرف اپنی ناواقفی ولاعلمی معنے قومیت سے ظاہر کرتا ہے بلکہ وہ اسبات کا بہی اظہار کرتا ہے کہ اسکو قومیت سے تعلق نہین ہے گو وہ قومی ترقی کا زبان سے خواہان ہو۔

جو قومی ترقی کے سچے اور دل سے خواہان ہین وہ خوب جانتے ہین کہ قومیت (نیشنلٹی) کو مذہب اور معاشرت دونو جز سے ایسا تعلق ہے کہ اون مین ایک جز و بھی فوت ہو تو پھر وہان اطلاق لفظ قومیت کا محال ہو خواہ ان دونو جز کو کوئی اپسمین ایک سمجھے یا لازم وملزوم خیال کرے چنانچہ پرانی مسلمانونکا خیال ہے اور وہ اشاعۃ السنۃ جلد دوم وسوم وچہارم کے متعدد پرچون مین مفصل ومدلل بیان ہو چکا ہے۔ خواہ ایک کو دوسرے سے علیحدہ سمجھے جیساکہ نیو فیشن کے مہذب مسلمانون کا خیال ہے اور وہ تہذیب الاخلاق کے پرچہ ۱۵ جمادی الثانیہ ۱۲۹۶ھ مین بیان ہوا ہے۔

ان دونو باہم مختلف خیالون کی اتفاقی شہادت سے قومی ترقی کا اطلاق اس ترقی دنیاوی پر ہو سکتا ہے اور ہونا چاہیے جسمین دنیاوی ترقی کے ساتھہ مذہبی ترقی بہی ہوئی ہو اور کم سے کم یہ کہ مذہب مین تنزل اور نقصان تو نہوا ہو۔ دیکھو اگر کوئی ہندو قوم یا شخص مسلمان ہو کر دنیاوی ترقی کرے بیرسٹرایٹ لا ہو جاوے یا ہائی کورٹ کا جج بن جاوے تو اسکو کوئی عاقل یہہ نہین کہہ سکتا کہ اسنے قومی ترقی کی ہر کوئی

اسکو یہی کہیگا کہ اسنے اپنی قومیت سے خارج ہوکر دوسری قوم کو ترقی دی اگر ایسا ہی اگر کوئی عیسائی (قوم یا شخص) مسلمان ہوکر یا مسلمان (قوم یا شخص) عیسائی بن کر دنیاوی ترقی کرے تو اسکو کوئی عاقل نہ کہیگا کہ اسنے قومی ترقی کی ہر کوئی یہی کہیگا کہ اسنے اپنی قومیت کو نقصان و تنزل پہنچا کر غیر قوم کو ترقی دے ہمارے اس روشن دلیل کو کوئی نہ سمجھے تو سمجھ بوجھکر نہ مانے تو اسوقت کے نئے فیشن کے ترقی خواہان (جنکی قومی ترقی ہوا ہی اسوقت اکثر لوگ مانتے ہین) کی اس پر شہادت سن لے۔

آنریبل سید احمد خان بہادر سی آیس آئی نے بھی ہمارے بیان کے قریب قریب ہی کہا ہے اور پرچہ تہذیب الاخلاق ماہ جمادی الاولے ۱۲۹۶ھ مین اپنے ناصح مشفق یا معترض کے اس سوال کہ اگر آپ کو ترقی قومی کا دعوے تھا تو آپنے اون مذہبی مسایل کو جنکو ترقی قومی مین کچھہ دخل نہین (جیسے جن و ملایکہ یا آسمانون کا وجود) کیون چھیڑا صرف اشاعت مضامین ترقی تجارت حرفت و صناعت پر اکتفا کیا ہوتا کے جواب مین فرمایا ہے کہ قومی ترقی تب ہی ممکن و متصور ہے جبکہ ترقی معاشرت کے ساتھہ مذہب بہی باقی رہے ورنہ بصورت نقصان و تنزل مذہب ترقی معاشرت کو ترقی قومی نہین کہا جاسکتا۔ اور اون مسایل کا جنسے ہمنے تعرض کیا ہے ایسا حال ہے کہ اگر ہم اُنسے تعرض نکرین اور اُنکی اصل حقیقت بیان کرکے اُنکی حمایت نکرین تو علوم مغربیہ یورپ سے اون مسایل کو نقصان و صدمہ پہنچے اور مسلمانون کے اعتقاد مین اسلام کی طرف سے شک و تردد پیدا ہو اسلیئے ہمنے اون مسایل کی حقیقت کو ایسے طور پر بیان کیا ہے کہ انکیطرف علوم مغربیہ کے ضرر و صدمہ کو راستہ نہ ملے اور مسلمانون کے عقاید مذہبی مین فرق نہ آوے — جو ترقی قومی کا مانع ہے۔ یہ ہمنے **خلاصہ کلام** جناب معہ شرح بیان کیا ہے اور **اصل کلام**

بقدر ضرورت ذیل مین بضمن حاشیہ* نقل کردیا ہے - طالب تفصیل کلام اصل پرچہ تہذیب الاخلاق کیطرف مراجعت کرے -

ہر چند آنریبل صاحب سے اس عمدہ اصول پر عمل نہین ہوا - اور نہ اس وعدہ کا ایفا ہوا انہون نے اسلام کے مسائل مذہبی مین ایسے طور پر دست اندازی کی ہے کہ اس سے دم نقد ہمدردست اسلام کو سخت نقصان پہنچا ہے اور بعض ایسے مسایل (جیسے وجود ملائکہ) مین دست اندازی کی ہے جنکو قیامت تک کسی علم مشرقی یا مغربی منطق یا فلاسفے سے نقصان پہنچنے کا اندیشہ نہ تہا - آنریبل صاحب نے قبل از مرگ واویلا شروع کردیا یا آب نہ دیدہ موزہ از پا کشیدہ پر عمل کیا اور ان مسایل مین بے جا تعرض کرکے دم نقد اسلام کو نقصان پہنچایا - اسکی تفصیل معہ دلیل اشاعۃ السنۃ نمبر جلد ۸ مین ہو چکی ہے - ولیکن اس مقام مین ہم کو انکی عدم تعمیل و کارگذاری سے بحث نہین ہے یہ جو اصول انہون نے بیان کیا ہے وہ ہمارے بیان کا سراسر مصدق ہے -

اتنی دور کیون جائین اپنے ہی مخاطب نکتہ چین مولف کتاب مسلمانان کی کلام کیون نہ دیکھین - انہون نے خود ترقی کرنی والی اقوام یوروپ کے پیروی کو صرف معاشرت سے مخصوص اور اسمین منحصر کردیا ہے اور مذہبی تقلید کو اس سے مستثنے فرمایا ہے - چنانچہ اخبار کوہ صفحہ ۶۹۸ کالم ۲ سطر ۲۱ مین

* وہ یہ ہے گو ہمارے احباب معترض یا ہمارے مخالف ہم کو کافر و مرتد و بیدین و کرستان سمجھتے ہون لیکن مین اپنے تئین نہایت پکا مسلمان سمجھتا ہون - یہہ بھی میرا خیال ہے کہ مسلمانون مین جو قوم کا اطلاق کیا جاتا ہے وہ ملک یا نسل کے لحاظ سے نہین کیا جاتا بلکہ صرف مذہب کے سبب سے کیا جاتا ہے اور اسلئے کسی ملک و نسل کا آدمی ہو جب وہ مسلمان ہے تو ایک قوم ہے پس جب ہم قوم مسلمان کی ترقی اور رفاہ و فلاح چاہتے ہین تو ہمپر فرض ہے کہ ہم اسمین بھی کوشش کرین وہ لوگ مسلمان رہین کیونکہ اگر مسلمان ہی نہ رہینگے اور ترقی کرینگے تو وہ ترقی ہماری قوم کی ترقی نہو گی -

(تہذیب الاخلاق جمادی الثانی سنہ ۱۲۹۰ھ)

راقم ریویو نے انکا* نقل کیا ہے جو ٹہیک ٹہیک مطلب یہ ہے کہ مذہب مین پیروی اقوام یوروپ جائز نہین ہے کیونکہ اس سے مذہب کو نقصان پہنچتا ہے۔ جو ترقی قومی کے منافی ہے۔ معلوم نہین مولوی صاحب نے یہ بات کہکر دہ بات کیونکر لکہی یہ بات بہول گئے یا وہ بے سوچے قلم سے نکل گئی۔ اور بشہادت اس بیان باہران اور باعتراف قومی ترقی خواہان بلکہ بقرار نکتہ چینان تصانیف نواب صاحب عالیشان یہ امر ثابت و محقق ہے کہ مذہبی ترقی بہی قومی ترقی کا جزو ہے۔ اور قومی ترقی بدون ترقی مذہبی ناممکن و نامتصور ہے تو پہر اگر نواب صاحب ممدوح نے اپنی تصانیف مین مذہب کو ترقی دی۔ اور مذہبی مسایل کی حفاظت و اشاعت کی تو انکی تصانیف انبار سے سوختنی کیونکر صحیح ہے اور انکو ترقی قومی اہل اسلام سے خارج و بے دخل ٹہرایا گیا معنے رکہتا ہے کہ مولوی صاحب انکی نسبت ایسے الفاظ ناملایم فرماتے ہین۔

اب رہا یہ امر کہ تصانیف نواب صاحب نے مذہبی ترقی کی ہے یا نہین اور ان تصانیف سے مذہبی مسایل کی حفاظت و اشاعت ہوئی یا نہین جبکہ انسے پہلے دینی تصانیف علما سلف و خلف سے مذہبی ترقی و اشاعت ہوئی ہے۔ اسکا تصفیہ ہم عموماً ناظرین اور خصوصاً صاحبان نکتہ چین پر چہوڑتے۔ اور منجملہ تصانیف نواب صاحب دس بیس کتابونکا نام ایک نقشہ کے ضمن مین بتا دیتے ناظرین و حضرات نکتہ چین برائے خدا دو چار برس لگا کر ان کتابونکا مطالعہ کرکے خود ہی ہم کو بتا دین کہ ان کتابون مین حمایت اشاعت و ترقی دین پائی جاتی ہے یا نہین اور اسکا نفع دین مین اون کتب دینیہ سے جو ان سے پہلی تصنیف ہوچکی کچہہ کم ہے یا انسے زیادہ؟

* اہل صاحب مولوی نے مذہبی تقلید کو اس سے مستثنے کردیا پہر صرف معاشرت کی پیروی کو انسب بتایا ہے۔ کوہ نور جلد ۵ سو صفحہ ۶۹۸

نقشہ بعض مولفات نواب صاحب بھوپال سلمہ اللہ بالتوفیق الاقبال

نمبر	نام کتب	علم	زبان	کیفیت
۱	فتح البیان فی مقاصد القرآن	تفسیر	عربی	چار مجلد مین ہے کہ ہر ایک اسمین سے تقریباً ہزار ہزار صفحہ مین ہے صحت و سند مین سابقہ سب تفسیرون سے فایق ہے۔
۲	عون الباری شرح تجرید مختصر بخاری	حدیث	"	۸ مجلد مین ہے اکثر پانچ پانچ سو صفحہ مین ہے اسمین متفقات صحیح بخاری کو جو قرآن کے بعد دوسرے درجہ مین ہے حل کیا ہے۔
"	مسک الختام شرح بلوغ المرام	"	فارسی	گیارہ سو صفحہ مین ہے اسمین حدیث و مسائل فقہیہ کی عمدہ تحقیق ہے۔
۴	الاکسیر فی اصول التفسیر	تفسیر	"	۱۲۰ صفحہ مین ہے اسمین مسائل تفسیر اتقان و فوز الکبیر وغیرہ مولفات سلف و خلف کو عمدگی سے جمع کیا ہے۔
۵	منہج الوصول	اصول حدیث	"	۲۲۳ صفحہ مین ہے یہ کتاب اصول حدیث مین جامع کتاب ہے۔
۶	ہدایت السائل	فقہ حدیث	"	۵۲۲ صفحہ مین ہے اسمین ادق و معرکہ آرا مسائل فقہیہ کو بطور سوال جواب بیان کیا ہے
۷	اتحاف النبلاء	تاریخ	"	۴۴۴ صفحہ مین ہے اسمین ائمہ محدثین و فقہا کے تاریخی حالات اور انکے مصنفات کو بیان کیا ہے
۸	افادة الشیوخ بمقدار الناسخ والمنسوخ	اصول تفسیر	"	۴۸ صفحہ مین ہے اسمین تمام ناسخ و منسوخ آیات و احادیث کو ایسے طور پر ذکر کیا ہے کہ گویا دریا کو کوزہ مین جمع کیا ہے
۹	حصول المامول	اصول فقہ	عربی	۲۰ صفحہ مین ہے اسمین اصول فقہ کے مسائل کثرت سے [illegible]

نمبر	نام کتاب	علم	زبان	کیفیت
۱۰	روضہ ندیہ	فقہ حدیث	رر	۲۳۳ صفحہ مین ہی اسمین اون مسایل فقہیہ کو جو ظاہر حدیث کی موافق مین معہ بیان اختلاف مذاہب مدلل کیا ہی۔
۱۱	حجج الکرامۃ	تاریخ	فارسی	۵۰۰ صفحہ مین ہی اسمین تاریخ کے علاوہ مسایل دینی بھی کثرت سی ہین۔
۱۲	ظفر اللاضی	فقہ	عربی	۱۶۰ صفحہ مین ہی اسمین ان احکام اسلام کا بیان ہی جنکی رعایت قاضیون پر واجب ہی۔
۱۳	ذخر المحتی	فقہ	عربی	۱۱۰ صفحہ مین ہی اسمین مفتیون کی لیئی واجب الرعایت احکام اسلام مندرج ہین
۱۴	لقطۃ العجلان	تاریخ	عربی	۱۰۰ مین ہی اسمین تاریخی حالات کے علاوہ مسایل اسلامی کثرت سے ہین۔
۱۵	فتح المغیث	فقہ حدیث	اردو	اسمین اون مسایل فقہیہ کا بیان ہی جو حدیث سی ثابت ہین۔
۱۶	ریاض المرتاض	سلوک وتصوف قدیم	فارسی	۲۴۸ صفحہ مین ہی اسمین وہ سلوک بیان ہوا ہے جو کتاب وسنت سے ثابت ہے۔
۱۷	رحلۃ الصدیق	فقہ	عربی	۹۲ صفحہ مین ہی اسمین مسایل حج وعمرہ بیان ہوئی ہین۔
۱۸	موائد العوائد	حدیث	فارسی	۲۵۴ صفحہ مین ہی اسمین مختلف مضامین کے احادیث کو بحذف اسناد وارد کیا ہی۔
۱۹	جنۃ فی الاسوۃ الحسنۃ بالسنۃ	اصول فقہ	عربی	۱۰۸ صفحہ مین ہی اسمین اتباع سنت وتقلید کے مسایل کو بلا خطاب خاص کسی شخص یا فرقہ کے بیان کیا ہی۔
۲۰	شرح الاعتقاد الصحیح	عقاید	عربی	۷۷ صفحہ اسمین اہل سنت کے عقاید قدیمہ کا بیان ہی۔

اس قسم کی اور ان مضامین کی کتابین مولفہ نواب صاحب اور بہت ہین جنکی تعداد ہمارے علم مین سو کے قریب ہے حضرات نکتہ چین ایمان وانصاف کو پیش نظر رکھکر کہین کہ کیا یہ کتابین

بیسود ہیں اور اہل اسلام کا انمین دینی فایدہ نہین ہے۔ ایسا کہین تو براہ مہربانی یہ بھی ہم کو بتادین کہ انکے مقابلہ مین اور کونسی کتابین سود مند ہین جنسے مسلمانون کو دینی فائدہ ہو۔ انسے کتب مولفہ نواب صاحب کا موازنہ و مقابلہ کیا جاویگا۔ اور عام مسلمانون کو انکے مقابلہ مین انکا مفید و غیر مفید ہونے کا بتایا جاویگا۔

بالجملہ جو کچھ مولانی صاحب نے نواب صاحب کی تالیفات کی نسبت کہا ہے اسکو صحت و نفس الامر سے کچھ بھی تعلق نہین ہے ہم امید کرتے ہین کہ مولانی صاحب اس اپنی راے کو واپس کرینگے بھی جرات و حق پرستی حاصل ہو تو اسپر نظر ثانی تو ضرور کرینگے۔

(باقی آیندہ)

ریویو
ترجمان وہابیہ
پر

یہ کتاب بفیصحت نصاب نواب صاحب بہوپال کی تصنیف ہے اسمین نواب صاحب ممدوح نے زمرہ اہلحدیث رعایا گورنمنٹ انگلشیہ سے جو وہابیت سے متہم ہین کمال ہمدردی کی ہے اور یہ بات ثابت کردی ہے کہ اہلحدیث ہندوپال نہ مذہبی اور لغوی معنے وہابیت (عبدالوہاب نجدی کا دین مین پیرو ہونا) اپنر صادق آتے ہین۔ اور نہ پولیٹکل معنے (سرکار انگلشیہ کا باغی ہونا) انمین پائے جاتے ہین۔ مذہب مین تو وہ کتاب و سنت کے پیرو اور اسکی طرف منسوب ہین جہان سب مذاہب کا سلسلہ منتہی ہوتا ہے

اطاعت و عدم بغاوت سلطنت مین وہ ایسے سچے و ثابت قدم ہین کہ مسلمانون بلکہ کسی مذہب مین کوئی فرقہ یا شخص اس اطاعت مین انکے برابر نہین۔ کیا معنے وہ لوگ بغاوت گورنمنٹ جسکے ظل حکومت مین با امن اوقات بسر کرتے ہون بحکم

نصوص قرآن وحدیث حرام جانتے ہین اور اس اعتقاد کو اپنے مذہب کا جزو سمجھتے ہین
اور یہ بات اُنکے سوائے کسی فرقہ اسلامی یا غیر اسلامی مین پائی نہین جاتی ہے ۔ گو بغاوت
گورنمنٹ سب کے نزدیک جرم و ناجائز امر ہے ۔ ان لوگون کو وہابی (بمعنے لغوی و
مذہبی خواہ بمعنے پولٹیکل و سرکاری) کہنا اون ہی لوگونکا کام ہے جنکو خود اصل
مذہب (کتاب و سنت) کی پابندی اور سلطنت کی خیرخواہی حاصل نہین ہے ۔
اس کتاب مین ایک دیباچہ ایک مقدمہ چند فصول اور ایک خاتمہ ہے ہم
اسکے دیباچہ کو اس مقام مین بعینہ نقل کرتا اور باقی کا ماحصل بیان کرتا اس غرض
سے مناسب جانتے ہین کہ اس کتاب کی خوبی بحکم مشک آنست کہ خود ببوید نہ کہ
عطار بگوید ۔ خود اسی سے ظاہر ہو ۔ جناب ممدوح شروع دیباچہ مین فرماتے ہین ۔

خدا کا نام ہی نام خدا کیا راحت جان ہے — عصائے پیر ہے تیغ جوان ہے حرز طفلان ہے
ہوائے نعت آنحضرت دل بیتاب الفت مین — چراغ معرفت ہر چشم جان ہے جان ایمان ہے
رسول ہاشمی کے گیسوئے مشکین پہ قربان ہوں — کہ صبح فیض اس شام ہدایت سے نمایان ہے
مسلمانان کی نظر مین دفتر سنت کا ہر نقطہ — دل دانش ہے نجم سعد ہے مہر سلیمان ہے
محبت آل و اصحاب نبی کی کیوں نہ ہو دلمین — ہر ایک مہر ہدی ہے ماہ دین ہے نور عرفان ہے
نجات ابرار کی روز قیامت عدل سے ہوگی — گنہگاری ہماری سطر بخشش کا سامان ہے

گدائے کوچہ رحمت فدائے شاہ سنت
تابندہ امیر الملک صدیق الحسن خان ہے

سنو صاحب مجھکو کچھ ضرورت اس امر کی نہ تھی کہ مین یہ رسالہ لکھون اسلیے کہ جو بحث
مذہبی مسلمانان ہند مین ایک مدت دراز سے بابت اور رسم مذہب وہابی سنی جاتی ہے
اوسکی وہم و عوام و خواص لوگ میان دوآب ہی مین رہی تھی مگر اوسکا جنوب و
شمال ہند مین پایا نہین گیا خصوصاً بابت سے ہندوستانی مین کہ اہل سنت یا

ہمیشہ ایسے حالات سے ابتک غافل و ناآگاہ ہین لکن چند روز سے کہ ایک ملک کے آدمی اچھے بُرے دور دور سے دوسرے ملک مین آنے لگے تو وہ کاریگری اونکی کچھہ کچھہ اسجگہہ بہی ظاہر ہونے لگی اور نئی نئی بول چال سے تان تان لقب مذہبی بناکر جس سیدہی سادہے مسلمان کو چاہا ڈرا دہمکا کر اپنے مطلب کے واسطے بدنام کرنے لگے بھوپال کی رعیت اکثر ہندو ہے تھوڑے مسلمان جو شہر مین رہتے ہین ویسی ہون یا پر دلیسی اونمین اَن پڑہ ہے بہت زیادہ پڑہے بہت کم ہین وہ نا بسی کی شد بد نوکری چاکری کے لئے جانتے ہین مذہبی بحث سے غافل و جاہل ہین چنانچہ یہی حال ہے کہ کبھی مباحثہ مذہبی تقریراً تحریراً اس جگہہ نہین ہوا اور نہ کبھی کوئی کتاب یا رسالہ کسی شخص نے کسی مذہب کے رد مین لکھا کوئی مذہب کیون نہو فرمانروایان بھوپال کو ہمیشہ آزادگی مذاہب مین کوشش رہی جو خاص منشاء گورنمنٹ انڈیا کا ہے جیسے ابدین خود موسے بدین خود لیکن چند سال سے بعض نو دولتان بداندیش متوسل ریاست نے جنکو خاص میرے سبب سے کسیقدر امن حاصل ہوا ہے اور محسن کشی اونکا پیشہ آبائی ہے بفحوائے ؎

شوربختان بآرزو خواہند　　مقبلان را زوال دولت و جاہ

گر نہ بیند بروز شپرہ چشم　　چشمۂ آفتاب را چہ گناہ

مخبری وہابیت نسبت ریاست بڑے زور و شور سے کرکے حکام بالا دست کا ناخوش کرنا مجھسے اپنی مطلب برآری کو چاہا چنانچہ ہنوز اسی خیال باطل مین دیوانے ہو رہے ہین اور جابجا عرضی فرضی بذریعہ ڈاکخانہ بھیجتے رہتے ہین اور طرح طرح کے مضامین نئے نئے قالب مین تراشے جاتے ہین۔ یہ ساری ہتھو حق اسلئے ہے کہ مجھکو کوئی نقصان کسیطرف سے جسطرح ہو سکے پہونچے لکن جو سچا ہے اوسکو خدا ہر بلا سے بچاتا ہے اور جھوٹا اپنی سزا و جزا کو یہان وہان پہونچتا ہے

پس جب مینے دیکہا کہ یہ طوفان بے تمیزی طغیانی پر ہے اور بلاد ہندوستان کا احوال جو سنا جاتا تہا تحقیق کیا تو معلوم ہوا کہ یہ سب ہیچ کے فقرے ہین - دولت عالیہ برٹش نے اس معاملہ مین قدیماً وحدیثاً ہر جگہہ انصاف پر نظر رکہی ہے کسیجگہہ مجرد تہمت و افترا پر کارروائی خلاف واقع نہین فرائی بلکہ اشتہار آزادی جاری کئے اور سوائی باغیان دولت انگلشیہ کے فقط مذہب زید وعمر پر کبہی مواخذہ نہین کیا اور لایق حال ہر سلطنت کے بہی یہی ہے کہ جس کسی سے کیسجگہہ کوئی فتنہ اوٹہے اور اوسکے نزدیک اسباب لبغاوت پائے جاوین اور اوسکی کوشش فساد مین ملاحظہ ہو خواہ وہ وہابی عرفی ہو یا نہو اوس سے ضرور بازپرس کیجاوے اور جسکو دشمن اوسکے نجدی مشرب یا وہابی مذہب یا لامذہب یا اور کچہہ ٹہراوین اور وہ اس سے غافل اور بعید ہو اور اس سے بجز خیرخواہی کوئی امر بد اندیشی و مخالفت کا کبہی پایا گیا ہو وہ بیشک ہوا خواہ دوستی دوست ہے کیونکہ سب اہل تجربہ دیکہتے ہین کہ جب کوئی دشمن کسی شخص یا قوم کا ہوتا ہے اور کوئی قابو اوسکا اپنے مخالف پر نہین چلتا تو وہ اوسکو پردۂ تہمت وہابیت وغیرہ مین دشمن گورنمنٹ ظاہر کرکے نقصان پہونچانا چاہتا ہے - پہر کبہی اس پیرایہ سے بوجہ نا واقفیت بعض حکام داؤ اوسکا اوس غریب غافل فرلاج پر چل جاتا ہی اور نہ غالباً نزدیک حکام معاملہ فہم کے وہ بہید وکید دشمن کا کہل جاتا ہی چنانچہ وقت تحقیقات ایسے مقدمات سرکار عالیہ برٹش کو یہ بات بخوبی ثابت ہو گئی ہے کہ اکثر مدعی کاذب اور مدعا علیہ صادق ہین - ایک معاملہ اسی قسم کا حال مین سنا گیا اتہا کہ جسکی تصدیق پہر اخبار پانیر سے بخوبی ہو گئی پرچہ ہشتم جنوری ۱۸۸۳ء روز دوشنبہ مین یہ عبارت لکہی گئی -

تجویز ذیل کہ جسکو گورنمنٹ ہند نے دفتر خاص مین جاری کیا ہے وہ بغرض اشتہار عام لکہی جاتی ہے کیفیات مقدمہ پر غور فرماکر اور نیز استفسار روداد مقدمہ از

گورنمنٹ بنگال و پنجاب و گورنر جنرل باجلاس کونسل مہربانی فرماکر فیصلہ کرتے ہیں کہ کل وہ وہابیان قیدی جنکی نسبت حکم سزائے حبس دوام بعبور دریائے شور قرار دیا گیا تھا اور جرم اونکا مدد جنگ بمقابلہ گورنمنٹ سمجھا گیا تھا اور جنکی میعاد اب تک باقی ہے اب وہ قید سے رہا کیے جاتے ہیں اور اون سبکو واپسی وطن اجازت دیجاتی ہے الخ فقط

پھر دوسرے پرچہ پاینیر مطبوعہ یازدہم جنوری ۱۸۸۳ء میں یہ لکھا ہے کہ تجویز جدید جو رہائی قیدیان وہابی کی ہے اوسپر اخبار ہندو پیٹریٹ نے یہ رائے اپنی بیان کی ہے کہ گورنمنٹ ہند نے عمدہ مہربانی کے کام سے شروع سال کو ابتدا کیا ہے چنانچہ اس سے نہ صرف مسلمانان ہند نے خوشی کے ساتھ تجویز گورنمنٹ کو قبول کیا ہے بلکہ عامہ اہل سکنہ ہند نے گورنمنٹ کے اس کام پر خوشی ظاہر کی ہے اس کارروائی گورنمنٹ سے ظاہر ہے کہ ہند کی حکومت نہ فقط اچھی حکمرانی کو ظاہر کرتی ہے بلکہ موقع وقت کے ساتھ کام کرتی ہے اور اس سے پیشتر جسکو تھوڑا زمانہ ہوا ہے جبکہ جنگ مصر پیش تھی اوسوقت بذریعہ تاربرقی لندن معلوم ہوا تھا کہ جناب لارڈ نارتھ بروک صاحب بہادر گورنر جنرل سابق ہند نے نسبت جملہ مسلمانان ہند کے خیرخواہ ہونا سلطنت برٹش کا ظاہر فرمایا چنانچہ پاینیر مطبوعہ شانزدہم اکتوبر ۱۸۸۲ء میں بابت اسپیچ یعنے تقریر انتظام ملکی جناب موصوف کے جو لندن سے ذریعہ تاربرقی ۱۴ اکتوبر پہونچے تھے یہ عبارت درج کی ہے۔

کل روز لارڈ نارتھ بروک نے بمقام لورپول بڑی خوشی سے تقریر ذیل کو بیان کرکے ظاہر کیا کہ۔

ہندوستان کے عامہ مسلمانوں نے جو دلی خیرخواہی نسبت انگریزی کارروائی کے بمقدمہ جنگ مصر ظاہر کی ہے یہہ بڑی دلیل ہے کہ کل مسلمانان ہند دلی خیرخواہ گورنمنٹ انگریزی کے ہیں۔ اب اس سے زیادہ کسکی گواہی ہوگی اسبات پر کہ ہند

(باقی آیندہ)

بقیہ پیری و مریدی

نوٹ۔ قبل اسکے کہ مین اس مضمون کا بقیہ سپرد قلم کرون اس امر کا اظہار ضروری سمجھتا ہون کہ جو کچھ مین آیندہ اس مضمون مین تحریر کرونگا وہ کسی فریق (نافی یا مثبت) کے جنسے میرا پہلے سے خطاب تہا) خطاب و جواب مین نہوگا۔ بلکہ وہ مستقل مضمون ہوگا جسمین فرضی سوالات کا جواب ہوگا اور سائل بہی کوئی شخص فرض قرار دیا جاویگا۔

پچھلے مخاطبین سے قطع خطاب کی وجہ یہ ہے کہ جس غرض سے اون لوگونکو مخاطب کیا گیا تہا وہ غرض حاصل ہوگئی ہے لہذا اب اونکے خطاب و جواب کی حاجت نہین رہی **وہ غرض** یہ تہی کہ فریقین مسئلہ بیعت مین افراط و تفریط چھوڑ دین اور حق متوسط کو مان لین **فریق نافی** تفریط نکرے اور بخوف و بلحاظ اون مفاسد کے جو بیعت مروجہ زمانہ حال مین پائے جاتے ہین اصل سنت بیعت سے انکاری نہو۔ اور فریق **مثبت** افراط نکرے۔ اور اصل بیعت کو مرتبہ سنت سے نہ بڑہاوے اور اوسکو آسمان پر نہ چڑہاوے اور اسمین وہ ان خصوصیات رسمیہ کو جنکا بیان نمبر سابق مین (صفحہ ۱۱) وغیرہ ہوچکا ہے نہ لگادے سو بحمد اللہ پچھلے دو نمبرون کی اشاعت سے حاصل ہوگئی ہے فریق نافی نے تو صاف مان لیا اور یہ کہدیا ہے کہ اس باب مین جو کچھ آپنے لکہا ہے ہم کو منظور ہے اور فریق مثبت نے بہی مضمون نمبر دوم کے اکثر مطالب سے اتفاق رائے ظاہر کیا ہے اور جو اسکے بعض مطالب مین انکو اختلاف رہا ہے اوسکو اونہون نے غیر ضروری اللحاظ و غیر مضر قرار دیا ہے اور مضمون نمبر سوم مین جن زیادتیون کو ہمنے انکے کلام کا منطوق یا مفہوم قرار دیا تہا اور اوسکی تائید مین بعض واقعات کو پیش کیا تہا ان زیادتیون سے اونہون نے انکار کیا ہے اور انکے انکار مین اسبات کا اقرار ہے کہ ان زیادتیون کو ہم (یعنے وہ لوگ) پسند نہین کرتے اور جو مسایل مع دلایل ان زیادتیون کے رد و جواب مین اشاعۃ السنۃ مین مذکور ہین

ان سے وہ بدل متفق ہین۔
ہم اس مقام مین دونون فریق کی تحریرات کو بالفاظہا بحذف زواید خارج از مطلب نقل کرتے ہین اور اپنے ناظرین کو اپنی غرض کے حصول کا یقین دلاتے ہین لولاً ایک معزز مولویصاحب نے جو سرگروہ فریق ثانی کے شاگرد وخواص مجلس سے ہین۔ اور ہمارے بھی دلی دوست خط ذیل لکھا۔

مکرمنا مولویصاحب

السلام علیکم۔ آپکا محاکمہ درباب اختلاف مسئلہ بیعت فریق ثانی کو ہمہ تن منظور ہے یہی عین الانصاف ہے خداوند تعالے آپ کی قلم کو زیادہ ترجولانی دے۔ از طرف مولوی غلام علی صاحب بعد شکریہ السلام علیکم۔ ۸ جون ۱۳۰۵ھ؁ راقم بہادر علی خان۔

تسپر خاکسار نے مولویصاحب سرگروہ فریق ثانی سے بذریعہ خاص مراسلت بوساطت اپنے برادر کلانی شیخ محمد علی صاحب یہ امر دریافت کیا کہ مولوی بہادر علی خانصاحب نے جو لکھا ہے وہ واقعی آپکی رائے کے موافق ہے۔ اور اب آپ اصل بیعت کا مسنون ہونا تسلیم کرتے ہین۔ اور اسمین سے جو نسخ یا خصوصیت نہین کرتے؟ اسکے جواب مین مولویصاحب ممدوح نے یہ رقعہ خاص اپنے قلم سے ارقام فرما کر ارسال فرمایا۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم

بخدمت شریف برادر دینی مولوی محمد حسین صاحب السلام علیکم۔ اما بعد نوازشنامہ آنصاحب بدست شیخ محمد علی صاحب رسیدہ موجب مفاخرت شد این فقیر بسبب بیماری لاحقہ از طرف متقابل ہرکس برطرف شدہ است و ترک گفتگو مسایل حتی الوسع کردہ پرچہ اشاعۃ السنۃ از مولوی بہادر علی صاحب شنیدہ روبروے ایشان پسندیدہ بلکہ کلمہ خورسندی بزبان بے اختیار جاری شد پس این حقیر از تحقیق حقیقت آنصاحب خورسند است و بحق ایشان دعا خیر میکنند + الراقم ابو عبداللہ قصوری

ان مولویصاحب کا جو سالہا سال سے سنیت اصل بیعت سے انکاری تھے اور اسمین نسخ و خصوصیت کے مدعی تھے تحقیق محاکمہ اشاعۃ السنۃ کو پسند کرنا

اور اصل سنت بیعت کو (بخلاف زوائد رسمیہ) مان لینا مولوی صاحب کی عالی ہمتی و نیک نیتی کا ثبت ہے اور کمال شکر گذاری کا محل ہے۔ ہم تہ دل سے مولوی صاحب کے اس رجوع و تحقیق کے شکر گذار ہیں اور مولوی صاحب کے لئے دعا خیر کرتے ہیں اور فریق مثبت کی خدمت میں برادرانہ التماس کرتے ہیں کہ وہ بھی مولوی صاحب کی اس عالی ہمتی و نیک نیتی کو مان لیں اور انکی طرف سے کدورت دور کریں اور انکے شکریہ و دعا خیر سے دریغ نہ فرمادیں۔

اور فریق مثبت کے ایک سرگروہ مولوی صاحب نے جو رسالہ اثبات بیعت کے مصنف اور فریق ثانی کے خصم و مقابل ہیں اپنے دستخطی رقعہ میں لکھا ہے۔

مکرمی مولوی محمد حسین صاحب

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔ پرچہ اشاعۃ السنۃ نمبر ۲ جلد ۶ رسید تحقیق پیری و مریدی بفہم قاصر احقر در اکثر جا برنہج صواب افتاد و جزاکم اللہ خیراً در دو سہ موضع قدرے اشتباہ است۔ اما رفع آن اشتباہ چنداں ضروری نمیدانم کہ از لوازم نیست اختلاف جزئی چنداں مضر نیست عبد الجبار عفی عنہ

وہی مولوی صاحب اور انکے بڑے بھائی سجادہ نشین نے ایک اور خط جو پانچ صفحہ میں لکھا ہے اور اسمیں ان زیادتیوں سے جو نمبر سوم میں بدست آویز انکے مفہوم یا منطوق کلام اور شہادت بعض واقعات انکے نسبت بیان کئے گئے ہیں انکار کیا ہے چونکہ وہ خط بہت طویل ہے اور بعض امور بحث طلب پر بھی مشتمل ہے اسلئے ہم اسکو بتمامہ و بالفاظہ نقل نہیں کرسکتے اسکا ماحصل بقدر ضرورت بیان کرتے ہیں اسمیں وہ لکھتے ہیں کہ ہم بیعت توبہ کو مثل بیعت خلافت نہیں جانتے۔ اور اس بیعت کے لئے تمام عالم کے واسطے ایک شخص کو مخصوص نہیں کرتے۔ بلکہ ایک شہر میں چند اشخاص کا بیعت لینا جائز سمجھتے ہیں۔ اور جو ہمنے اپنے رسالہ کے

صفحہ۶ اپنی بیعت تو بہ کو مثل بیعت خلافت کہا ہے وہ بمقابلہ اس اعتراض منکرین بیعت کے (کہ بیعت توبہ سنت مستفیضہ ہے تو صحابہ آپس میں مانند السلام علیکم ہر ایک دوسرے سے کیوں نہیں کرتے تھے) کہا ہے جس سے ہمارے مراد یہ ہے کہ یہ بیعت بعض اشخاص سے مخصوص ہوتی ہے ہر ایک کا کام نہیں ہے جیسے نماز پڑھانی کی امامت یا محلہ کی چودھرائیت وغیرہ - یہ مراد نہیں کہ ایک شخص کے ہاتھ پر بیعت کرنے سے دوسرے شخص کے ہاتھ پر جو اس سے افضل یا اسکی مانند ہو بیعت کرنا جایز نہیں - اور اس مضمون کا خط کہ ہمارے بیعت مثل بیعت خلافت ہے ہم میں سے کسی بہائی نے نہیں لکھا + کسی مخالف نے بہ سبب عداوت یا کسی دوست نے فرط محبت سے ہمارے بے خبری میں لکھدیا ہو تو اسکا الزام ہمپر نہیں ہو سکتا ''

پھر چند عبارات رسالہ فریق مثبت (جو نمبر سابق میں مشغول ہوئے ہیں) تاویل اور انکار کو جگہہ نہیں دیتے (چنانچہ ناظرین ان عبارات اور ہماری تقریرات پر مخفی نہیں ہے) ولیکن جبکہ اب وہ بیان کرتے ہیں کہ ہماری نیت و مراد ان عبارات سے یہ نہیں (جو ان عبارات کے ظاہر سننے سے سمجھی جاتی ہے) تو ہم کو اس لفظی بحث سے) کہ تمہارے ظاہری الفاظ میں تاویل و انکار کی گنجایش نہیں کچھہ کام نہیں ہے اور انکی نیت و ارادہ کے تصدیق و تسلیم مناسب ہے اس حسن ظنی و تسلیم کو ہمنے پہلے ہی ہاتھہ سے نہیں دیا چنانچہ نمبر سابق کے صفحہ (۹۲) میں صاف تجویز کیا ہے کہ ان لوگوں نے لفظ افضل العصر محض پیرجی بے سوچے بن سمجھے بولدیا ہے اور اب بھی ہم کو اس حسن ظنی و نیک گمانی سے انکار نہیں ہے - ہم اسباب کو تسلیم کرتے ہیں کہ ان کا بیعت توبہ کو مثل بیعت خلافت کہنا اور بیعت محمدی کو بیعت توبہ قرار دینا اس نیت و مراد سے

نہین ہے کہ بیعت توبہ انکے نزدیک بیعت خلافت ہے جو بجز ایک شخص کے کسی دوسرے سے جایز نہین اور نہ اونکو اپنی بیعت مین خلافت کا دعوے ہے۔ یہ الفاظ بھی انکی قلم سے بے سوچے بن سمجھے نکل گئے ہین۔ اور یہ بھی جانتے ہین کہ وہ خطوط جنکے اجرا سے اتبک انکو انکار نہین ہے انکی لاعلمی و بے خبری سے جاری ہوئے ہین۔ بالجملہ فریقین کے ان تحریرات و بیانات نے ہم کو انکے مقابلہ سے ڈہیلا اور اسبات سے مستغنے کر دیا ہے کہ ہم آیندہ اونکو مخاطب کرین اور کسی بات مین اس بیعت کے متعلق انکا تعاقب کرین۔

اور اسباب مین آیندہ مستقل پہ بحث کرنے اور فرضی سوالات و مسایل مقرر کرکے جواب دینیکی وجہ یہ ہے کہ ہمارے زمانہ اور ہماری دیار مین ان دو فریق بیعت متعین کے سوائے اور بہت لوگ ہین جو ان باتون کے قائل ہین اور ان خصوصیات رسمیہ وزیادتیون کو دین سمجھتے ہین شاید کوئی انہین سے وہی باتین پیش کرے جو بظاہر الفاظ عبارات مذکورہ سے (صحیح یا غلط طور پر) سمجھے جاتے ہین اسلئے مناسب ہے کہ ان باتونکا جواب دیا جاوے۔ نوٹ ختم ہوا ہے اب اصل مطلب کیطرف رجوع کیا جاتا ہے وباللہ التوفیق ۔

اگر کوئی مدعی مشروعیت خصوصیات رسمیہ بیعت یہ کہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم افضل العصر بلکہ سید البشر تھے اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم لوگون سے بیعت تو لیا کرتے اور خود کسیکے ہاتھ بیعت نکرتے اس سے ثابت ہوتا ہے کہ پیر کا افضل ہونا ضروری و شرط بیعت ہے اور پیر کو پیر ہونے کے بعد دوسرے کے ہاتھ پر بیعت کرنا جائز نہین ہے تو اسکا جواب یہ ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے افضل ہونے سے عام پیرون کے افضل ہونے کی ضرورت ثابت نہین ہوتی)۔ اور عام پیرونکا قیاس سید البشر پہ قیاس مع الفارق ہے ع چہ نسبت خاک را با عالم پاک

جنکو اصول فقہ سے واقفیت ہے وہ خوب جانتے ہین کہ فاعل یا فعل کی ذاتی خصوصیات بدون قراین و دلایل خارجیہ اسکے متعلق احکام کے شرط یا شطر (جزو) نہین ہوسکتین مدعی افضلیت پیر غور کرین تو سمجھین کہ اس بیعت توبہ کے عام مشروع ہونیکی بنا اسی قاعدہ پر ہے۔

اگر وہ اس قاعدہ کو نہ مانین تو انکا مخالف یہ کہہ سکتا ہے کہ اگر آنحضرت کی ذاتی وصف افضلیت کو لوگون سے بیعت لینے مین دخل ہے تو چاہیئے کہ اونکے اور ذاتی اوصاف (جیسے آپکا رسول ہونا سید ولد آدم ہونا معصوم ہونا وغیرہ وغیرہ) کو بھی اسمین دخل ہو اور یہہ بیعت آنحضرت سے مخصوص اور آپکا خاصہ ہو کیونکہ یہ صفات آپکے سوائے کسی بشر مین پائی نہین جاتے اور اسکا جواب مدعی افضلیت پیر کچھ نہین دے سکتے

الحق آنحضرت کی کسی ذاتی صفت (افضلیت سیادت رسالت عصمت وغیرہ) کو بجز وصف آپکے متقی ہونیکے اس بیعت مین بطور شرط یا شطر ہونیکے دخل نہین ہے۔ آپکے متقی ہونیکا دخل ہمنے اسلیئے مانا اور بدست آویز اسکے مرشد و رہبر کے متقی و پرہیزگار ہونیکی شرط و ضرورت کو اسلیئے تسلیم کرلیا ہے کہ فاسق و گمراہ بحکم قرآن لایق پیری فی ارشاد و اقتدا و اتباع نہین ہے چنانچہ نمبر ۲ مین صفحہ ۱۸ اسکا ثبوت دیا گیا ہے۔ اس وصف تقوے کے سوائے اور کسی صفت حضرت رسالت کو بیعت لینے کی شرط و مناط نہین ٹہرایا جاسکتا اور نہ اس صفت کی شرط ٹہرانے مین پیرجی کا آنحضرت پر قیاس ہوسکتا ہے وہ لوگ سخت غلطی اور اپنے دعوے مین تناقض کرتے ہین جو اس بیعت کو آنحضرت کی صفت رسالت کا خاصہ نہین کہتے و مع ذلک اسکو آپکے افضل ہونے یا صاحب اخلاص و احسان ہونے کا لازمہ بتاتے ہین پھر یا این خیال کہ ہم بہی افضل صاحب اخلاص و احسان ہین لوگون سے بیعت لیتے ہین گو موہنہ سے یہ بہی کہتے ہین کہ ہم بیعت لینے کے لایق نہین یہ تو صاحبان اخلاص و احسان کا کام ہے۔ پہر مدعیان افضلیت پیر کا

پس افضلیت سے یہ نتیجہ نکلتا کہ پیر جی بعد انہ پیری دوسرے کے ہاتھ پر بیعت کرنے سے مستغنی ہو جاتے ہین جیسا کہ آنحضرت افضلیت کے سبب اورونکی بیعت کرنے سے مستغنی تھے فارق و رفارق کے ہوتے قیاس ہے۔ وہ لوگ خدا سے ڈرین اور یہ خیال کرین کہ رسول خدا کو تو خدا تعالے نے افضل البشر بنادیا اور تمام مخلوق سے چن لیا تھا انکے مثل یا انسے افضل کوئی نہ تھا اسلئے اونہون نے دوسرے کے ہاتھ بیعت نکی پیر جی کو کسنے افضل الخلایق بنادیا جسکے سبب اونکو دوسرے کے ہاتھ بیعت توبہ کی حاجت نہ ہی۔

کیا چند مریدون کی کمیٹی کے اتفاق راے سے پیر جی صاحب واقع مین افضل العصر ہو سکتے ہین یا وہ خود اپنے آپ کو افضل العصر* خیال کر سکتے ہین کہ وہ اور کسی صالح کے ہاتھ پر بیعت نکرین۔

بعض مدعیان افضلیت پیر۔ پیر کے صاحب احسان و عرفان ہونیکی ضرورت و اشتراط پر یہ استدلال پیش کرتے ہین کہ انکے ہاتھ سے ہاتھ لگانے مین اثر ہوتا ہے پس اگر پیر صاحب احسان وعرفان ہوگا تو اوسکے ہاتھ مین ہاتھ دینے سے نور احسان وعرفان حاصل ہوگا۔ ورنہ اثر ظلمت پیدا ہوگا جیسا کہ نو تولد لڑکے کو شیطان کے ہاتھ لگانے سے اثر ظلمت پیدا ہوتا ہے اور بوقت تولد لڑکا روتا ہے چنانچہ حدیث مین آچکا ہے۔

انکا جواب ہم پہلے بہی دے چکے ہین اور اب دوبارہ دیتے ہین کہ یہ تاثیر لمس و مساس و اثر صحبت نیک و بد اور شے ہے اور بیعت توبہ اور شے ہے۔ یہ اثر مساس و صحبت بدون بیعت بہی ہو سکتا ہے اور بیعت بدون حصول اثر مساس و صحبت بہی ممکن اور معتبر ہے نہ وہ اسکی شرط ہے۔ نہ یہ اسکی شرط۔

صوفیہ کی تجربہ و اصطلاح سے ہم کو اس مقام مین بحث و تعرض نہین (ممکن ہے کہ وہ صحیح ہو یا غیر صحیح ہو) ہمارا دعوے یہ ہے کہ دلایل شرعیہ کتاب و سنت کے رو سے

* اگر وہ یہ کہین کہ پیر دستینے پیر کی بیعت کر لیتا ہے تب پیر بنتا ہے پہلا وہ پیر اور ونکی بیعت نہ کرنے اور اپنے آپ کو افضل العصر سمجھنے کا الزام کیونکر صحیح ہے اسکا جواب یہ ہے کہ پیر ہو جانے کے بعد تو وہ کسکی بیعت نہین کرتا اور یہ امر وہ خیال ہو سکتا ہے

اس دونوں میں ملازمت ثابت نہیں ۔
کسی آیہ یا حدیث مین یہ ذکر نہین کہ جس شخص کے ہاتھ پر بیعت توبہ کوئی کرے ۔ اسکا صاحب تاثیر و اہل عرفان و احسان ہونا دیکھ لے ۔ اور نہ یہ ذکر کرے کہ جس صاحب تاثیر و اہل عرفان و احسان کے صحبت و ملازمت کا کوئی طالب ہو پہلے اسکے بیعت کرے اور نہ یہ بیان ہے کہ حصول اخلاص و احسان بدون بیعت ممکن نہین اور نہ یہ بیان ہے کہ بیعت کو حصول اخلاص و احسان لازم ہے ۔

ہم کو کوئی اس مضمون کی ایک آیۃ یا ایک حدیث دکہا دے تو ہم اسکے کمال ممنون ہونگے مگر بے سوچے بن سمجھے اس قسم کی آیات وجعلناہم ائمۃ یہدون بامرنا لما صبروا وکانوا بآیاتنا یوقنون ،، نقل نہ کر دے ایسی آیہ یا حدیث کو پیش کرے جسمین بیعت کا بہی ذکر ہے ۔

جہانتک ہم کو کتاب و سنت مین نظر ہے اس سے یہی معلوم ہے کہ بیعت اور احسان یا اخلاص دو مستقل سنتین یا سیرتین ہین ۔ جو کبہی آپس مین جمع ہو جاتے ہین اور کبہی ایک دوسرے سے متفاوت رہتی ہے

بہت لوگ ایسے ہین جنہون نے کسیکی بیعت نہین کی اور اونکو اخلاق و احسان حاصل ہو گیا ہے ۔ بہتیرے ایسے ہین ۔ جنہون نے اہل اللہ کی بیعت کی اور صحبت اوٹہائی پہر اونکو اخلاص و احسان سے محرومی رہی ۔

حضرت اویس قرنی (جنکو آنحضرت نے خیر التابعین فرمایا ہے اور اونکے حقمین یہ ارشاد کیا ہے کہ اگر وہ خدا تعالے کے بہروسہ پر قسم کہالین تو خدا اونکو سچا کر دے اور فرمایا اونکو ملو تو اونسے اپنے مغفرت کے لئے دعا کراؤ) مین جو اخلاص حاصل تہا وہ کس پیر کی بیعت یا صحبت سے حاصل ہوا تہا ۔

دیکھو صحیح مسلم صفحہ ۳۱۱

حضرت ابوذر غفاری مین جو قبل حصول شرف زیارت نبوی اخلاص تہا جسکے اونہون نے کفار قریش سے مار کہائی اور سخت تکلیف اٹہائی

دیکھو صحیح مسلم صفحہ ۲۹۶ وغیرہ

انریبل سید احمد خان بہادر کی تفسیر

اور پٹنہ کے علما

اگر یہ خبر صحیح ہے کہ پٹنہ کے علما و فضلا نے اون غلطیون کے استفسار کے لئے جو تفسیر احمدی مین واقع ہوئی ہین نجم الہند کو پٹنہ مین بلایا ہے اور خرچ سفر دینے کا بھی وعدہ کیا ہے تو ہم نہین کہہ سکتے کہ سید احمد خان صاحب اپنی غلطیونکی اصلاح یا الزامون سے بری ہونے کے لئے پٹنہ کا عزم بالجزم کرینگے نجم الہند نے آجتک علماء اہل اسلام مین ہر کسیکے ساتھہ معارضہ نہین کیا وہ تو صرف اپنی کہہ دیتے ہین دوسرونکی نہین سنتے نیچرل افسون پہونک دیتے ہین اب اوس افسون کا کارگر ہونا طبائع کی قوت انفعالیہ پر موقوف ہے۔ وہ مباحثے اور مناظرہ کی چینین اور چنان اور بہمان و فلان سے ہمیشہ بہاگتے رہتے ہین انکا مدعا یہہ ہے کہ تم اپنا پورانا دقیانوسی راگ موقوف رکہو میرے نئے نیچرل ارگن آلاپ سنو سے کہہ رہا ہون جنون مین کیا کیا کچھ + کچھ نہ سمجھے خدا کرے کوئی۔ لیکن ہم اس امر کے اظہار سے بہی ہرگز نہ چوکینگے کہ ہمارے پورانے وقتون کے علما راہ بوڑہے نیچرل پہلوان کو مناظرے کے دنگل مین ہرگز ٹہونک نہین سکتے۔ کیونکہ جو لوگ کسی اصول کے پابند نہین ہین نہ خدا اور رسول کی کلام کو آسمانی کلام سمجھتے ہین نہ ان کے نزدیک بہشت و دوزخ ثواب و عذاب کوئی چیز ہے تو وہ انبیا اور اولیا کا مرتبہ انسانی مرتبہ سے زیادہ سمجھتے ہین۔ نہ عقبے اُنکے آگے کوئی چیز ہے ایسی فیلسوفون کو معقول بنانا ہر ایک پورانے خیال کے ملا کا کام نہین ہے جسکے پاہجے ٹخنون سے اونچے ہون اور جسکی نظر بجز قرآن و حدیث کے مختلف اقوام کی تواریخی حالت اور دوسری علوم و فنون جدیدہ پر نہ ہو سید احمد خان بہادر کو ہمارے علماء کے پورانے مصطلحات اور مسلمات سے مطلق سروکار

نہین وہ تو صرف فلسفیانہ عقلی دلایل سے کام لیتے ہین وہ بہشت و دوزخ ۔ سزا اور جزا اور وعدہ وعید کو جو کلام الہی مین مذکور ہین متشابہات سے بتاتے ہین۔

سید احمد خان بہادر کی توجہات مین یہ غلطی ہے کہ بعض اوقات تو اصول قرآن اور قواعد و ضوابط اسلام کی اپنی تفسیر اور اپنی دوسری کلام مین پابندی کرتے ہین اور بعض اوقات سارا جھگڑا جولاہے کے تانے بانے کیطرح لپیٹ کر رکھہ دیتے ہین تفسیر احمدی کو یہ کہنا کہ وہ تفسیر نیچری ہے بالکل صحیح ہے لیکن یہ کہنا کہ وہ علوم قرآن کے ٹھیک اصول مسلمہ اور قواعد و ضوابط اسلام اور بانی اسلام کے منشا کے موافق ہے بالکل غلط ہے اور اسکے ساتھہ ہی یہ سمجھنا ہے کہ اس تفسیر سے شعائر اسلام برباد ہو جائینگے اور دین اسلام مین رخنہ پڑ جائیگا بالکل غلط ہے کیونکہ تفسیر احمدی کوئی نئی تفسیر نہین بلکہ نیچری فرقہ ہر زمانے مین موجود رہا ہے اور شرایع اور مذاہب کے اصول کو ہمیشہ توڑتا رہا ہے لیکن یہ کسی سے نہین ہو سکا کہ خدانخواستہ مذہب اسلام اور شعائر اسلام کو برباد کر سکے اگر موجودہ زمانے مین اسلام کا ضعف پایا جاتا ہے تو اسکی قومی وجہ یہ ہے کہ آجکے روز ساری خدائی کے مسلمان ضعیف ہو گئے ہین۔ تمام اسلامی طاقتین بودی اور کمزور ہین۔ تمام اسلامی سلطنتون اور حکومتون سے قوت انتظامی سلب ہو گئی ہے لیکن یہ خوب یاد رکھنا چاہیے کہ خواہ کیسی ہی تفسیرین شایع ہون اور لوگون کے خیالات مین کیسی ہی لغزش آجائے لیکن اسلام اپنے سچے اصول پر قایم رہیگا۔

حکما اور فیلسوف ہر زمانے مین پیدا ہوتے رہے ہین اور موجودہ زمانے مین زیادہ تر پیدا ہوتے جاتے ہین پس اس امر کی شکایت کرنا کہ نیچرل اور گن کی صدائین ہمارے کانون کی مساعد نہین ہین اور اس سے پردہ گوش اسلام کو صدمہ پہنچیگا محض لغو ہے۔

ہم چیران ہین کہ پٹنے کے علما کن اصول کے لحاظ سے سید احمد خانصاحب سے مناظرہ کرینگے سید احمد خانصاحب الیشیا علوم و فنون بالخصوص علوم عربیہ مین چندان مہارت نہین رکھتے

نہ وہ علم ادب اور فن بیان و معانی اور قرآن کی فصاحت و بلاغت سے واقف ہین نہ اون کے متبحر کو ہمارے اعلے درجہ کے ایشیائی فضلا کے تبحر سے کوئی نسبت ہے - ہان سید احمد خانصاحب اون معلومات اور اون مصطلحات مین ہمارے بہت سے ایشیائی علما سے بڑہے ہوئے ہین جنکی روسے اونہون نے تفسیر احمدی لکھی ہے ہم حیران ہین کہ یہ مناظرہ کن اصول پر ہوگا یٹنے کے علما اس سے زیادہ استفسار نہین کر سکتے کہ آپکی تفسیر فنون ادبیہ اور کلام آسمانی کی فصاحت و بلاغت اور اصول اسلام کے بالکل برخلاف ہے سید احمد خان فی الفور یہی جواب دینگے کہ تمہارے اصول ہی غلط ہین - تمہارے اگلے علوم و فنون کے مفسرین نے جو کچہہ اجتہاد کیا ہے وہ سراسر غلط تہا - فصاحت و بلاغت کے قایم کرنیکے لئے جو قواعد منضبط ہوئے ہین وہ بہی ٹہیک نہین الغرض خود غلط انشا غلط املا غلط پس ایسے شخص کو ہمارے علما نیچری دنگل مین لنگر لنگوٹا باندہکر کیونکر پچہاڑ سکتے ہین وہ تو بجز اسکے دوسری بات نہین کہہ سکتے ؎ آنکس کہ بقرآن و خبر زو نرہی + آنست جوابش کہ جوابش ندہی + ہان نیچریون اور نیچر پرستون کے لئے گو کلام الہی معجز نہو اور جو کچھ دفتے المصاحف مین موجود ہے وہ وحی آسمانی نہو لیکن تفسیر احمدی اونکے نزدیک کرامات ہے معجزہ ہے - خرق عادت ہے - نقض قانون فطرت ہے - یہ ہے اور وہ ہے اور خدا جانے کیا کیا کچہہ ہے - نیچر پرستون کو تو سید احمد خانصاحب کے وجود با جود مین کچہہ اور ہی جلوہ نظر آتا ہے تو وہ اس نیچری لعبت اور نیچری فطرتی صنم کی نیرنگیون اور جلوہ ریزیون کو دیکہہ کر بڑے ترنم کے ساتہہ یہ شعر غنغنایا کرتے ہین ؎

ہمنے اُس بت مین جو دیکہا ہے نہین کہہ سکتے + کہ مبادا کہین سن پائین شریعت والے

نیچری تصویر کا لطف کوئی نیچر پرستون ہی سے پوچھے - یہ چاشنی ہی اور ہے یہ ذائقہ ہی دوسرا ہے یہ کیفیت ہی نرالی ہے وہ یہی کہتے ہین ؎ کوچہ عشق کا رستہ کوئی ہم سے پوچھے + خضر کیا جانے غریب اگلے زمانے والے + (باقی آیندہ) ش ح

ایک ہمدرد کی فریاد

مسلمانو سنو دیکھو تمہاری کیسی حالت ہے ۔ نہ پہلی سی ریاست ہے نہ پہلی سی حکومت ہے
اٹھاؤ پردہ غفلت کو جلدی نیند سے چونکو ۔ کہ تیرہ کا ہو گیا ہے پرستارا وقف ظلمت ہے
نہ موکب ہیں نہ مرکب ہیں نہ گھوڑے ہیں نہ جوڑے ہیں ۔ نہ حشمت ہے نہ مکنت ہے نہ عزت ہے نہ حرمت ہے
تمہارے پاس تھا جو کچھ وہ کھویا عیش و عشرت میں ۔ نہ تن پہ چیتھڑا باقی ہے اک اک ننگ ملت ہے
اگر سر کو ملے ٹوپی نہیں ہے پیر کو جوتی ۔ ملے یہ بھی تو پھر ٹکڑا نہیں فاقوں کی نوبت ہے
تمہیں سب دیکھتے ہیں طنز سے کہتے ہیں جا بیجا ۔ تمہارے واسطے ہر گوشہ گویا جائے ذلت ہے
بری کاموں کی گر تشبیہ دیتے ہیں تو بس تم سے ۔ بری باتوں میں بھی مشہور ہو تم کیا بری گت ہے
نہیں ہیں دھوتیا پرشاد درباری مگر تم کو ۔ نہ سرکاروں میں وقعت ہے نہ درباروں میں عزت ہے
یقین جانو نہیں اسمیں خطا کوئی کسی کی کچھ ۔ تمہارے سارے گر تنگ ہیں یہ اعمالوں کی شامت ہے
نہ ترکی میں نہ عربی میں نہ انگریزی میں کامل ہو ۔ کسی صنعت کی آگاہی نہ حرفت میں لیاقت ہے
بگاڑا ایک کا ہے ایک کیا تہذیب پھیلی ہے ۔ باہم ایک ایک دشمن اور آپس میں عداوت ہے
نہ بیٹھے باپ میں بھائی بہن میں نہ لتے رشتے ہیں ۔ نہ سسرے ساس میں جورو خسر میں کچھ محبت ہے
چراغان نکوکاری تو بالکل ٹمٹماتے ہیں ۔ زنا کی فحش کی اغلام کی چوری کی کثرت ہے
نہ کچھ اندیشہ داور ہے نہ کچھ پاس پیمبر ہے ۔ چوانی پر مسلمان جھٹ سے دیدیتا شہادت ہے
کسی کو کوئی کافر کوئی لامذہب بناتا ہے ۔ نیا ایک ایک مذہب ہے نئی ایک ایک ملت ہے
کوئی ہے نیچری کوئی وہابی* کوئی لامذہب ۔ کہیں تقلید سنت ہے رواج شرک و بدعت ہے
مسلمان بیچے ذر در جوتیاں چٹخاتے پھرتے ہیں ۔ وہ جنٹلمین بنجاتے ہیں جنہیں کچھ امارت ہے
بنے کالے فرنگی ڈاٹ کر پتلون اور جاکٹ ۔ مسلمانونکے دلیں اور دینیں سے صاحب کو نفرت ہے

* وہابی یا لامذہب مسلمانوں میں کوئی مذہب نہیں ایک دوسرے کو بطور سب و طعن وہابی و لامذہب کہتا ہے جیسا کہ وہ اسکا بدعتی و مشرک نام رکھتا ہے ۱۲

اگرچہ ملتے ہیں صابون تا شہر ولایت زا — نہیں چھٹتا ولیکن رنگ بس کالی ہی رنگت ہے
سین صحبت میں بستی ہیں برانڈی و رنڈلی ہے — نہ روزہ نہ نماز اب تو نہ طاعت نہ تلاوت ہے
اگر آئیں والد ماجد بھی ملنے انکو مونڈھا دیں — ڈلی کرسی پہ صاحبزادی ہیں کیا سر میں نخوت ہے
یہی حالت رہی گر آئی مسلمانو تو سچ جانو — قیامت ہے قیامت ہے قیامت ہے قیامت ہے
سنو اور بہرہ ہو عاقل کی کیا معقول باتیں ہیں — جھڑک دی نظم کی شکر کہ کچھ کڑوی نصیحت ہے

(جریدۂ روزگار ۱۲)

اڈیٹر کہتا ہے۔ ان ابیات میں جو مسلمانوں کی دنیاوی مکنت و ثروت و دولت وحشمت کے زوال پر حسرت ظاہر کی گئی ہے اور اوسکے حصول کی ترغیب دلائی گئی ہے یہ ہمارے ان مسلمان بھائیوں دینداروں پرہیزگاروں کو جنہوں نے برطبق ع حفظت شیئاً و غابت عنک اشیاء (یعنی تو نے ایک چیز کو یاد کر لیا ہے اور بہت چیزیں تجھے بھولی ہوئی ہیں) صرف چند آیات و احادیث مذمت دنیا کو یاد کر رکھا ہے احادیث و آیات فضیلت غنا کو بچشم بصیرت نہیں دیکھا) ایک فضول بات معلوم ہوگی بلکہ معصیت و بے دینی دکھلائی دیگی ولیکن اگر وہ دیندار و پرہیزگار چشم عبرت و انصاف کھولیں اور انبیاء سلف اور خاتم المرسلین اور اونکے خلفاء راشدین کے حالات ثروت و شوکت کو دیکھیں تو اس حسرت و ترغیب کو فضول و معصیت نہ سمجھیں ان حالات و فضیلت غنا کے متضمن احادیث و آیات کو ہم اشاعۃ السنہ نمبر (۶) جلد (۵) میں ذکر کر چکے ہیں۔ اور اسباب ایک مستقل مضمون بعنوان دُنیا عنقریب لکھنا چاہتے ہیں جسمیں ہم یہ ثابت کرنا مدنظر رکھتے ہیں کہ دنیا ہی ایک ایسا آلہ یا ذریعہ ہمارے پاس ہے جو ہمیں خدا سے ملا دے رسول کا مطیع بنا دے قیامت کا سامان تیار کرا دے نماز پڑھا دے روزہ رکھا دے حج کرا دے زکوٰۃ دلا دے۔ جلدی ہاتھ میں یہ دنیا نہو تو ہم کسی کام کے نہیں اور کچھ نہیں کر سکتے۔

ملخص رسالہ لی جی اسکاٹ صاحب
در اثبات وجود و توحید باری عزّ مجدہ

اس مضمون کو اسلامی علماء اسلف وخلف (جیسے امام حجۃ الاسلام غزالی امام فخرالدین رازی و بین المتاخرین حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی وغیرہ) نے اپنی عربی تصانیف میں عمدگی و شائستگی سے بیان کیا ہے مگر آج کل کے مہذب و تعلیم یافتہ لوگ اقوال غیر مذہب اشخاص سے زیادہ مطمئن ہوتے ہین اور انگریزی طرز بیان کو زیادہ پسند کرتے ہین لہذا ہم اس رسالہ کے بعض مضامین کو چند پرچون مین وقتاً فوقتاً نقل کرنا مناسب خیال کرتے مین۔ مؤلف رسالہ کہتا ہے۔

اگر کوئی آدمی میدان مین چلا جاتا ہو اور اوسے ایک پتھر ملے اور وہ پوچھے کہ یہ کہان سے آیا ہے تو کوئی کہے کہ یہ ہمیشہ سے ہے تو اوس کو رد کرنا ذرا مشکل ہے لیکن اگر وہان میدان مین کوئی گھڑی نظر آوے اور کوئی ایسا کہے کہ یہ ہمیشہ سے ہے تو عقل باور نہ کرے گی لیکن یہ جواب اگر پتھر کے حق مین کافی ہے تو گھڑی کے حق مین بھی کافی ہے مگر گھڑی کے حق مین کافی نہین کیونکہ اسمین حکمت پائی جاتی ہے جسکا کوئی بانی ہے مثلاً اوسمین پہیے ہین جو آرہ کیطرح کٹے ہوتے ہین اور ایک دوسرے کو چلاتے اور دو سوئیان اور بارہ ہندسہ ہین جو وقت بتلاتے ہین سو یہ نتیجہ نکلیگا کہ اوسکا کوئی بانی ہے اور اس نتیجہ کو کوئی رد نہین کرسکتا۔

۱- مثلاً اگر کوئی کہے کہ ہمنے کسیکو کبھی گھڑی بناتے نہ دیکھا نہ کسی ایسے کو دیکھا جو بنا سکتا ہے تاہم عقل کو تسکین نہین آتی ہے کہ کوئی بنانے والا نہین ہے نہ کسی وقت مین یہ بنائی گئی تھی ۔

۲- اگر کوئی اعتراض کرے کہ اس گھڑی مین بعض چیزین ایسی ہین جو سمجھ مین نہین

آتی ہین کہ کس مطلب کے واسطے ہین تو یہ کچھ دلیل نہین ہے کہ اسکا کوئی بنانے والا نہین کیونکہ اگرچہ بعض چیزین گہڑی ہین معلوم نہین ہین کہ کس مطلب کے واسطے ہین تو بھی بعض اور چیزوں سے جنکی حکمت صاف ظاہر ہے بنانے والا ثابت ہے۔

۳۔ اگر کوئی کہے کہ یہ گہڑی کبھی بگڑ بھی جاتی ہے اور ٹھیک وقت نہین بتلاتی ہے تو یہ بھی کچھ اعتراض نہین ہے کیونکہ بہتیرے سنیار اور حکمت کی چیزین کسی قدر نکمی ہین پر بنانے والے کے حقمین کچھ شبہہ نہین رہتا ہے کہ کسی نے نہ بنایا مثلاً اگر انجن بگڑ جاوے تو کسیکو شبہہ نہوگا کہ اسکا بنانے والا نہین ہے۔

۴۔ اگر کوئی کہے کہ یہ ایک شے ہے اور جیسے ہر شے کی کوئی صورت ہوتی ہے اسکی بھی کوئی نہ کوئی صورت ہوگی خلقت مین کروڑون صورتین ہین اونہین سے یہ بھی ایک ہے + گہڑی کے حقمین عقل ایسا جواب ہرگز تسلیم نہ کرے گی +

۵۔ اگر اعتراض کرنے والا کہے کہ خلقت مین ایک طرح کی ترتیب ہے جس سے سب طرح کی چیزین بنجاتی ہین سو یہ گہڑی بھی اوسی ترتیب سے بنگئی۔ یہ بھی کافی جواب نہین کیونکہ یہ قیاس مین نہین آتا کہ کوئی چیز فقط ترتیب سے بنی جبکہ کوئی ترتیب کرنے والا نہو +

۶۔ اگر کوئی کہے کہ ہان حکمت کی صورت تو گہڑی مین ہے لیکن تم اس حکمت کی صورت سے دہوکا کہاتے ہو اسکا بنانے والا نہین ہے تو عقل ہرگز تسلیم نہ کرے گی اور جہاں ایسی حکمت ہے ممکن نہین کہ عقل دہوکا کہاوے

۷۔ اگر کوئی کہے کہ دہات مین ایک طرح کا قاعدہ ہے جس سے چیزین از خود بن جاتی ہین جیسا کہ بیج سے پیڑ عقل اسی تسلیم نہین کرتی کہ گہڑی یون ہی بنی کیونکہ کوئی قاعدہ یا قانون بغیر کسی قاعدہ بنانے والے کے نہین ہوسکتا۔

۸۔ اگر کوئی کہے کہ تم نہین جانتے کہ گہڑی کیا چیز ہے یعنی اسمین بھید ہے تو بس تمہین

کیا وہم ہے کہ اسکا کوئی بنانیوالا ہے یا نہیں ایسے جواب سے یہ نتیجہ کہ اسکا کوئی بنا بانی ہی رد نہوگا کیونکہ گہڑی کی اتنی کاریگری معلوم ہے جس سے صاف بانی ثابت ہی۔ جاننا چاہیے کہ ناستک مت والے اس قسم کے اعتراض کرتے ہین جب کوئی خلقت کے دیکہنے سے ثابت کرتا ہے کہ خدا ہے تو ناستک مت والے اس قسم کے اعتراض کرتے ہین۔

نصف

۱- فرض کرو کہ اوس گہڑی کے دیکہنے سے ہم کو یہ معلوم ہو جاتا کہ اس سے اور گہڑیان پیدا ہوتی ہین تو دیکہنے والا ضرور تعجب کرتا کہ یہ کیسی عجب حکمت ہی کہ ایک گہڑی سے اور گہڑیان بنتی چلی جاتی ہین ایسے عجیب سے وہ اور بہی لقین کرتا کہ ضرور اسکا بانی ہے۔

۲- تو وہ یہی سمجہتا کہ اگرچہ ایک طور سے وہ پہلی گہڑی دوسری گہڑی کی بانی ہی تاہم اصلی بانی وہی ہے جس نے پہلی کو بنایا اور جتنی گہڑی اوس سے نکلین سبہونکا بانی وہ ہی۔

۳- اگر وہ سوچنے لگے کہ جیسا یہ گہڑی پہلی سے نکلی ہے وہ پہلی اور کسی سے نکلی اور یون سلسلہ ہمیشہ سے جاری ہے اس سے ہرگز ثابت نہوگا کہ کوئی بانی نہین ہی یہ نتیجہ قایم رہے گا کہ کوئی بانی ضرور ہے اگر کروڑون گہڑیون تک یہ سلسلہ کوئی پہنچا دے یہ سوال ہوگا کہ انکا بانی کون ہی عقل یہ چاہتی ہے کہ یہ معلوم ہو کہ یہ حکمت جو گہڑی مین پائی جاتی ہے کس سے نکلی کیونکہ حکمت بغیر حکیم اور کاریگری بغیر کاریگر اور ترتیب بغیر ترتیب کرنے والے کے نہین ہوسکتی سو یہ کہنا ایک گہڑی نے دوسری گہڑی کو بنایا کافی جواب نہین ہے۔

۴- شاید کوئی کہنے لگے کہ یہ تو ایک دور ہے کہ اس سے پیشتر کروڑون گہڑیان بنتی چلی آئین تو بہی عقل کو کچہہ تسلی نہین کیونکہ عقل چاہتی ہو کہ یہ حکمت کہان سے آئی اس سلسلہ کو چاہو جتنی دور لیجاؤ یہ نہین معلوم ہوتا کہ گہڑی بغیر بانی کے ہے اور یہان پر فقط یہ سوال نہین کہ یہ گہڑی کہان سے آئی بلکہ یہ سوال ہے کہ اسکی حکمت کہان سے حکمت ایسی چیز ہے کہ جو عقل سے علاقہ رکہتی ہے اگر کوئی مان بہی لیوے کہ یہ گہڑی

اشاعۃ السنۃ النبویۃ

على صاحبها الصلوة والتحیة

نمبر پنجم و ششم — جلد ششم

معہ

ضمیمہ متضمن مسایل مذہب محدثین اہل السنۃ

بابت ماہ رجب سنہ ۱۳۰۱ھ مطابق ماہ مئی سنہ ۱۸۸۴ء

شرح قیمت وغیرہ امور متعلقہ رسالہ

درجات و مراتب: درجہ	مرتبہ	تفصیل خریداران بشرح مراتب	قیمت سالیانہ: بابت رسالہ	بابت ضمیمہ
۱	اخص قیمت	اسلامی ریاستوں کے نواب اور رئیس	للعہ ۲۴	۶
۲	خاص قیمت	گورنمنٹ انگریزی و معزز عہدہ داران گورنمنٹ و عام اغنیا ولایریری ہا و سوسائٹی ہا	عہ ۱۴	۳
۳	عام قیمت	متوسط اہل وسعت	ہے	عہ ۸
۴	رعایتی قیمت	کم وسعت جو دس روپیہ ماہوار سے زیادہ آمدنی رکھیں ...	ہے	۱۴
۵	للٰہی قیمت	کم وسعت جو دس روپیہ ماہوار بھی آمدنی نہ رکھیں مگر علمیت رکھیں اور اشاعت علم ...	دعا	ایضاً

(۲) ضمیمہ رسالہ سے علیحدہ فروخت نہ ہوگا رسالہ بدون ضمیمہ مل سکیگا۔

(۳) خط کتابت و ارسال زر مہتمم کے پورے نام و خطاب سے بہ نشان مندرجہ ذیل ہونا چاہیئے۔ و ارسال زر بذریعہ منی آرڈر یا ہنڈوی اور کسی صورت سے ہو ورنہ مہتمم ذمہ وار نہ ہوگا۔

ابو سعید محمد حسین لاہوری از ملیر کوٹلہ ضلع لودیانہ
Malerkotla

مطبع ریاض ہند پریس امرتسر

نمبر اول

مسلمانون کی خوفناک حالت

لایق ترحم و توجہ گورنمنٹ

ع

مرض بڑہتا گیا جون جون دوا کی

تمہیدات

اوّل

جب کوئی اپنے بیمار کے درمان و علاج کا حکیم حاذق سے خواہان ہوتا ہے تو پہلے اسکو اس بیمار کی شکایت ضرور کرنی پڑتی ہے کہ اُسکے پیٹ مین یہ بلا ہے اور اُسکے سر مین یہ آفت ہے ایسا ہی اگر کوئی اعلیٰ حاکم سے اپنی حقیر سے یا کسی ظالم (حاکم یا رعایا) کے ظلم سے مخلصی چاہتا ہے تو اُسکو بھی ضرور اپنی یا دوسری بہائی یا حاکم وقت کی کچھہ نہ کچھہ نقصان یا بُرائی بیان کرنی پڑتی ہے +

اسکو کوئی یہہ سمجھے کہ یہہ اپنے یا اپنی قوم یا حاکم کی توہین و تحقیر کرتا ہے تو یہہ اُسکی نافہمی ہے جس کا (بجز شافی مطلق) کسی طبیب حکیم ڈاکٹر فلاسفر کے پاس کچھہ علاج نہین اور جو اُسکی نسبت یہہ خیال کرے کہ اِس بیان و شکایت مین علاج و اصلاح کی نیت نہین صرف بدگوئی مقصود ہے یہ اسکی بدگمانی ہے (جسکا بجز سکوت کچھہ جواب نہین)

وسی روش پر ہمکو (جو اپنی بیمار قوم کی مُہلک مرض کے درمان و علاج کی چلے اپنی قوم سے پہر اپنی مہربان گورنمنٹ سے خواستگار رہین) ضروری ہوا کہ ہم پہلے اپنی قوم کے خوفناک حالات کو بیان کرین پہر اسکے علاج کے خواہان ہون پس

+ ہان اگر کوئی دنیا و آخرت کا خوف رکہکر سنے تو جواب بہی جو مضمون آئندہ جلد مین بصفحہ (۱۳۱) عنقریب آویگا--

ناظرین باتمکین اِس بیان کو تحقیر و توہین مسلمانان نہ سمجہین بلکہ غمخواری و تیمارداری خیال کرین اِسمین (ہمکو لایق بدگمانی سمجہکر) بدگمانی نہ کرین اپنی عالی ہمتی اور نیک نیتی پر نظر رکہکر حسن ظنی کو کام مین لاوین ع بر من منگر بہ کرم خویش نگر -

تمہید دوم

یہ ایک سرسری اور اکثری بات ہے کہ گورنمنٹ نیوٹرل (یعنی غیر طرفدار) ہے اور وہ رعایا کے مذہبی امور مین دست اندازی نہین کرتی اور اُسکو ایسا ہی ہونا چاہئے مگر اگر غور سے دیکہا جائے تو یہہ بات کلیتہً صحیح نہین اور نہ کسی گورنمنٹ کو (جو عدل کا دعوی اور شایستگی انتظام کو شعار رکہتی ہو) ایسا کرنا مناسب ہے بلکہ گورنمنٹ کا نیوٹرل ہونا اور مذہبی امور مین مداخلت نہ کرنا صرف اُن ہی مذہبی امور کی نسبت ہے جنکو پولیٹکل معاملات یا انتظامی سلسلہ سے تعلق نہین ہے اور جن مذہبی امور رعایا کو سلطنت پر اثر ہے یا انتظام مین دخل ہے اسمین دست اندازی کرنا ہر ایک گورنمنٹ کا (جو اصول سیاست کی پابند ہو) فرض ہے اور اسی پر ہماری برٹش گورنمنٹ کا عمل ہے -

تمثیلات

ایک شخص اپنے مذہب کی ہدایت سے (جسکو وہ مذہبی ہدایت سمجہتا ہے گو اصل مذہب کی وہ ہدایت نہ ہو) اپنے مخالفین مذہب کو قتل کرنا چاہے یا اِس فعل کے لوگون کو ترغیب دے* تو کیا گورنمنٹ اسکو اس مذہبی فرض کے ادا کرنے سے نہین روکتی

* چنانچہ ایک مولوی صاحب نے اپنے مخالفین مذہب کی نسبت ایسا فتوی دیا ہے بلکہ اسکو بطور رسالہ چہپا کر مشتہر کر دیا ہے ہم انکا یا اُن کے رسالہ کا نام لینا ابہی مناسب نہین سمجہتے اگر ہماری یہ اچہا لی اشارون اور خفیف مضمون نے ان صاحبون پر اثر نہ کیا تو ناچار نمبر دوم اس مضمون مین انکا نام بتایا جاویگا -

بیشک روکتی ہے اور اسکو روکنا لازم ہے۔

اس دست اندازی پر اگر کوئی **سوال** کرے کہ گورنمنٹ تو نیوٹل ہے پھر وہ ہمکو ہمارے اس مذہبی فرض سے کیون روکتی ہے اور ہمارے مذہب مین کیون مداخلت کرتی ہے تو گورنمنٹ کی طرف سے اسکا **جواب** صاف یہی ہوسکتا ہے کہ مین نیوٹل ہون اور کسیکے مذہب مین دخل دینا میرا کام نہین مگر اسی حد تک اور اسی مسئلہ مذہبی کی نسبت جسکو انتظام عام یا پولیٹیکل معاملات سے تعلق نہو اور یہہ مسئلہ (قتل مخالفین مذہب) ایسا ہے جسکو نہ صرف نظام عام رعایا سے تعلق ہے بلکہ اصول سلطنت اور گورنمنٹ سے بھی پورا تعلق ہے۔ اس مسئلہ کی نسبت بھی اگر گورنمنٹ نیوٹل ہو رہیگی تو ایک نہ ایک دن اسکو ہندوستان چھوڑکر انگلینڈ کی راہ لینی پڑیگی کیونکہ گورنمنٹ خود بھی اس مسئلہ کے استعمال کا محل ہوسکتی ہے اسلئے کہ مذہبی مخالفت جو اس مسئلہ کا اصول ہے اسمین بھی موجود ہے۔

(۴) ایک مسلمان ہندؤن کے بتخانہ کو یا ایک ہندو مسلمانون کی مسجد کو گرانا چاہے یا ایک دوسرے کے معبود یا بانی مذہب کی توہین کرے اور اس امر کو وہ اپنا مذہبی فرض سمجھے تو کیا گورنمنٹ اسکو بلا استغاثہ یا باستغاثہ فریق ثانی اس فرض کے ادا کرنے سے نہین روکتی ؟ بیشک روکتی ہے۔

اسپر بھی اگر وہی سوال دست اندازی مذہبی کوئی کرے تو گورنمنٹ اسکا جواب بجز اسکے کچھہ نہین دیسکتی کہ اس امر کو انتظام عام مین دخل ہے گورنمنٹ اسکی نسبت نیوٹل نہین ہے۔ ایسکے نظائر اور بہت ہین از انجملہ بعض نظائر† کا ذکر مضمون آئندہ مجدد کے خاتمہ پر بیان ہوگا۔

---

† جیسے ہندؤن مین ستی ہونا تپسیا کرکے خودکشی کرنا مسلمانون مین بردہ فروشی حدود شرعی جاری کرنا وغیرہ۔

تمہیدات ہو چکین اب اصل مضمون کیطرف رجوع کیا جاتا ہے

جون جون ہم اور ہمارے ہمدرد محب القوم و الوطن مسلمانون کے باہمی اتفاق بھم پہنچانے مین کوششین کرتے ہین اسکی تائید و ترغیب مین پُر زور و باثر مضامین قید قلم مین لاکر اخبارون اور رسائل مین چھپواتے ہین اور اس اتفاق و اتحاد کے وسائل (انجمنین اور سوسائٹیان) قایم کرتے ہین تون تون ہمارہ ہی فاسد اعضا بعض مسلمان شوریدہ بخت واژگون قسمت (جنکی بدنصیبی سے یہ بیت حاکی ہے باآب زمزم و کوثر سفید نتوان کرد ؛ گلیم بخت کسی راکہ بافتند سیاہ) درپے تفرقہ و فساد و باہمی لغض و عناد ہوتے جاتے ہین مسلمانون کو ایک دوسرے کا دشمن بناتے ہین - کینہ و عداوت و تفرقہ و مہاجرت کا سبق پڑھاتے ہین رات دن بذریعہ تحریر و تقریر علحدگی و نفاق کی منادی سُناتے ہین کہ اپنے مخالفین کو (جو اصول مین ان کے موافق ہین صرف فرعیات مین مخالف ہین) دین سے خارج سمجھو انکو اپنی مسجدون سے نکالدو ان کے پیچھے نماز نہ پڑھو ان کے پاس بیٹھنا ساتھ چلنا کھانا پینا موقوف کرو وعلی ہذا القیاس - اور جب وہ دیکھتے ہین کہ صرف معمولی فروعی اختلاف پر یہہ احکام نہین لگائے جا سکتے اور اگر لگائے بھی جاتے ہین تو وہ عام لوگون مین چل نہین سکتے تو وہ اس تفرقہ کو قائم کرنے اور ان احکام شقاق و نفاق کو جاری کرسکنے کیلئے جھوٹ واقعات سے کام لیتے ہین - اپنے **مسلمان** اور سُنی بھائیونکی نسبت ایسی باتین خلاف واقع اور ناحق شائع کرتے ہین جو انکو دائرہ اسلام سے خارج کرین یا اہلسنت و جماعت کے احاطہ سے نکالدین (جیسے انکا یہہ **افترا** کہ خدا تعالی کا جھوٹ بولنا ممکن ہے اور یہہ **افترا** کہ انبیا علیہم السلام کو خطا کار یا گنہگار کہنا جائز ہے - اور یہہ **افترا** کہ آنحضرت صلعم خاتم المرسلین نہین ہین - اور یہہ **افترا** کہ رجعت (جسکے شیعہ قائل ہین) برحق ہے - اور یہہ افترا کہ چارون اماموں کے پیرو (حنفی شافعی حنبلی مالکی) اور چارون طریقہ

کی تتبع (چشتی قادری نقشبندی سہروردی) سب کافر ہین - اور یہہ **افترا** کہ خنزیر کی چربی حلال ہے - اور معاذ اللہ ــــــ نے وہ پنیر شام جسمین وہ چربی تھی کہایا ہے اور یہہ **افترا** کہ مردون کو بالیان پازیب زیور وغیرہ پہننا درست ہے اور یہہ **افترا** کہ پیشاب کرنے کے بعد پانی وغیرہ سے استنجا کرنا بدعت اور دوزخیون کا کام ہے اور یہہ **افترا** کہ وضو مین بجائے پاؤن دہونے کے انپر مسح کرنا فرض ہے وغیرہ وغیرہ جنکی تفصیل مین تطویل ہے -

اس قسم کی افترا پردازیان اور فتنہ انگیزیان سب سے پہلے شہر دہلی (جو ہمیشہ سے ہر ایک فن (پہلے یا برے) کے اہل کمال کا مرجع و مجمع ہے - وہان کے علما و صلحا نیز تو بے مثل ہین مفسد و شوہدے ہین تو بے نظیر) سے سرزد ہوتی ہین پہر اور دیار وامصار (ہندوستان و پنجاب) مین پہیلتی ہین - **ان باتون کو ناواقف** خداترس (اس خیال سے کہ وہ علماء دہلی کے مہری فتوی مین منقول و مندرج ہین اور مفسد شریر النفس (اپنی خبث باطنی کے اقتضا سے) بدل قبول کرتے ہین اور عام لوگون مین پہیلاتے ہین اور یوماً فیوماً بغض و عداوت باہمی اہل اسلام کو بڑہاتے ہین - یہہ بازار فتنہ و فساد کا دہلی مین مدت سے گرم تہا **سنہ ۱۸۸۱ء** مین جی جی بنیاسا صاحب بہادر کمشنر و سپرنٹنڈنٹ قسمت دہلی نے ہمیشہ کے مقدمات دیوانی و فوجداری (جو اسی تفرقہ و فساد کے نتایج تھے) کے سننے سے تنگ آکر اس بازار کو سرد کرنا چاہا - اور جانبین کے علما و مقتداون کو بلا کر دوستانہ طور پر سمجہایا کہ آپ لوگ عوام کے فتنہ کو بند کرین اور باہم اتفاق و اتحاد اہل اسلام کو قایم رکہین **تکفیر و تبدیع** کے سرآمد علما نے جو اسوقت مرجع افتا رکہتے توجہہ فرمائی اور ایک تحریر پُر تاثیر خوش تقریر (جسکا خلاصہ ذیل مین درج ہے) قید قلم مین لاکر اپنے فریق کے علما و فضلا کے دستخطون و مواہیر سے مسجل و مزین فرما کر صاحب کمشنر کے پاس تصدیق و شہادت واقعہ

(نہ کسی مسئلہ کی تصفیہ و تحقیق کے لئے) پیش کی۔ اس تحریر کو تمام و کمال ہم رسالہ اشاعۃ السنہ نمبر ۳ جلد ۵ مین درج کر چکے ہین۔ اس مقام مین اسکا ایک حصہ بعینہ اسکی عبارت سے نقل کرتے ہین۔

نقل پارہ از تحریر علماء دہلی مدخلہ و مصدقہ عدالت کمشنری

"چونکہ دہلی و دیگر امصار مین اکثر نافہم لوگون نے مسائل فروعیہ مین تنازعات بےمعنی برپا کرکے طرح طرح کے اشتہار و رسائل مشتہر کئے ہین بارہا وہ اشتہار و رسایل ہماری نظر سے گذرے ہرچند بطور خود اسکا انتظام و امتناع چاہا مگر نادان لوگ باز نہ آئے اور خفیف امور پر نوبت بعداوت پہنچائی ہر ایک فریق اپنے مخالف فریق کو گمراہ اور خارج از اہلسنت والجماعت تقریراً و تحریراً کہنے لگا۔ اور باہم فساد و عناد بڑہتا گیا اور یہان کے فساد سے اور بلاد و قصبات مین بھی نزاع و تکرار بین المسلمین واقع ہوئی اور نوبت بفوجداری پہنچی۔ حالانکہ یہ اختلاف سلف صالحین سے چلا آیا ہے اور صحابہ کرام اور مجتہدین عظام مین فروعی مسایل مین اختلاف رہا ہے لیکن باوجود اختلاف کے اُن حضرات مین بغض و عناد و فساد نہ تھا۔ ایکدوسرے کو خارج از اہلسنت والجماعت نہ سمجھتا تھا اور آپس مین محبت و اتحاد تھا اور آجکل لوگ انھین فروعی مسائل کے اختلاف کی سبب نااتفاقی جرمون مین مبتلا ہو رہے ہین کیونکہ ضد اور کینہ۔ اور غیبت اور عداوت اور فساد بالاتفاق حرام ہے جن مسایل مختلف فیہ مین اختلاف ہے وہ یہ ہین۔ نجاست آب۔ آمین بالجہر فی الصلوۃ رفع الیدین فی الصلوۃ۔ رفع سبابہ و دیگر مسایل اختلافیہ۔ بعض نے انکو حرام سمجھا۔ اور بعض نے سنن موکدہ۔ غرضکہ جادۂ اعتدال سے گذر گئے۔

ایک فریق دوسرے فریق کے افعال نماز مین طعن و توہین سے پیش نہ آوے اور نماز ایک فریق کی دوسرے کے پیچھے بشرط رعایت عدم مفسدات جائز ہے پس جو شخص

کرے اسکو منع نکیا جاوے اور اُسکے پیچھے بلا شبہ نماز پڑہنی چاہیے اور جو نکرے اسپر اعتراض نہ ہو اور فاعل افعال مذکورہ اُسکے پیچھے نماز پڑھے اور آپسمین محبت و اتحاد رکھین کوئی کسیکو بُرا اور بدمذہب نجانے۔ مساجد مین کسی فریق کا کوئی فریق فریقین سے مانع ومزاحم نہ ہو جیسا کہ طریقہ سلف کا تھا اور عملدرآمد متقدمین کا رہا ہے عامل بالحدیث اپنے طور پہ عمل کرے اور عامل بالفقہ اپنے طور پہ ہر ایک مسجد مین ہر ایک اپنے عمل بجالانیکا مجاز ومختار رہے۔"

نقل مواہیر علماء دہلی فریقین وغیرہ جو اس تحریر پر ثبت ہین۔

فریق عامل بالحدیث		فریق عامل بالفقہ			
مہر یا نام	تعریف	مہر یا نام	تعریف	مہر یا نام	تعریف
محمد سید نذیر حسین ۱۲	اس گروہ کے رئیس العلماء ہین اور حدیث کے مدرس ومفتی۔	محمد شاہ [illegible]	اس فریق کے امام ومناظر ومصنف مذہب حنفیہ کے [illegible]	محمد عبد اللہ	مدرسہ مولوی عبد الرب کے مدرس جوفی الحال پنجاب یونیورسٹی کالج کے مدرس [illegible]
حفیظ اللہ حسبنا اللہ بس	حافظ مولوی واعظ مشہور شہر دہلی کے	۱۲۹۰ محمد عبد الرب	واعظ مشہور دہلی و [illegible]	۱۲۸۴ یوسف عبدہ محمد یوسف	حافظ وواعظ مشہور
زشرف سید کونین شد شریف حسین	مولینا سید نذیر حسین صاحب کے جانشین اور فرزند رشید	الحق عبید [illegible]	مدرس مدرسہ مسجد فتحپوری	[illegible]	[illegible]
		محمد رحیم بخش ۱۲۷ [illegible]	مسجد فتحپوری کے امام اور خاندان نقشبندیہ کے سجادہ [illegible]		

فریق ثالث یا الخیر جنکو دونو فریق سے مساوی تعلق ہے	
انہ کان منصورا	سید محمد امام جہان نما

مولوی ابو المنصور امام فن مناظرہ تمام شہر اور جامع مسجد کے امام

اس تحریر پران علماء کے علاوہ اور بہت سے فضلاء و علماء فریقین و ثالث طرفین کے دستخط و مواہیر ثبت ہین مگر ہمنے ایک خاص غرض سے جسکو مقام بیان علاج مین ظاہر کرینگے صرف ان علما کی مہرین نقل کی ہین جنکا عملدرآمد مقتدا ہونا اسوقت تمہ اپنے فریق مین مسلم

و مشہور ہی +

یہہ تقریر سراپا تنویر تریاق التاثیران مُردہ دلون پر (جو حسد و عناد و شر و فساد پلائے گئے ہین زہر ہلاہل بنکر گرے یا زہر آلودہ خنجر ہوکر لگی اور وہ صلح جو اس تحریر کی تاثیر سے پیدا ہوئی تھی انکو موت سے بھی بدتر معلوم ہوئے پس وہ اس عہد کے توڑنے اور اس صُلح کے فسخ کرانے کی تدابیر کے درپی ہوگئے۔

ایک مدت کے بعد پھر تو اونھون نے یہہ تدبیر فساد و باہمی جنگ و عناد کی نکالی کہ ایک تحریر بجناب مولوی سید شریف حسین صاحب خلف الرشید مولینا سیّد محمد نذیر حسین صاحب محدّث دہلوی بنام جناب مولوی ولایت علی صاحب حنفی فرخ آبادی مدرس مدرسہ جناب مولوی محمد سعید صاحب عظیم آبادی بمقام شہر پٹنہ اس مضمون کی روانہ کی جسکی تفصیل نقل سے باوجودیکہ نقل کفر کفر نباشد مسئلہ مشہور ہی ہماری بدن پر بال کھڑے ہوتے ہین اور قلم و زبان کو ماری شرم و حیا کے طاقت بیان نھین ہی اور اسکا اجمالی بیان یہ ہے۔ کہ تمہاری اکابر مذہب و مشائخ طریقت کے فلان و فلان (جنکے نام نامی کا ذکر بھی اس مقام مین گستاخی و بے ادبی سے خالی نہین) سب کے سب کافر و مرتد و جہنمی گذری ہین اور ہمارے عُلماء مذہب فلان فلان ایسے اور ایسے عالم و مجتہد ہین اسی قسم کے اور کفریات و اکاذیب اس تحریر مین درج ہین (جنکا صدور مسلمان کی شان سے بعید ہی)

اس خط کو ان مفسدون نے خود ہی دہلی۔ دیوبند۔ سہارنپور۔ گنگوہ۔ لودہیانہ لاہور وغیرہ بلاد ہندوستان و پنجاب مین پھیلایا اور عام لوگون کو اسکایا اور جوش دلایا کہ گروہ عاملین بالحدیث عاملین بالفقہ کو ایسا بُرا سمجھتے ہین لہذا انسے دشمنی و عناد عاملین بالفقہ کا مذہبی فرض ہے۔ ہر چند اس خط اور اسکے اشاعت نے بعض سادہ مسلمانان ضلع سہارنپور و لودہیانہ پر کچھہ اثر کیا انہون نے بلا تحقیق اسپر اعتماد

کرکے عاملین بالحدیث کو مسجدون سے نکالنا شروع کردیا اور اپنا دشمن و مخالف اسلام سمجھ لیا مگر اکثر بلاد کی علماء و صلحاء و عقلاء و رؤسا نے اسکو دروغ بے فروغ سمجھکر اسکی طرف التفات نکیا **الغرض** اِس جعلی خط کا اثر پورا پورا نہوا۔

یہہ دیکھکر اِن ہی حضرات نے یا اُنکے اور ہمخیال بھائیون نے انہی دہلی کے مفسدون کے مشورہ و معاونت سے ایک اور فتوی بطور رسالہ اِس مضمونکا تیار کیا کہ گروہ عاملین بالحدیث اہلسنت و جماعت سے خارج و گمراہ ہین انمین ایسی باتین پائی جاتی ہین جو بعض موجب کفر ہین بعض موجب ضلالت و نماز کی مفسد (جنکی تفصیل ہم بصفحہ (۱۱۹) کرچکے ہین) لہذا انکے ساتھ ملنا بیٹھنا انکے پیچھے نماز پڑہنا درست نہین۔ اور اسکے **ذیل** مین اس تحریر **معاہدہ** مصدقہ **کمشنری** دہلی کی بے اعتباری یون بیان کی کہ صاحب کمشنر دہلی نے اِن دو فریق کا باہم ملاپ و اتفاق کرایا تھا وہ فتوی شرعی و لائق اعتبار نہین ہے اور اسپر **تین** **دلایل** پیش کئے **اول** یہہ کہ صاحب کمشنر کو مذہبی امور مین کیا دخل اور فتوی پر مہر کرنیسے کیا کام **دوم** یہ کہ اسمین سوال (چہ میفرمایند علماء دین) و جواب (بحوالہ کتب کہان ہے) **سوم** یہہ کہ اسپر دستخط کرنیوالے سب علما نہین۔ بعض طرفین کے مولوی ہین اِس رسالہ پر اونہون نے جہوٹی سچی مہرین کراکر ایک مولوی صاحب کے (جنکے اسم و رسم سے ہم واقف نہین لہذا ہم انکی نسبت کسی قسم کی رائے قایم نہین کرسکتے کہ وہ دیدہ و دانستہ اس فساد و خلاف بیانی کے متصدی و پیش امام ہوے یا وہ کسی مفسد کے دہوکہ مین آگئے یا وہ اس رسالہ کے مضامین ہی سے بیخبر محض ہین) نام درج کرکے ایک **گلابی رنگ** کے چوورقہ پر مطبع فیض محمدی لکہنو مین چہپوا دیا اب **وہ چوورقہ** رسالہ ہندوستان و پنجاب کے اکثر شہرون مین مشتہر ہو رہا ہے اور اسکے دستاویز سے (کہ یہ دہلی کا مہری فتوی ہے) ناواقف لوگون کو دن رات بہکایا اور جوش دلایا جاتا ہے کہ گروہ عاملین کافر و مرتد و خارج از ملت ہین انکے ساتھ ملنا بیٹھنا کسی کام مین شریک ہونا مسجدون مین انکو داخل ہونے دینا جایز نہین ہے۔ اِس **کارروائی** تفرقہ کا نتیجہ بقرینہ واقعات اور بحکم مشاہدہ و فراست ہونیوالا ہے کہ جماعت عاملین بالحدیث عموماً مسجدون سے نکالی جاینگی وہ نہ نکلی تو فریق کے ہاتھ سے مار پیٹ کہاینگی

یا عدالت کے دروازون پر ڈیرہ لگا دینگے یا گورنمنٹ پنجاب مین ڈیپوٹیشن یا میموریل پیش کرینگے جسمین نہ صرف انکو نقصان پہنچیگا بلکہ گورنمنٹ اور اسکو معزز افسرونکا بیش قیمت وقت بھی صرف ہوگا یہہ آن بیمارونکی کیفیت مرض ہی اب جو اسکا علاج لایق توجہہ معززین اہل اسلام و گورنمنٹ والاسفام خاکسار (اڈیٹر) کے فکر و خیال مین آیا ہی وہ عرض خدمت جانبین ہوتا ہی۔

علاج لایق توجہ و تعمیل اہل اسلام

اہل اسلام سے جو صاحب علم و انصاف ہین وہ خود جانتے ہین کہ گروہ عاملین بالحدیث کو عاملین بالفقہ سے اصول اعتقاد و امہات مسایل مین (بجز چند مسایل فرعیہ عملیہ کے جنمین کسی جانب صواب یا خطا کا یقین نہین ہوسکتا) اختلاف نہین ہی یہ وہ اکثر مسایل و اصول مین ایک ہین اور جنکو کسی مسئلہ مین کچھہ اشتباہ یا قلت اطلاع ہو وہ بشرط استطاعت اس گروہ کے معمولہ و متمسکہ کتب حدیث (صحاح ستہ وغیرہ) کو (جن پر انکا عملاً و اعتقاداً اعتماد و استناد ہے) مطالعہ کر کے دیکہین کہ آیا ان کتب مین ان باتون کا جو ان کے ذمہ لگائی جاتی ہین اور وہ بصفحہ (۱۲۹) منقول ہوچکی ہین کہین اثر و نشان ہے جسکو یہہ بہی استطاعت نہو وہ اسی فیصلہ و قرارداد فریقین کو جو عدالت کمشنری دہلی مین گویا رجسٹری ہوچکا ہی ملاحظہ فرما دین جسمین باتفاق علما فریقین صاف تسلیم کیا گیا ہی کہ ان کا انکا اختلاف صحابہ کی مانند صرف بعض مسایل فرعیہ مین ہی اصول مین نہین ہی اصول مین یہ سب اہلسنت و جماعت ہین ایک کی دوسرے کے پیچھے نماز درست ہی اور جو اس فیصلہ کی بے اعتباری پر اس تحریر پسر ایا تنز دہیر مین تین دلایل قائم کیے ہین انکو وہ محض مغالطات و دہوکے سمجھے ہین دلیل اول کو اسلیے کہ صاحب کمشنر نے اسمین تصدیق مسایل کے لئے دستخط نہین کیے بلکہ بغرض شہادت واقعہ۔ گویا اس فیصلہ کو رجسٹری کر دیا ہی تاکہ مفسدین کو اسمین انکار کی گنجایش نہ رہی اور ظاہر ہے کہ کوئی امر شرعی بیع یا نکاح یا ہبہ یا طلاق عدالت مین رجسٹری کرانیسے غیر شرعی اور باطل نہین ہوجاتا دوم کو اسلیے کہ دینی مسایل و فتادی کے صیغہ و پیرایہ کا سوال و جواب پیرا تخصیص آیا

نہین ہے دیکھو قرآن مجید یا صحیح بخاری یا ہدایہ مین کہین زچہ ہی فرمائید علمار دین کا
لفظ نہین ہے پہر کیا وہ مسائل جو ان کتابون مین نہین شرعی مسایل متصور نہ ہون گے
سوم کو اسلئے کہ اس فیصلہ پر جن لوگون کی مہرین ہین وہ سبہی عُلما نہین ہین تو بعض تو
بلا خلاف علمار ہین جنکے نام نامی ہمنے اسمقام مین (اسی بات کو جتانے کے لئے) نقل کئے ہین
اور انکا علما ہونا اس تحریر پر تردید مین تسلیم کیا گیا ہے بلکہ انہی علما کی مواہیر سے اپنی تحریر کو
دہلی کا مُہری فتوی بنایا ہے اور عام لوگونمین جو دہلی کے فتوی پر اعتماد کرتے ہین تشہیر کیا اور تصدیق مسئلہ کے لئے
بعض مصدقین کا علمار ہونا کافی ہے اسکو غیر علمار کا مان لینا اور اسکی تصدیق کرنا اسکو شرعی فتوے
ہونیسے خارج و بیاعتبار نہین کرتا اس بیرسے کسی و ناکس کو عالم ہو خواہ عامی ان باتون کی کذب و بہتان
ہونیکا یقین ہوسکتا ہے اور معزز خیر خواہان اسلام و اتفاق جویان اہل اسلام خصوصًا اسلامی انجمنون
کے اعیان کی توجہ سے اس یقین کے اظہار اور ان کاذب کی بے اعتباری کے اشتہار سے وہ مرض تفرقہ
و فساد و بغض و عناد اہل اسلام سے دور ہوسکتا ہے اور جنکے دلمین پھر بھی یہ مرض ہے انکے لئے دو نسخہ
اور تیار ہے **اول** ہزار روپیہ کا اشتہار **دوم** جھوٹے ان باتونکے قایل پر لعنت کی بوچھاڑ۔
اشتہار تو اس رسالہ کے سرورق پر ثبت ہے جسکو اہلحدیث مین ان باتونکے پائے جانے کا دعوی یقین
ہو وہ اس اشتہار کا جواب دے یا کسی سے دلوائے اور ہزار روپیہ انعام پائے۔
اور **لعنت** ہردم حاضر ہے جہان اور جسوقت چاہو اہلحدیث کہنے کو حاضر ہین کہ جو ان باتونکا قایل ہے
اُسپر ہزار لعنت ہے اور جو ناحق کسی پر بہتان باندہے اسپر ہزار نہین تو پانچ ہی سہی۔ پانچسو کی انکو
رعایت کیگئی۔ انکے مخالف اپنے دعوی یقین مین سچے ہین تو اسپر (یا بجہر نہ سہی) آہستہ ہی آمین کہین
بالفعل تو ہم اس حد الیہ اکتفا کرتے ہین ہمارے اشتہار کا جواب ملا تو اسکے جواب مین ہم دلایل سے تفصیلی
اور کتابی بحث کرینگے ان باتونکا افترا ہونا محدثین کی کتب معمولہ سے ثابت کردینگے اور جن عبارات اور کتب
چہاد و چہجو وغیرہ سے ان حضرات نے ان باتونکو اختراع کیا ہے انکا جواب بھی دینگے۔

علاج لایق توجہہ گورنمنٹ

مجدد

کسی کی ذاتی وشخصی وصف منقصت یا کمال سی بحث کرنا چندان ضروری امر نہین ہے
مگر جب وہ ذاتی وشخصی وصف قومی وصف ہوجائے اور اسکا اثر ایک قوم پر پہنچے تو وہ وصف
ذاتی وشخصی نہین رہتی اور اس سی بحث قومی ضروریات سی ہو جاتی ہے۔

مثلاً ایک شخص کسی کی نسبت شہادت دینا چاہتا ہی اور اسکی کلام کا اثر
اسکی جان یا مال پر پہنچنے والا ہے تو اسکی ذاتی چال وچلن سے بحث کرنا
ضروری وقومی امر ہے ایسا ہی اگر کوئی شخص کسی قوم کا رہنما ومقتدا ہی اور اس سے
عام لوگون کی ہدایت یا ضلالت متصور ہے تو اسکی ذاتی حالات سے بحث کرنا
اور اون لوگون کا اعلیٰ فرض ہے جو قومی امور مین بحث کرنا اپنا فرض سمجھتے ہین

اسی اصول* پر محدثین نے سلف سی خلف تک حدیث کے راویون
اور دین کے اماموں کے حالات سے بحثین کی ہین اور فن اسماء الرجال مین
کتابین لکھین ہین اور مورخین نے سلاطین زمان وغیرہ اعیان کے حالات
مین تاریخین تالیف کین۔

اسی اصول پر ہم ہی بعض اوقات بعض اعیان اسلام کے حالات
سی بحث کرتے ہین اور انکے نشر مناقب ومحامد کو موجب ہدایت ہزارون
اشخاص کا جو انکی طرف رجوع کرین اور انکی تالیف سے ہدایت پاوین خیال
کرکے اشاعۃ السنہ مین انکی فضائل وکمالات کو بیان کرتے ہین اس

* اصول جمع اصل بمعنے قانون ہی اور لغۃً کسی ایک قانون پر اسکا اطلاق صحیح
نہین ہی مگر چونکہ عام لوگ بجائے اصل لفظ اصول بولتے ہین اور اگر لفظ اصل
بولا جاوے تو سمجھ نہین سکتے لہذا ہمنے بہی وہی عام فہم لفظ اصول بجائے
اصل بولا ہی اور غلط العام فصیح کا لحاظ کیا۔

امر کو اگر کوئی ذاتی و شخصی بحث سمجھے تو یہہ اسکی نافہمی ہے اور جو اسکو اخبار نویسوں کی سی خوشامد تصور کرے یہ اسکی سوء ظنی و بدگمانی ہے یہہ بدگمانی ہر ایک کام مین (اچھے سے اچھا کیون نہ ہو) ہو سکتی ہے (مثلاً ایک شخص دوپہر کی دہوپ مین نماز کے لئے کسی مسجد مین آتا ہے اسکے اس فعل مین یہہ بدگمانی ہوسکتی ہے کہ یہ ریاکار یا مکار ہے اس فعل سے یہہ تسخیر خلایق مد نظر رکہتا ہے) مگر خدا۔ رسول قران و اسلام ہمکو اس بدگمانی سے مانع ہین اور ہر ایک مسلمان کے فعل مین (گو وہ بدنیتی سے کیا گیا ہو) حسن ظنی و نیک نیتی کے گمان کرنے کو واجب کرتے ہین (چنانچہ اشاعۃ السنہ نمبر ا جلد ۶ مین بصفحہ ۹ کتاب و سنت سے اسکا ثبوت دیا گیا ہے) لہذا کسی مسلمان کو نہین پہنچتا کہ ہمارے یا کسی مسلمان کے فعل مین (جب تک کہ اسکے پاس ایسی قطعی دلیل بدگمانی کی جو خدا تعالے کے سامنے قیامت کے دن چل سکے) موجود نہو بدگمانی کرے آیندہ اختیار ہے قیامت قریب ہے خدا تعالے رقیب ہے اگر اس بدگمانی پر قطعی دلیل نہوگی تو خدا تعالے سے جان چہوڑانی مشکل ہو جائیگی۔ اسبات کو عوام نہین تو مولویصاحبان تو سوچین جو قران کو موت کو حساب کو پس پشت ڈالکر ہماری بعض مضامین پر جہٹ فتوے لگاتے ہین کہ فلانے صاحب کی خوشامد کے لئے ہے۔ اور انگریزون کی تالیف کے لئے ہے و علے ہذا القیاس۔

اسی اصول پر ہمنے پرچہ سابق (نمبر ۴ جلد ۶) مین ایک مضمون بعنوان "نواب صاحب بہوپال اور انکی بابرکت تالیفات" لکہا تو اسکے ضمن مین نوابصاحب ممدوح کی نسبت بلا اختیار یہہ فقرہ مدحیہ قلم سے نکل گیا کہ "جناب ممدوح کو بعض علماء نے اس صدی کا مجدد قرار دیا ہے" اسپر ہمارے ایک خیر خواہ دوست مولویصاحب نے جو ایک لکہنوی اخبار کے ایڈیٹر ہین یہہ نکتہ چینی کی ہے

کہ نواب صاحب ممدوح نے ایک مصور کو تصویر پر انعام دیا یا ریاست سے دلوایا ہے اور اپنی تصویر قد آدم کو تاج المحل ہوبال مین رکہوایا ہے"۔

اور ضمناً ہمپر یہی اعتراض جڑ دیا ہے کہ ہمنے انکو ایسی حالتون کے ساتہہ مجدد کیون قرار دیا ہے"۔

اسمقام مین ہم اِس دوست کا ازالہ شبہ و شکایت کرتے ہین اور یہ ثابت کرنا چاہتے ہین کہ **اول** تو نواب صاحب سے یہ فعل سرزد نہین ہوا اور **اگر** بقول کسی مفتری و دروغ گو کے اسکا وقوع مان بہی لیا جاوے تو اس سے انکا مجدد ہونا زائل نہین ہوتا۔ **مجدد** ہونے کے لئے معصوم ہونا **شرط** نہین ہے اور منصب مجددیت عین منصب نبوّت یا اسکا مساوی نہین ہے کہ مجدد سے کوئی خطا یا گناہ ہونا نہ پاوے اسکی شرط اور معنے **یہی ہین** کہ مجدد وہ ہے جو علم اور سنت کی اشاعت اور بدعت کی اماتت عمل مین لاوے اور دین کو مدد پہنچاوے اور جناب ممدوح سے علم و سنت کی اشاعت اور اسلام کی معاونت اور بدعات و منکرات کی بیخ کنی اس کثرت سے ہوئی ہے کہ پچہلے مجددین مین اسکی نظائر کم پائی جاتی ہین۔ اور اسکے مقابلہ مین وہ منکرات جنکو ہمارے دوست انکے ذمہ لگاتے ہین۔ (اگر انکو مان بہی لیا جاوے) بفحوائے ارشاد واجب الانقیاد اِن الحسنات يذهبن السيئات لائق اعتبار و شمار نہین ہے۔

ہم **پہلے** اسی شق (دوم) کا ثبوت دیتے ہین شق اول (این افعال کے اونسے سرزد ہونے) کی پہر تفصیل کرینگے و باللہ التوفیق۔

ثبوت شق دوم

واضح ہو کہ یہ **لفظ مجدد** ایک حدیث **نبوی** کا لفظ ہی جسکو ابوداؤد نے

اپنی کتاب سُنن مین روایت کیا ہے - **اس حدیث** کا مطلب یہہ

عن ابی ھریرۃ فیما اعلم عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال ان اللہ یبعث لھذہ الامۃ علی راس کل مائۃ سنۃ من یجدد لھا دینھا (سنن ابی داؤد جلد ۲)

ہے کہ آنحضرت نے فرمایا ہے خداے تعالے اس امت کے لئے ہر صدی پر ایسے لوگون کو پیدا کریگا جو انکے دین کو نیا کرینگے (یعنے

رواج دینگے اور قایم کرینگے) - **اس حدیث** کی صحت پر محدثین کا اتفاق ہے گو اسکی تعیین مصداق مین انکا اختلاف ہی کوئی کسیکو اسکا مصداق بناتا ہے کوئی کسیکو اور اس لفظ **مجدد** کے معنے سبھی یہی بیان کرتے ہیں کہ جو سنت کو بدعت سے جُدا کرے اور علم کو پہلاوے اور بدعات و منکرات کو ہٹاوے یہ کسی نے نہین کہا کہ مجدد وہ ہے جو نبیون کی طرح معصوم ہو اور کوئی خطا یا گناہ نکرے -

امام جلال الدین سیوطی نے مرقاۃ الصعود شرح سنن ابی داؤد

ھذا الحدیث اتفق الحفاظ علی تصحیحہ منھم الحاکم فی المستدرک والبیہقی فی المدخل وممن نص علی صحتہ من المتاخرین الحافظ ابن حجر: فاخرج الحاکم فی المستدرک عن ابن وھب عن یونس عن الزھری قال فلما کان فی راس المائۃ من اللہ علی ھذہ الامۃ بعمر بن عبد العزیز قال الحافظ بن حجر وھذا یشعر

مین کہا ہے حدیث کے حافظ اس حدیث کی صحت پر اتفاق رکھتے ہین ازانجملہ حاکم نے مستدرک مین اور بیہقی نے مدخل مین اسکی تصحیح کی ہے اور پچھلے اماموں سے حافظ ابن حجر نے اسکی صحت بیان کی ہے اور فرمایا ہے کہ متقدمین نے بہی اس حدیث کے ذکر سے زبان ہلائی ہے حاکم نے مستدرک مین ابن وہب سے انہون نے یونس سے انہون نے زہری

بان الحدیث کان مشهوراً فی
ذلك العصر ففیه تقویة لسنده مع
انه قوی لثقة رجاله انتهی وقال
ابو جعفر النحاس فی کتاب الناسخ
والمنسوخ قال سفیان بن عُیینة
بلغنی انه یخرج من العلماء من یقوی
الله به الدین وان یحیی بن آدم عندی
منهم وقال ابوبکر البزار سمعت
عبدالملك بن عبدالحمید المیمونی یقول
کنتُ عند احمد بن حنبل فجری ذکر
الشافعی فرایته یرفعه وقال یروی
عن النبی صلی الله علیه وسلم انه قال یبعث
الله لهذه الامة علی راس کل مائة سنة
من یقرر لها دینها قال فکان عمر بن
عبدالعزیز علی راس المائة الاولی
وارجوان یکون الشافعی علی راس المائة
الاخری واخرج البیهقی عن طریق
ابی سعید الفریابی قال قال احمد بن
حنبل ان الله یقیض فی راس کل مائة
سنة من یعلم الناس السنن وینفی
عن رسول الله الکذب فنظرنا فاذا

(زمانہ تابعین) اسے اس حدیث کو نقل کیا ہے
پھر کہا (زہری نے فرمایا ہے کہ جب
پہلی صدی کا خاتمہ ہونے لگا تو خدا
تعالے نے اس امت پر عمر بن عبدالعزیز
(خلیفہ) کے وجود سے فضل کیا یعنے پہلی
صدی کا انکو مجدد بنایا حافظ ابن حجر نے
فرمایا ہے کہ زہری کا یہ قول بتا رہا ہے
کہ یہ حدیث تابعینوں کے زمانہ میں
بھی مشہور تھی اسمیں اسکی سند کی
تقویت پائی جاتی ہے باوجودیکہ اسکی
سند راویوں کی جہت سے بھی قوی ہے
ابو جعفر نحاس نے کتاب ناسخ ومنسوخ میں
کہا ہے کہ سفیان بن عیینہ (تبع تابعین)
نے فرمایا ہے مجھے یہ روایت پہنچی ہے
کہ خدا تعالے علماء سے ایسے لوگوں کو
پیدا کریگا جن سے دین کو قوت دیگا
میرے خیال میں یحیی بن آدم (محدث)
انہیں سے ہے۔ ابوبکر بزار نے کہا کہ
میں نے عبدالملک سے سنا وہ کہتے ہیں احمد
بن حنبل کے پاس بیٹھا تھا وہاں امام
شافعی کا ذکر چل پڑا تو میں نے امام احمد حنبل کو

فی راس المائۃ عمر بن عبد العزیز وفی راس المائتین الشافعی۔ واخرج ابو اسمعیل الھروی من طریق حمید بن زنجویہ قال سمعت احمد بن حنبل یقول یروی فی الحدیث عن النبی صلے اللہ علیہ وسلم ان اللہ یمن علے اہل دینہ فی راس کل مایۃ سنۃ برجل من اھل بیتی لیبین لھم امر دینھم۔ (مرقاۃ الصعود)

دیکھا کہ وہ امام شافعی کو اونچا کر رہی تھے اور کہتی تھے کہ حدیث مین آیا ہے کہ خدا تعالے اِس امت کے لئے ہر صدی پر ایسی لوگون کو پیدا کریگا جو دین کو قایم کرینگے سو پہلی صدی پر عُمر بن عبد العزیز ہوے اور مجھے اُمید ہے کہ دوسری صدی کے مجدد امام شافعی ہون۔

بیہقی نے دوسری سند سی امام احمد بن حنبل سی نقل کیا ہے کہ خدا تعالے ہر صدی پر ایسے لوگون کو مسلط کرتا ہی جو لوگون کو احکام دین سکہاوین اور آنحضرت کی حدیث سی لوگون کا افترا ہٹاوین ہمنے خیال کیا تو پہلی صدی مین عمر بن عبد العزیز اور دوسری مین شافعی کو پایا۔ ایسا ہی امام احمد بن حنبل سے ہروی نے اَور سند سے روایت کیا ہے اسمین یہہ ذکر ہے کہ آنحضرت نے فرمایا ہے کہ میری اہل بیت سے خدا ایسے لوگون کو پیدا کریگا جو انکو دین کی بات بتاوین۔

مرقات شرح مشکوۃ مین ہے تجدید دین کے یہ معنے ہین کہ وہ شخص سنت کو بدعت سی ممیز کریگا اور علم کو پہیلاویگا اہل علم کی عزت کریگا اور بدعت کی بیخ کنی کریگا اور اہل بدعت کی شوکت توڑیگا

من یجدد مفعول یبعث لھا ای لھذہ الامۃ دینھا ان یبین السنۃ من البدعۃ ویعز اہلہ ویقمع البدعۃ ویکسر اھلھا (مرقاۃ)۔

تیسیر شرح جامع صغیر مین ہے اِس حدیث مین مجدد سے مراد عام ہے ایک آدمی ہون یا کئی ہون مجدد وہ ہے جو سنت کی بدعت سی تمیز کرے

ان اللہ یبعث لھذہ الامۃ علی راس

كل مائة سنة من جلاوا واكثر يجدد لها دينها اى يبين السنة من البدعة ويذل اهلها قال ابن كثير ويدعى كل قوم فى امامهم انه المراد والظاهر حمله على العلماء من كل طائفة (تيسير شرح جامع الصغير)

اور اہل بدعت کو ذلیل — **ابن کثیر** نے کہا ہے کہ ہر ایک گروہ اس امر کا مدعی ہے کہ اس گروہ کا امام اس حدیث مین مراد اور اسکا مصداق ہو اور ظاہر یہ ہے کہ سبھی گروہ کے علماء کو اسمین داخل سمجھا جاوے —

مجمع البحار مین شرح جامع الاصول سے نقل کیا ہے کہ اِس مجدد کی تعیین مصداق مین لوگون کا اختلاف ہے ہر ایک

وحديث يبعث على راس كل مائة سنة من يجدد دينها اختلفوا فيه وكل فرقة حملوه على امامهم والاولى الحمل على العموم ولا يختص بالفقها فان انتفاعهم باولى الامر والمحدثين والقراء والوعاظ والزهاد ايضا كثير والمراد من انقضت المائة وهو حى عالم مشهور **ج** والحديث اشارة الى جماعة من الاكابر على راس كل مائة ففى راس الاولى عمر بن عبد العزيز من الفقهاء والمحدثين وغيرهم مالا يحصى وفى الثانية المامون والشافعى والحسن بن زياد

فرقہ اسکو اپنے ہی امام پر لگاتا ہے مگر بہتر یہ ہے کہ اسکو عام سمجھا جاوے اور فقہا مذاہب سے مخصوص نکیا جاوے کیونکہ لوگون کا دین مین نفع اوٹھانا سلاطین اور محدثین اور قاریون اور واعظون اور زاہدون سے بہی بہت ہوا ہے اور اس سے مراد وہ شخص ہے جو صدی گذرنے کے وقت زندہ ہو اور **شرح شفاء** سے نقل کیا ہے کہ اس حدیث مین اس جماعت اکابر کی طرف اشارہ ہے جو ہر صدی مین ہوئے سو پہلی صدی مین (خلفاء سے) عمر بن عبد العزیز تھے

واشہب المالکی وعلی بن موسیٰ
ویحیی بن معین ومعروف الکرخی
وعلی الثالثة المقتدر وابو
جعفر الطحاوی الحنفی وابو
جعفر الامامی وابو الحسن
الاشعری والنسائی وعلی
الرابعة القادر باللہ وابو
حامد الاسفرائینی وابو محمد
الخوارزمی الحنفی والمرتضے
اخو الرضا الامامی وعلی
راس الخامس المستظہر باللہ
والغزالی والقاضی فخر الدین
الحنفی وغیرہم ش
(مجمع البحار ص ۲۷ جلد ۱)

اور فقہا و محدثین وغیرہ سے بے شمار
تھے دوسری صدی مین (خلفا سے)
مامون اور (فقہا سے) امام شافعی و
حسن بن زیاد و اشہب مالکی اور (محدثین
مین سے) علی بن موسیٰ و یحیی بن معین
اور (زاہدون مین سے) معروف کرخی
تیسری صدی پر (خلفا سے)
مقتدر باللہ اور (فقہا سے) ابوجعفر
طحاوی اور ابو جعفر امامی اور ابو الحسن
الاشعری اور (محدثین مین سے)
نسائی چوتھی صدی پر (خلفا سے)
القادر باللہ اور (فقہا سے) ابو حامد
اسفرائینی اور ابوبکر خوارزمی حنفی
اور مرتضی امامی رضا کا بھائی - پانچوین
صدی پر خلفا سے مستظہر باللہ (اور فقہا و زاہدون سے) امام غزالی
و قاضیخان حنفی وغیرہم -

ان عبارات اجلہ علماء (حنفیہ و شافعیہ) مین ہمارے معتبر مصنفین و ناظرین غور کی نگاہون سے نظر کرین اور انصاف سے کہین کہ مجدد کسکے کیا معنے ہین - اور جن لوگون کو پہلے علماء نے مجدد قرار دیا ہے انمین کیا اوصاف پائے جاتے تھے ؟ جنکے سبب وہ مجدد قرار پائے - اور وہ کبھی گناہ یا خطا کے محل نہ تھے ؟ - پھر انصاف سے یہ بھی بتادین کہ جس شخص (نواب صاحب بھوپال)

کا مجدد ہونا ہمنے بعض علماء سے نقل کیا ہے انمین وہ اوصاف (کل یا جز) پاے نہین جاتے ؟ اور انمین پہلی مجددون کی نسبت زیادہ خطا یا گناہ موجود ہین ؟ -

جہانتک وہ فکر کو جولانی دینگے اِن مجددین کے اوصاف وہ اس سے بڑہکر نہ پاوینگے کہ از انجملہ مجددین خلفاء نے عدل و انصاف کیا شعایر اسلام کو پہیلایا ظلم و منکرات کو اُٹہایا اور مجددین علماء نے احکام شرعیہ کو کتاب و سنت سے مستنبط فرمایا اور کتاب و سنت اور اون دونو سے مستنبط احکام کو عالم مین بذریعہ تقریر و تحریر و تالیف شایع کیا اور مع ذلک ان اوصاف کے مقابلہ مین وہ انمین کچہہ نقص و خطا بہی پاوینگے جنسے کوئی بشر بعد انبیا خالی نہین ہے - .

یہی حال اِس شخص کا ہے جسکا مجدد ہونا ہمنے بعض علماء سے نقل کیا ہے پہر ہمپر کیا اعتراض ہے ہم اس **مقام** مین بعض سابق مجددین کے حالات بطور **تمثیل** بیان کرتے ہین اور انکے مقابلہ مین اس شخص کے حالات بہی معرض بیان مین لاتے ہین ناظرین و معترضین انکے اور اونکی حالات مین مقابلہ و موازنہ کرین پہر انصاف سے کہین کہ وہ شخص اِن حالات کی نظر سے سابق مجددین کی نسبت اس لفظ کے اطلاق کا زیادہ مستحق ہے یا نہین -

پس واضح ہو کہ اگرچہ مجددین مذکورین سے بعض اکابر مین بعضے ایسے اخص اوصاف پائے جاتے ہین جو (آجکل کہان) ایک مدت سے عنقا ہو رہے ہین (جیسے امام شافعی مین اجتہاد مطلق مستقل - اور یحیی بن معین و نسائی مین حدیث کی امامت اور عمر بن عبد العزیز مین کمال عدالت

(جیسکے سبب بھیڑ یا بکری ایک جنگل مین ملکر چرتے تھے) - اور معروف کرخی مین زہد وریاضت وعلے ہذالقیاس - مگراون ہی لوگون مین اور بعض اور مجددون مین وہ اوصاف (جنکی نظر سے وہ مجدد کہلاے) ایسے عام اور وسیع ہین جو اکثر زمانون کے بہت سے علماء وارباب شوکت مین بکثرت پاے گئے ہین جیسے عام عدالت وعلم وفقاہت وحدیث کی روائیت واشاعت اور کتابون کی تالیف وتصنیف واتباع سنت کا پہیلانا بدعت ومنکرات کا مٹانا وعلے ہذالقیاس - **خلیفہ قادر باللہ** (چوتھی صدیکے مجدد) کے حالات

وکان القادر باللہ من الدیانۃ و السیادۃ وادامۃ التھجد وکثرۃ الصدقات وحسن الطریقۃ علے صفۃ اشتھرت عنہ تفقہ علے العلامۃ ابے بشر الھروی الشافعی و قد صنف کتابا فے الاصول ذکر فیہ فضایل الصحابۃ واکفار المعتزلۃ والقائلین بخلق القران وکان ذلک الکتاب یقرؤ فے کل جمعۃ فی حلقۃ اصحاب الحدیث بجامع المھدی وبحضرۃ الناس وناھیک بان الشیخ تقی الدین بن الصلاح عدہ من الفقہاء الشافعیۃ واوردہ فی طبقاتھم

(تاریخ الخلفاء صـ ۴۲۳ صـ ۴۲۴)

وا علے اوصاف تاریخ الخلفاء وغیرہ مین یہہ بیان کئے ہین کہ وہ ہمیشہ تہجد پڑہتے اور کثرت سے خیرات کرتے تہے - انہون نے اصول مین ایک کتاب تصنیف کی تہی جسمین صحابہ کے فضایل بیان کئے اور معتزلہ اور قران کو مخلوق کہنے والون کی تکفیر کی وہ کتاب خلیفہ مہدی کی جامع مسجد مین ہر جمعہ اہل حدیث کے حلقہ مین عام لوگون کے سامہنے پڑہی جاتی تہی اونکی فضیلت کے لئے تجہے یہی کافی ہے کہ شیخ تقی الدین ابن الصلاح نے انکو فقہا شافعیہ سے شمار کیا ہے اور انکے طبقات مین داخل کرلیا -

+ دیکہو تاریخ الخلفاء صـ ۴۲۳

اور خلیفہ مستظہر باللہ (پانچوین صدی کے مجدد) کے اعلے فضائل

قال ابن الاثیر کان لین الجانب کریم الاخلاق یسارع فی اعمال البر حسن الخط جید التوقیعات لا یقارنہ فیہا احد یدل علی فضل غزیر وعلم واسع سمحاً جواداً محباً للعلماء والصلحاء وفی سنۃ احدے وخمسمایۃ رفع السلطان القران والمکوس ببغداد وکثر الدعاء لہ وزاد فی العدل وحسن السیرۃ

(تاریخ الخلفاء ص ۴۳۶-۴۳۹)

یہ بیان کئے ہین کہ وہ متواضع اور خوش اخلاق تھے نیک کامون مین جلدی کرنے والے خوشخط عمدہ فرمان نویس ان باتون مین کوئی انکا قرین نہ تھا صاحب فضل و علم وسیع و جوانمرد و سخی و علماء صلحاء دوست تھے انکی خلافت مین سلطان نے بغداد والون سے جزیہ اٹھا دیا اور عدل و انصاف بہت کیا جسکے سبب انکے لئے دعاء بکثرت ہوئی۔

اور خلیفہ مقتدر باللہ (تیسری صدی کے مجدد) کی فضیلت

وفی ثلثمایۃ ادخل الحسین الحلاج مشہوراً علی جمل الی بغداد فصلب حیا ونودی علیہ ہذا احد دعاۃ القرامطۃ فاعرفوہ ثم حبس الی ان قتل فی سنۃ تسع واشیع علیہ انہ ادعی الالہیہ وکان المقتدر جید العقل صحیح الرائے۔

اور رائے صحیح۔

بیان کی ہے کہ انہون نے حلاج (منصور) کی اونٹ پر سوار کرا کر تشہیر کی پھر اسکو سولی پر چڑہایا اور لوگون مین پکارا گیا کہ فرقہ قرامطہ کا داعی ہے۔ اخیر نوین سال وہ مارا گیا۔ اور یہہ مشہور کیا گیا کہ یہ الوہیت کا مدعی تہا۔ اور لکھا ہے کہ خلیفہ مقتدر باللہ کی عقل عمدہ تھی۔

خلیفہ مامون (دوسری صدی کے مجدد) کے اعلے فضائل

جمع الفقهاء من الآفاق وبرع في الفقه والعربية وايام الناس وكان افضل من رجال بني العباس حزمًا وعزمًا وعلمًا ورايًا وهيبةً وشجاعةً وسوداداً وسماحةً

قال ابو معشر المنجم كان المامون امّارًا بالعدل فقيه النفس يعد من كبار العلماء (تاريخ الخلفاء صـ ۳۱۱)

یہ بیان کئے ہین کہ اسنے فقہاء کو جمع کیا اور فقہ و عربیہ و تواریخ مین ماہر ہوا اور وہ عباسیون سے عزم و علم و حلم و رائے و ہیبت و شجاعت و فراخ دلی وغیرہ مین افضل تھا۔

ابو معشر نے کہا ہے مامون عدل کرنے کا بہت حکم دیتا اور فقیہ النفس تھا بڑے علماء سے شمار کیا جاتا۔

اِسی قسم کے انکے اور فضائل بیان کئے جنکا علم و فراست و فہم و کیاست کی طرف رجوع ہوتا ہے۔

سمجھ تو اِن مجددون کے اوصاف کمال ہین جنکے سبب وہ مجدد کہلائے انکے مقابلہ مین انمین ایسے **اوصاف نقص** بھی پائے جاتے ہین جنکو خطا یا گناہ کہا جا سکتا ہے پھر اون اوصاف کی نظر سے اون لوگون کو مجدد ہونے سے خارج نہین کیا جاتا۔

اِس قسم کے اوصاف ہم اِن سبھی مجددون کے بیان کرین تو یہہ امر معیوب سمجھا جاویگا لھذا صرف ایک دو صاحبون کے اوصاف کو بطور **تمثیل** بیان کیا جاتا ہے۔

خلیفہ مامون کی نسبت تاریخ الخلفاء مین لکھا ہے کہ جب وہ بڑا

ولما كبر عني بالفلسفة وعلوم الاوائل ومهر فيها فجره ذلك الى القول بخلق القرآن —

ہوا تو وہ علم فلسفہ اور حکماء قدیم کے علوم مین ماہر ہوا اس امر نے اسکو اس بات کی طرف کھینچا کہ وہ قران کے مخلوق ہونیکا

وجعل ولی العهد بعده علی الرضی بن موسی الکاظم بن جعفر الصادق- حمله علی ذلک افراطه فی التشیع حتی قیل انه هم ان یخلع نفسه و یفوض الامر الیه وفی سنة ثمان عشرة امتحن الناس بالقول بخلق القران فکتب الی نائبه علی بغداد اسحق بن ابراهیم فی امتحان العلماء کتابا یقول فیه الخ (ایضاً صہ ۳۱۲)

قائل ہوا - اور اسکو تشیع مین افراط تہا- یہی امر اسکو امام علی بن موسی کے ولیعہد کرنے پر باعث ہوا تہا- بعض کہتے ہین اسنے یہہ بہی ارادہ کرلیا تہا کہ خود خلافت سے دست بردار ہو جائے اور خلافت امام مذکور کے سپرد کردے-

اٹہاروین سال اسنے لوگون کا مسئلہ قران کے مخلوق ہونے مین امتحان لینا شروع کیا اپنے نائب اسحق بن ابراہیم کی طرف (جو بغداد مین تہا) خط لکہا جسکا مضمون طولانی ہے- اسپر اوسنے علماء کو جمع کیا اور جواب لیا- علماء سے کسینے ٹلایا کسینے صاف جواب دیا- یہہ حال اسکو پہنچا تو اسنے بعض علماء کی نسبت صاف حکم دیا کہ انسے قران مخلوق ہونیکا اقرار کراؤ یا انکا سر کاٹ کر میرے پاس بہیجدو- اس حکم کی تعمیل کا وقت نہ آنے پایا تہا کہ ملک الموت خدا تعالے کا حکم لیکر آپہنچا- اور اس مین یہہ بہی لکہا

واخرج عن محمد بن العباس کان المامون یحب لعب الشطرنج شدیداً ویقول هذا یشحذ الذهن-

واخرج من عدة طرق ان المامون کان یشرب النبیذ واخرج عن اسحق الموصلی قال المامون الذ الغناء ما اطرب له السامع خطاء کان او صوابا (صہ ۳۱۳)

ہے کہ مامون شطرنج کہیلا کرتا اور اس کہیل کو بہت دوست رکہتا تہا اور کہتا کہ اسسے ذہن تیز ہوتا ہے اور لکہا ہے کہ وہ نبیذ بہی پیا کرتا- اور اسکو راگ کا بہی شوق تہا- وہ کہا کرتا کہ بالذت وہ سرود ہے جس سے سامع کو طرب (خوشی) حاصل ہو پہر خواہ وہ درست ہو خواہ نادرست

اور خلیفہ مقتدر باللہ کے حالات مین اس فقرہ منقول سابق کہ

وکان مقتدر باللہ جید العقول صحیح الرای لکنہ موثرا للشہوات والشرب مبذرا وکان النساء غلبن علیہ فاخرج علیہن جمیع جواہر الخلافۃ ونفائسہا واتلف اموالا کثیرۃ وکان فی دارہ احد عشر الف خصیان غیر الصقالبۃ والروم والسود (تاریخ الخلفاء صہ ۳۹۴) و (فی صفحہ ۳۹۰ منہ) وفی سنۃ اثنین ختن المقتدر خمسۃ من اولادہ فعزم علی ختانہم ستمایۃ الف دینار وختن معہم طائفۃ من الایتام واحسن الیہ وفیہا صلی العید فی جامع مصر ولم یکن یصلی فیہ قبل ذلک ۔ (تاریخ الخلفاء صہ ۳۹۴)

وہ جید العقول تہا کے ساتہہ ہی فرمایا ہے کہ وہ نفسانی شہوتون کو مقدم کرنیوالا تہا ۔ اور فضول خرچ ۔ اسکی عورتون نے اسپر غلبہ کیا تو اسنے خلافت کے جواہرات اور نفیس مال انکو نکالکر دیدئے اور بہت سا مال تلف کر دیا اسکے گہر مین قوم صقالبہ اور رومیون اور حبشیون کے سوا گیارہ ہزار خصی غلام تہے یہ صفحہ ۳۹۴ مین بیان کیا ہے اور صفحہ ۳۹۰ مین کہا ہے کہ اسنے اپنے لڑکون کے ختنے کرائے تو انپر پانچ لاکہہ دینار خرچ کر دئے اور عید کی نماز شہر کی جامع مسجد مین پڑہائی اس سے پہلے عید کی نماز جامع مسجد مین کبہی نہ پڑہائی جاتی تہی ۔ اسی قسم کی باتین بعضے اور مجددون مین پائی جاتی ہین ولیکن اِن سبکی تفصیل کی بالفعل مصلحت اجازت نہین دیتی سردست ہم اِن ہی چند تمثیلات پر اکتفا کرتے ہین اور اگر ہمارے معترضین کسی مجدد کے بے گناہ و معصوم ہونیکا صریح دعوی کرینگے تو ہم بہی اس شخص مین اس قسم کی باتین نکالکر گن سنائینگے ۔

اب ہم شمہ از اوصاف کمال نواب صاحب بہوپال قلم

مین لاتے ہین اور ناظرین ومعترضین سے ان اوصاف اور مجددین سابق الوصف کی اوصاف مین با انصاف مقابلہ وموازنہ کرنے کے خواستگار ہین۔

واضح ہو کہ جسقدر اوصاف کمال علمی وعملی ہمنے مجددین سابقین کے نقل کئے ہین اور وہ انمین فرادی فرادی پائے جاتے ہین وہ سبھی آپ کے ذات بابرکات مین مجتمعۃً موجود ہین لہذا ہم آپکی نسبت بمقابلہ مجددین سابق الوصف بے شائبہ تکلف (شاعرانہ) یہ کہہ سکتے ہین **ع** آنچہ خوبان ہمہ دارند تو تنہا داری۔۔

اسکا سر اور وجہ یہ ہے کہ خدا تعالے نے آپکو علم وشوکت (نیابت سلطنت) دونو منصب مرحمت فرمائے ہین (جو اکثر مجددین سابق مین جمع نہین ہوئے) اسلئے آپ ان سب مجددون کے صفات کمال کے جامع ہوئے بلکہ اکثر مجددونپر سبقت لے گئے۔

جسقدر تالیف وتصنیف کتب مختلف علوم کی اور انکی اشاعت (جو منصب اول کے نتایج سے ہے) آپ سے ہوئی ہے اسقدر مجددین سابق الوصف سے نہین ہوئی یا کم ہوئی۔۔

آپنے مختلف علوم (کتاب وسنت وفقہ واصول وغیرہ) مین مختلف زبانون (عربی فارسی ہندی) مین نہ صرف کتابین تصنیف کرکے صندوقون یا کتب خانون مین رکھوا دے ہین بلکہ بصرف ہزار ہا روپیہ جیب خاص چھپوا کر اکثر بلاد (ہندوستان وپنجاب وعرب ومصر ویمن ودمشق وبلغار وبیروت وغیرہ) مین گھر گھر پہنچا دی ہین۔ اور سارت بہا الرکبان ودارت فی البوادی والعمران کا مصداق بنادین۔

ان بلاد مین ایسا کوئی شہر نہوگا یا کم ہوگا جہان کوئی اہل علم ہو اور

اور آپکی تصنیف نہو اور ان علوم اور انکی خوادم علوم مین ایسا کوئی علم نہوگا یا کم ہوگا جسمین آپنی کوئی تالیف نہ کی ہو۔

جن ادق مسائل اصول و فروع کو خواص فضلاء کم جانتے تہے انکو آپکی تصانیف کے ذریعہ سے ادنی طلباء بلکہ بعض عوام جاننے لگے ہین اور جن کتابون حدیث واصول کو اکابر علماء خواب مین دیکہنے کوبہی ترس رہے تہے آپکی توجہ سے اب وہ اصاغر طلباء کے مطالعہ مین ہین۔

علم ناسخ و منسوخ کتاب اللہ وسنت کو (جو اکابر محدثین ومجتہدین کے خصائص سے تہا) آپنے ایک مختصر رسالہ مین بیان کرکے ایسا عام فہم کر دیا ہے کہ کس وناکس (جو فارسی عبارت پڑہنے پر دسترس رکہتا ہے) اسکو ضبط کر سکتا ہے۔

علم اصول فقہ کو (جو اخص شرائط اجتہاد سے ہے) آپنے ایک مختصر کتاب مین اس آسانی سے واضح کر دیا ہے کہ تہوڑیسی استعداد والہ طالب العلم بہی اس علم پر احاطہ کر سکتا ہے۔

متون کتب حدیث (صحاح ستہ وغیرہ) کو آپنے عام لوگون کے لئے دستور العمل بنا دیا ہے۔ کئی کتابون کا (جیسے موطا مالک جامع ترمذی وسنن ابی داود) آپنے ہندی زبان مین ترجمہ کرکے چہپوا دیا ہے اور کئی کتابون (صحیح بخاری وصحیح مسلم وغیرہ) اپکی توجہ سے مترجم ہو رہی ہین

اور شروح کتب حدیث کی تصنیف وطبع واشاعت سی آپنے خواص علماء کو عمل بالحدیث واجتہاد کا راستہ بتکال دیا ہے۔ بعض کتب حدیث (جیسے مختصر صحیح بخاری وبلوغ المرام وغیرہ) کی شرح تو آپنے خود تالیف کرکے چہپوا دی ہین اور بعض شروح متقدمین کی تالیف بصرف زر کثیر طبع کرا دی ہین — باقی آیندہ

بقیہ پیری و مُریدی

وہ کسکی بیعت اور صحبت کا اثر تہا ؟ ۔

حضرت خضر علیہ السلام (جو بقول اکثر علماء نبی نہ تہی اور انکے حق مین خدا تیعالے نے قرآن مین فرمایا ہے) کہ ہمنے اونکو اپنے پاس سے علم سکہایا ہے ۔ کسکی بیعت و صحبت سے اس کمال و عرفان کو پہنچے تہے ۔ ؟

اٰتینٰہُ رحمۃ من عندنا و علمنٰہ من لدنا علما ۔ (کہف ۶ ۲۱)

وہ اعرابی جسنے آنحضرت صلعم کے ہاتہہ پر بیعت کی تہی پہر بُخار کی تکلیف سے گہبرا کر بیعت توڑدی اور اپنی گہر کی راہ لی اس بیعت نبوی سے کیون کمال احسان و عرفان کو نہ پہنچا ۔

دیکہو صحیح بخاری صـ ۳۵۳ وغیرہ

کئی صحابی (جو آنحضرت کی صحبت مین مدت تک فیضیاب رہے اور اکثر وہ بیعت سے بہی محروم نہ تہے) ایسے افعال کے مرتکب ہوئے جنکی سبب وہ مورد حدود و سزا شرعی ہوئے ۔

اِن دونو قسم کی نظائر کو ہم پورا شمار کرین تو ایک کتاب مستقل تیار ہو لہذا اِن چند تمثیلات کے ذکر پر اکتفا کرتے ہین اور مدعیان ملازمت بیعت و احسان (یا اخلاص) کی خدمت مین مودبانہ التماس کرتے ہین کہ وہ اپنے اس دعوے پر انصاف سے نظر ثانی کرین شاید وہ سمجہہ جائین کہ بیعت تو یہ اور شئے ہے اور احسان یا اخلاص اور شئے ایک کو دوسرے سے ملازمت نہین ہے گو ان دونو کا ایک محل مین اتفاق اجتماع و توارد جایز ہے ۔

اکثر مدعیان خصوصیات رسمیہ پیر کے انتقال کے بعد اسکے بڑے بیٹے کو گدی پر بہٹاتے ہین اور اپنے اس فعل کو صحابہ کے اِس فعل سے کہ انہون نے آنحضرت

کے بعد حضرت صدیق اکبر کو خلیفہ مقرر کیا اور حضرت صدیق اکبر نے حضرت عمر کو اپنا خلیفہ بنا دیا مشابہہ بتلاتے ہیں۔ **شاید بعض** ناواقف اس سے بھی بڑہیں اور بعض خُلفاء کے اِس فعل سے کہ انہوں نے اپنے بیٹونکو اپنا جانشین مقرر کیا تمسک کریں **اسکے جواب** دو ہیں اول یہ کہ بیعت خلافت و بیعت توبہ میں آسمان و زمین کا فرق ہے لھذا خصوصیات بیعت خلافت سی خصوصیات بیعت توبہ کا ثابت ہونا ناممکن ہے (چنانچہ اسکا کافی ثبوت نمبر ۳ جلد ۶ بصفحہ ۹ گذر چکا ہے **دوم** یہہ کہ خُلفاء راشدین سی کسینے اپنے بیٹے کو اپنا ولیعہد نہیں کیا اور نہ اور اصحابہ نے کسی خلیفہ کے بیٹے کو اُنکا جانشین مقرر کیا ہے بلکہ حضرت عمرؓ نے جب امر خلافت کو اصحاب شوریٰ کے سپرد کیا تو اپنے بیٹے کے نسبت صاف کہدیا کہ میرے بیٹے عبداللہ کا اس خلافت میں کوئی حق نہیں ہے (چنانچہ نمبر ۳ جلد ۶ میں بصفحہ ۸ منقول ہے) اور خُلفاء راشدین کے سوا اور خلفاء و امراء کا فعل لایق اعتبار نہیں ہے۔

سب سی پہلے امیر معاویہ نے اپنے بیٹے کو اپنا جانشین مقرر کیا تہا سوا جلہ صحابہ نے اسپر انکار کیا اور اس فعل کو سنت کسریٰ و قیصر قرار دیا چنانچہ تاریخ الخلفاء و صحیح بخاری وغیرہ میں ہی کہ جب مروان نے بحکم امیر معاویہ مدینہ میں خطبہ کیا کہ امیر معاویہ نے اپنے بیٹے یزید کو ابوبکر و عمر کی سنت پر خلیفہ مقرر کرنا مناسب سمجہا ہے تو عبدالرحمن بن ابی بکر نے صاف فرمایا کہ یہ تو کسریٰ و قیصر کی سنت ہے ابوبکر و عمر نے تو اپنے بیٹے یا کسی اور گہروالے

وفیھا دعا معاویۃ اھل الشام الی البیعۃ بالخلافۃ لابنہ وھو اول من عھد بھا فی صحتہ ثم انہ کتب الی مروان بالمدینۃ ان یاخذ البیعۃ فخطب مروان فقال ان امیر المومنین رای ان یستخلف علیکم ولدہ یزید سنۃ ابی بکر وعمر فقام عبدالرحمن بن ابی بکر فقال

بل سنة كسرى وقيصران ابابكر وعمر لم يجعلاه هافى اولاد هما ولافى احد من اهل بيتهما ۔ (تاريخ الخلفاء ص۲۰۳ بخاری ص۱۵)	کو اپنا جانشین مقرر نہین کیا پس انسی فعل سے جسکو صحابہ نے کسری وقیصر کا طریقہ بتایا ہے مدّعیان خصوصیات رسمیہ کا تمسک کیونکر جائز ہے ۔

بعض مدعیان خصوصیت کہتی ہین کہ ہم پیر کے بیٹے کو اسکے افضل و زیادہ متقی ہونے کی نظر سے گدی نشینی کا مستحق سمجھتے ہین صرف قرابت اور ولدیت پر نظر نہین رکھتے ۔

اسکا جواب بصفحہ ۱۱۴ وغیرہ پہلے ادا ہوچکا ہے کہ بعیت کے لئے افضل و زیادہ متقی ہونی کی کچھہ ضرورت و خصوصیت نہین ہے ہر ایک مسلمان سے جو فاسق و فاجر نہو بعیت کرنی جایز ہے ۔

بالجملہ بعیت کے لئے پیر کے بیٹے کی خصوصیت کسی دلیل سی ثابت نہین نہ اسکی ولدیت قرابت اس خصوصیت کی دلیل ہوسکتی ہے ۔ نہ اسکا متقی و پرہیزگار ہونا اس خصوصیت کا مثبت ہی نہ اور کوئی وجہ اس خصوصیت پر شاہد ہی بہہ خصوصیت جہان کہین قصداً و اختیاراً پائی جاتی ہے پابندی رسم سی خالی نہین ہی

بعض مدعیان خصوصیات رسمیہ جو بعیت لینے کے وقت مریدون سے (سورہ فاتحہ و کلمہ توحید وغیرہ) اذکار پڑہواتے ہین اور مریدون کو ہمیشہ کے لئے اون اذکار مین عدد اور وقت کی قیدین و خصوصیتین (جیسے سورہ فاتحہ چالیس مرتبہ پڑہو اور یاحی یاقیوم سو یا ہزار دفعہ صباح کو یہ پڑہو اور شام کو وہ) بتلاتے ہین اور ان قیدون و خصوصیتون کو افضل ٹہراتے ہین) ان قیدون اور خصوصیتون کے افضل ہونے پر **ایک یہ دلیل** پیش کرتے ہین کہ شارع کی طرف سے مطلق ذکر و دعا و تلاوت قران کی ہدایت آچکی ہے ایسا ہی مطلق فضیلت بعض

وقتون اور عددون کی شرع مین وارد ہے - پس اگر کسینے اس مطلق ہدائیت وفضیلت کی نظر سے کسی دعایا ذکر یا عبادت کو بعض اوقات سے مخصوص اور مقرر کرلیا یا اسمین کوئی عددی قید لگادی تو کیا بُرا کیا شارع نے مطلق ذکر کی ہدایت کی ہے اور یہہ بہی ذکر کرتا ہے -

دوسری دلیل یہہ کہ بعض صحابہ نے بعض موقع پر بعض اذکار و عبادات کو از خود مقرر کرلیا تھا آنحضرت اس پر مطلع ہوئے تو آپنے اس سے منع نہ فرمایا بلکہ مسلم و مقرر رکہا اسکی تفصیل و تمثیل ہین وہ **ایک حدیث** بلال پیش کرتے ہین جسمین ذکر ہے کہ آنحضرت نے انکو جنت مین اپنے آگے چلتے ہوئے دیکہا پہر اسکا سبب پوچہا تو انہون نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ مین جسوقت وضو کرتا ہون اسکے بعد دو رکعت پڑہ لیتا ہون اسمین وہ یہہ دعوی کرتے ہین کہ یہہ دو رکعت آنحضرت سے ثابت نہین بلال نے اپنی طرف سے اسکا التزام کر رکہا تہا - پھر آنحضرت نے انکو اس سے منع نہ کیا -

دوسری حدیث ایک صحابی جب نماز مین سورہ فاتحہ کے ساتہہ دوسری سورۃ ملاتا تو اس سے پہلے سورہ اخلاص (قل ہو اللہ) پڑہ لیتا - آنحضرت نے اسکا سبب پوچہا تو اسنے بیان کیا کہ اسمین خدا تعالے کی صفت ہے اس لئے مجہے اس سے محبت ہے - آنحضرت نے فرمایا اسکی محبت نے تجہے بہشت مین داخل کر دیا اسمین بہی انکا دعوی ہے کہ اسموقعہ پر قل ہو اللہ پڑہنے کا حکم وارد نہ تہا - اسنے اپنی طرف سے اس موقع پر قل ہو اللہ کو پڑہا پہر آنحضرت نے اسکو منع نکیا ان دلایل کی تائیدمین وہ ایک اثر حضرت عائیشہ سے اسمضمون کا لاتے ہین کہ انہون نے فرمایا کہ مینے آنحضرت کو نماز اشراق پڑہتے نہین دیکہا پر مین خود پڑہتی ہون

انکی پہلی دلیل کا جواب یہہ ہے کہ مطلق مین اور ان قیدون اور خصوصیتون

مین (جو اسمین لگائی جاوین) ایک قسم کا مقابلہ ہے لہذا مطلق اون قیدون اور خصوصیتونکا مثبت نہین ہو سکتا گو بلا لحاظ قیدون کے مطلق اپنے ہر فرد کی مشروعیت کی دلیل ہو سکتا ہے - یہہ مسئلہ اصول کی چھوٹی بڑی کتابون مین موجود ہے - پس جو شخص کسی مطلق حکم شرعی مین اپنی طرف سے بلا دلیل شرعی کوی وقتی یا عددی قید لگا دے اور اسکو افضل اور داخل دین سمجھے اور اسکے افضل اور دین ہونے پر اسی مطلق کو دلیل ٹہرائے وہ علم اصول سے ناواقف ہے جنکو اصول فقہ سے واقفیت ہے اور مطلق و مقید احکام سے خبر ہے وہ مطلق کو بلا دلیل شرعی مقید کرنے اور مقید شرع کو بلا وجہ مطلق بنانے کو بدعت و حرام جانتے ہین - حضرت مولانا محمد اسمعیل شہید علیہ الرحمۃ کتاب **ایضاح الحق** مین (جسکی نظیر مولفات سلف و خلف مین تحقیق معنے بدعت مین دیکھی نہین گئی) اس قسم کی بدعت کو (جسکی اصل تو شرع مین کچھہ ہو مگر لوگون نے اسمین اپنی طرف سے قیدین اور خصوصیتین بڑہا کر اسی کچھہ اور بنا دیا ہو) بدعت وصفیہ کہا ہے اور اسکی بدعت ہونے مین بدست آویز احادیث صحیحہ طولانی بحث کی ہے جسکا خلاصہ ص ۶۱ مین اس کتاب کے یون فرمایا ہے - باید دانست کہ خلاصہ مفہوم بدعت از تمہید کلام فصل اول چنان مستفاد گردیدہ کہ ہر عقیدہ و مقامے و اردے و حالی و قولی و فعلی کہ از جنس عبادات باشد یا عادات یا معاملات و ہمچنین تقیید و تعیین امور مذکورہ بقیود و حدود معینہ وہمچنین تشخیص موقع آن امور از تشہیر و اعلان یا سر و کتمان یا اہتمام و عدم اہتمام یا التزام و عدم التزام کہ نہ ثابت بکتاب باشد و نہ بہ سنت و نہ باشتہار و رواج نہ در قرون ثلثہ و نہ اجماع اہل حق و نہ بقیاس صحیح منقول از مجتہدین سابقین مسلم الاجتہاد و صاحبش آنرا از امر دین شمارد و یا باو معاملہ امور دینیہ کند پس ہمان امر را بدعت میگوئیم - اور اس سے پہلے ص ۱۴ مین کہا ہے - ودرین مقام تفحص باید کرد کہ اتباع ...

علیهم السلام به بیان کدام چیز در باب امور دین اهتمام میفرمایند پس میگوییم چنانچه
ترغیب بفعل امور نافعه در معاد و تنفیر از فعل امور ضاره دران از خواص منصب نبوت
است چنانکه در بحث اول مذکور گردید و انرا دین میگویند و آن مشترک است در
جمیع ادیان سماویه بحکم کریمه شرع لکم من الدّین ما وصّی به نوحا والذی اوحینا
الیک وما وصّینا به ابراهیم وموسی وعیسی همچنین تحدید حدود امور مذکوره و
تشخیص صور خاصه آنکه در منفعت و مضرت اخرویه دخل داشته باشد نیز از خواص منصب
رسالت است وانرا شریعت و منهاج نامے مند وان مختلف میباشد باختلاف رسل
بحکم کریمه لکلٍ جعلنا منکم شرعة ومنهاجا مثلا ترغیب بفعل نماز و نکاح و تنفیر از
شرک و زنا از باب تعلیم اصول دین است و تحدید نماز بتعیین اوقات و اعداد رکعات
و شروط و امثال آن و تحدید نکاح بتعیین ایجاب و قبول و حضور شهود و لزوم مهر
و امثال آن و تحدید شرک بطیره و حلف باسم غیر الله و تحدید زنا بتعیین محلی که از ملک
و شبهه آن خالی باشد و تعیین حد آن از جلد و رجم و امثال ذلک اینهمه از باب تشریع است
پس چنانکه تحقیق بحث اول موقوف بر تفصیل امور دین بود همچنین تحقیق این بحث موقوف
بر تفصیل ابواب تشریع است پس میگوییم که تعیین صور خاصه و تحدید حدود معینه برای
اصول دین از جهت شارع بدو طریق متحقق میگردد اول بطریق لزوم یعنی باین توجیه
تعیین فرماید که اصل مذکور بدون اینصورت خاصه اصلا در نظر شارع معتبر نیست یا
کالعدم است و ثانی بطریق تکمیل یعنی باین وجه تعیین فرماید که هرگاه اصل مذکور
درینصورت خاصه متحقق گردد در نظر شارع نهایت مستحسن و ممدوح باشد پس صورت
معینه را در استحسان شرعی دخل دارد یا نه در اصل تحقق آن اصل مذکور و هر واحد از
قسمین بوجوه متعدده میباشد که چندے ازان بطریق تمثیل درین مقام ذکر کرده
میشود مثلا ازانجمله تعیین اجراے امر نسبت از امور دین یا بطریق لزوم مثلا

تعیین قیام و قرات و رکوع و سجود و امثال آن بہ نسبت نماز و تعیین ایجاب و قبول بہ نسبت نکاح یا بہ طریق تکمیل مثلاً تعیین قومہ و جلسہ و تسبیحات بہ نسبت نماز و تعیین قدرے زاید از اصل درباب ادائے قرض حسنہ بر تقدیر یکہ شرط نکردہ باشد۔

ازانجملہ ست تعیین اوقات یا بطریق لزوم مثلاً اوقات خمسہ ادائے صلوٰۃ و ماہ رمضان برائے صیام و ذی الحجہ برائے حج و حولان حول برائے زکوٰۃ وغیرہ وقت اذان جمعہ برائے معاملات و اول شوال و دہم ذی الحجہ برائے تعید یا بطریق تکمیل مثل تعیین لیالی رمضان و لیلۃ نصف شعبان برائے قیام و وقت نصف آخر از شب و وقت ارتفاع شمس برائے تہجد و اشراق و ایام بیض و ستہ شوال و روز عرفہ و عاشورہ و پانزدہم شعبان برائے صیام و ماہ رمضان برائے عمرہ و روز ہفتم از ولادت مولود برائے عقیقہ و پنجشنبہ و دوشنبہ برائے سفر و امثال آن از مواضعیکہ توقیت اوقات دران از جہت شارع واقع گردیدہ کہ عد و احصائے ان ممکن نیست **وازانجملہ** ست تعیین امکنہ یا بطریق لزوم مثل تعیین مکان طاہر غیر مقابر و حمامات برائے نماز و امصار برائے نماز جمعہ و اعیاد و مساجد برائے اعتکاف و مواقیت احرام و حرم و کعبہ و عرفات و منا و مزدلفہ و صفا و مروہ برائے حج و عمرہ وغیرہ مساجد برائے معاملات یا بطریق تکمیل مثل تعیین مساجد برائے نماز فرض و عقد نکاح و بیوت برائے نفل و تلاوت قران و مواضع مخصوصہ حرمین برائے دعا و مسجد جامع برائے نماز جمعہ و صحرا برائے نماز عید و استسقا و دفن اموات و مقابر برائے تذکیر آخرۃ و استغفار برائے اہل آن و مساجد ثلثہ برائے سفر سوے آن بجہت تحصیل منفعت آخرویہ و امثال آن از توقیتات مکانیہ کہ در کثرت و تعدد و احصار مثل توقیتات زمانیہ ست **وازانجملہ** ست تعیین اعداد یا بطریق لزوم مثل اعداد رکعات در فرائض و اعداد صیام در فرائض

و کفارات و اعداد مساکین درباب کفارت و اعداد اشواط و حجار درباب حج و اعداد شہود و ضربات جلدہ درباب معاملات و حدود و تعیین ستہ حیض یا مدت عدۃ ماہ یا چہار ماہ و دہ روز یا مدت حمل برائے عدت یا چہار ماہ برائے ایلا و یا سہ روز برائے خیار و امثال آن یا بطریق تکمیل مثل تعیین اعداد رکعات در نوافل و تسبیحات در ارکان نماز و بعد از فراغ آن و در صلوۃ التسبیح و ہمچنین تعیین ستہ شوال و ثلثہ در ہر ماہ درباب صوم و رعایت عدد وتر جمیع عادات و امثال آن و توقیت عددی را ہم بر توقیت زمانیہ و مکانیہ و در کثرت و عدم احصار قیاس باید کرد" اسی قسم کی کئی اور مثالیں آپنے صفحہ ۲۳ سے ۲۶ تک بیان کرکے فرمایا ہے "و آنچہ در مقام عذر آن میگویند کہ ہر چند این امر محدث است اما مشتمل بر مصلحے از مصالح دینیہ است یا اصل آن در شرع ثابت ست اگرچہ خصوصیت مذکورہ محدث باشد پس مجرد این عذر امور مذکورہ را از حد بدعات خارج نمے گرداند آرے تحقیق آنکہ این بدعت حسنہ ست یا قبیحہ پس عنقریب انشاء اللہ تعالے در فصل ثانی مذکور خواہد شد" اور فصل ثانی میں آپنے عمدہ تفصیل و دلائل سے ثابت کیا ہے کہ یہہ بدعت قبیحہ ہے اور بدعت حسنہ شرع میں کوئی چیز نہیں اور جو اوہون نے خاصکر اون اذکار اشغال صوفیہ کی نسبت (جنسے بحث ہو رہی ہے) فرمایا ہے وہ نمبر ۲ میں بصفحہ ۵۴ منقول ہو چکا ہے پہہ کچہہ مولانا مرحوم نے فرمایا ہے یہ اپکے متفردات و اجتہادات سی نہین بلکہ اجلّہ اصحابہ و تابعین و آیمہ مجتہدین اور انکے اتباع متقدمین و متاخرین سے منقوم ہے اسکے اقوال کی تفصیل اون کتب و رسایل مین جو رد بدعت مین علماء ہندوستان نے تالیف کی ہین (جیسے تفہیم المسایل و صواعق الہیہ وغیرہ) مین منقول ہین ہم ان پرانے مباحث کو نئے سر سے چھیڑنا نہین چاہتے جو ان مباحث کا شایق ہو وہ ان پرانی تالیفات کو دیکھے۔

اس مقام میں ایک صحابی کا قول بطور نمونہ نقل کرتے ہیں حضرت ابن عمرؓ

عن نافع ان رجلاً عطس الے جنب عبداللہ بن عمر فقال الحمد للہ والسلام علی رسول اللہ فقال ابن عمر وانا اقول الحمد للہ والسلام علی رسول اللہ و لیس ھکذا علمنا رسول اللہ علمنا ان نقول الحمد للہ علی کل حال۔ بعاہ الترمذی ص۱۰ جلد۲ –

سے روایت ہے کہ انکے پہلو میں ایک شخص نے چھینک ماری تو کہا الحمد للہ و السّلام علےٰ رسول اللہ حضرت ابن عمر نے فرمایا کہ یہہ تو میں بھی بہت محلوں میں کہا کرتا ہوں ولیکن آنحضرت نے ہمکو اس محل پر یہ نہیں سکھایا۔ بلکہ یوں فرمایا ہے کہ ہم اس موقع پر الحمد للہ علے کل حال کہیں۔

دوسری دلیل اور ان دلائل کی تائید کا جواب اولاً یہہ ہے کہ جن باتوں کو صحابہ کی ازخود تجویز کی ہوئی باتیں قرار دیا جاتا ہے وہ سبھی انکی خود تجویزی نہیں ہیں انمیں ایسی باتیں بھی ہیں جو آنحضرت کے ارشاد و تجویز سے ثابت ہیں دیکھو وضو کے بعد دو رکعت نماز جسکو وہ آنحضرت سے ثابت نہیں مانتے آنحضرت کے ارشاد سے ثابت ہے چنانچہ صحیح مسلم میں حضرت عثمان رضؓ سے

عن عثمانؓ قال سمعت رسول اللہ صلعم یقول لا یتوضاء رجل مسلم فیحسن الوضوء فیصلی صلوٰۃ الا غفرلہ ما بینہ و بین الصّلوٰۃ التی تلیھا (اخرجہ الشیخان) وفی روایۃ من توضاء مثل وضوئی ھذا ثم قام فرکع رکعتین

حدیث مروی ہے کہ میں نے آنحضرت سے سُنا کہ جب کوئی مسلمان اچھی طرح وضو کرے پھر نماز پڑھے تو خدا تعالےٰ اسکے وہ گناہ (جو اس سے پہلے نماز سے اوسوقت تک اسنے کئے ہیں) بخش دیگا۔ ایک اور حدیث میں بھی ذکر آیا کہ دو رکعت پڑھے جمیں اسکو

لا یحدث فیہما نفسہ غفر لہ ما تقدم من ذنبہ (اخرجہ الشیخان)

اسکو کچھہ دلمین خیال پیدا نہوا ہو۔

اور صلوٰۃ الضحیٰ (اشراق یا چاشت) (جسکی نفی مین وہ حضرت عائیشہ کی روایت پیش کرتے ہین) خود حضرت عائیشہ کی روایت سے آنحضرت سے ثابت ہے چنانچہ

عن معاذۃ انہا سألت عائیشۃ کم کان رسول اللہ صلعم یصلی صلوٰۃ الضحیٰ قالت اربع رکعات ویزید ماشاء (مسلم ص ۲۴۹)

صحیح مسلم مین معاذہ سے روایت ہے کہ مینے حضرت عائیشہ سے پوچھا آنحضرت ضحیٰ کی نماز کتنی رکعت پڑہتے آپنے فرمایا چار رکعت اور اس سے زیادہ پڑہا کرتے۔

یہہ **حدیث** صاف ناطق ہے کہ حضرت عائیشہ نے آنحضرت کو اشراق پڑہتے بچشم خود کبھی نہین دیکھا مگر آنحضرت کے اشراق پڑہنے کا (آنحضرت سے سنکر یا کسی اور دیکھنے والے کے بیان پر) انکو علم تہا اسواسطے انہوں نے اس نماز کا التزام کیا تہا نہ یہہ کہ اپنی طرف سے اسکو گہڑ لیا تہا (چنانچہ حضرات مستدلین کے کلام کا فحوا ہے) امام نووی شرح مسلم مین فرماتے ہین کہ حضرت

واما الجمع بین حدیثی عائیشۃ فی نفی صلوٰتہ صلی اللہ علیہ وسلم الضحیٰ واثباتہا فہوان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان یصلیہا بعض الاوقات لفضلہا ویترکہا فی بعضہا خشیۃ ان تفرض کما ذکرتہ عائیشۃ ویتاول قولہا ما کان یصلیہا الا ان یجئ من مغیبہ علے

عائیشہ کی روایت نفی و اثبات مین تطبیق موافقت کی یہی صورت ہے کہ بعض اوقات آنحضرت یہ نماز اسکی فضیلت کی نظر سے پڑہتے تہے بعض اوقات بخوف فرض ہو جانے کے ترک کر دیتے حضرت عائیشہ کے اس قول کے کہ آپ نہ پڑہتے تہے یہی معنے ہین کہ حضرت عائیشہ انکو نہ دیکھتی اسکی وجہ یہ ہے

ان معناه ما رایته كما قالت في
الرواية الثانية ما رايت رسول الله
صلى الله عليه وسلم يصلي سبحة
الضحى وسببه ان النبي صلى الله
عليه وسلم ما كان يكون عند عائشة
في وقت الضحى الا في نادر من الاوقات
فانه قد يكون في ذلك مسافرا
وقد يكون حاضرا ولكنه في المسجد
او في موضع آخر واذا كان عند
نسائه فانما كان لها يوم من تسعة
فيصح قولها ما رايته يصليها
وتكون قد علمت بخبره او خبر
غيره انه صلاها ويقال قولها
ما كان يصليها اي ما يداوم عليها
فيكون نفيا للمداومة لا لاصلها

کہ وہ حضرت عائشہ کے پاس اشراق
کے وقت کم ہوا کرتے کبھی سفر مین ہوتے
کبھی مسجد مین کبھی کسی اور بی بی کے
گھر مین کیونکہ حضرت عائشہ کے گھر آنے
کا دن نو مین سے ایک ہوتا تھا اسلئے
انکا یہہ کہنا صحیح ہوا کہ مینے بچشم خود نہین
دیکھا۔ مگر انہون نے آنحضرت کے بیان سے
یا کسی اور کی روایت سے یہہ جان لیا تھا کہ آنحضرت
یہہ نماز پڑہا کرتے تھے یا آپکی یہہ مراد ہوگی
کہ آنحضرت ہمیشہ نہ پڑہتے اس صورت
مین مداومت کی نفی ہوئی نہ اصل نماز کی۔
اور ثانیاً یہہ کہ اگر ہم یہہ مان لین کہ
وہ سبھی باتین صحابہ کی خود تجویز کی اور
نئی نکالی ہوئی باتین ہین تو بھی آنحضرت
کی بعض ان باتونکو تسلیم کر لینے اور
قایم رکھنے سے یہہ ثابت نہین ہوتا کہ اون باتون کے سوائے بھی جس قسم کی قیدین
اور خصوصیتین مطلق احکام شرع مین صحابہ یا کوئی اور شخص لگانا چاہے شرع
کی طرف سے اسکو اجازت ہے اور بدعت وصفیہ (جسمین شرعی امر کو کچھہ تغیر دیکر
ایک نئی صورت بنایا جاتا ہے) جایز و مباح ہے ان باتون کے تسلیم و تقریر سے
نہایت یہی ثابت ہوتا ہے کہ شارع نے ان باتون کو عام حکم ممانعت احداث
سے مخصوص و مستثنیٰ فرمایا ہے نہ یہہ کہ اس حکم عام کو بالکل مہمل و بیکار کر دیا ہے

اور مطلق شرع کو مقید کرنے اور احکام شرعیہ مین از خود کمی وبیشی کرنیکا ہر ایک کو عام اختیار دیدیا ہے -

یہہ عام اختیار نہ آنحضرت کی سکوت یا اون الفاظ سے جوان موقعون پر آنحضرت نے فرمائے ہین) ثابت ہوتا ہے اور نہ اون خاص مواقع پر عام مواقع کا قیاس ہوسکتا ہے -

حضرت بلال کی نماز پر آنحضرت نے صرف سکوت فرمایا ہے یہہ نہین فرمایا کہ اسیطرح جس موقع پر تیرا دل چاہے اپنی تجویز سے نوافل یا کوئی ذکر ودعا مقرر کرلیا کر -

اس صحابی نماز مین قل ہو اللہ پڑہنے والے کو صرف یہہ فرمایا ہے کہ اسکی محبت نے تجھے بہشت مین داخل کردیا یہہ نہین فرمایا کہ ایسا ہی جہان تو چاہے قل ہو اللہ یا کوئی اور دعا پڑہ لیا کر اور نہ اسکی مثل کوئی اور لفظ عام متضمن اختیار عام فرمایا ہے - .

ان خاص موقعون پر **عام** موقعون کا **قیاس** اسلئے نہین ہوسکتا کہ بجز ان خاص مواقع کے اور مواقع مین از خود کوئی بات نکال لینے یا کسی شرعی بات مین کمی بیشی کرنے سے عام حکم ممانعت احداث مانع ہے - **پھر اس** حکم عام کے (جو نصوص صریحہ سے ثابت ہے)† مقابلہ مین قیاس کیونکر جایز ہوسکتا ہے - .

افسوس مدعیان خصوصیات رسمیہ کم توجہی کے ساتھ الفاظ حدیث سے تمسک کرتے ہین اور یہہ غور نہین کرتے کہ جس حدیث سے ہم تمسک کرتے ہین وہ عام ہے یا خاص اگر وہ خاص ہے تو ہمارے مدعا پر اسکے

---

† ان نصوص کو دیکھنا ہو تو کتاب مستطاب ایضاح الحق کا مطالعہ کرو -

منطوق سے ثابت ہے یا مفہوم سے اگر مفہوم سے ثابت ہی تو وہ کسی منطوق کے معارض و مقابل تو نہین ہے برآے خدا اب بہی ان باتون کو سوچین اور اگر ان باتون کیطرف توجہ نہو تو کتب اصول فقہ تالیف محدثین و فقہا کی طرف مراجعت کرین اتنی ہمت نہو تو ضمیمجات اشاعۃ السنتہ نمبر (۱۰ وغیرہ) جلد (۳) ہی کو پڑھ کر ان باتون سے واقف ہوکر اپنے استدلال پہ نظر ثانی کرین ——

اور اگر وہ یہہ بھی نکر سکین تو وہ اپنے ہی خیالات کو ٹٹولکر سوچین کہ جن قیدون اور خصوصیتون کو وہ لوگ بدعت سمجھتے ہین اور اپنے مریدون سے (خصوصًا بیعت لینے کے وقت) اون بدعتون کو نکرنے کا اقرار لیتے ہین وہ کیون بدعت ہین - ؟

اون قیدون اور خصوصیتون مین اور انکی مجوزہ اذکار کی قیدون اور اور خصوصیتون مین کیا فرق ہے - ؟

کیا اون قیدون اور خصوصیتون کے لئے شریعت مین کوئی مطلق و بے قید اصل نہین - ؟

اگر ہے تو اس مطلق مین اپنی طرف سے وقتی اور عددی وغیرہ خصوصیات لگانے کے لئے حدیث بلال و حدیث قاری قل ہو اللہ و حدیث عائشہ کیون اجازت نہین دیتی - ؟

اور اگر یہہ دعوے ہے کہ ان خصوصات کے لئے کوئی مطلق اور بے قید اصل ہی نہین تو یہہ دعوے محض غلط ہے -

ہم اس مقام مین بطور تمثیل چند ایسی خصوصیات کو ذکر کرتے ہین جنکی کچہہ نہ کچہہ مطلق اصل شریعت مین ثابت ہی اور یہہ لوگ انکو صرف وقتی و عددی وغیرہ قیود کی نظر سے بدعت قرار دیتے ہین -

مُردہ کے سوم و چہلم و جمعرات کی روٹیاں اور شیرینی وغیرہ کا حلوی اسی قسم میں سے ہے اِس خصوصیات کو وہ اِسی نظر سے بدعت سمجھتے ہین کہ اس موقعہ پر اور اس ہیئت اجتماعی سے یہہ خصوصیات شرلعیت سے ثابت نہین ورنہ اِن خصوصیات کے لئے اپنی اپنی جگہہ پر کچھہ نہ کچھہ اصل شریعت مین موجود ہے۔

میّت کے لئے مطلق ایصال ثواب عبادت مالی باتفاق اہل سنّت ثابت ہے اور حدیثون مین صاف آچکا ہے۔ **تین** کا عدد بہت سے احکام شرعیہ مین ملحوظ ہے (کفارہ یمین اور ایّام بیض کے روزہ تین دن ہین میت پر سوگ تین دن تک ہے و علے ہذا القیاس) ایسا ہی **چالیس** کا عدد بعض مواقع مین ماخوذ ہین (حضرت موسیٰ کو کوہ طور پر چالیس دن ٹھہرایا گیا ہے) جمعرات و شبرات کی فضیلت مین بھی کئی موقعہ پر نصوص آچکی ہین **حلوی** بھی آنحضرت کو پیارا تھا۔ مگر یہ لوگ اِن چیزون کے اِن مطلق اصلون کا لحاظ نہین کرتے اور ان خصوصیات کے لئے شرلعیت مین خاص اصل نہ ہونے کے سبب انکو بدعت قرار دیتے ہین۔

ایک طرفہ مثال (جسکو کوئی مسلمان بدعت نہین کہہ سکتا تھی حضرات اسکو صراحةً یا کنایةً بدعت کہتے ہین) فرضی نماز کے بعد ہاتھہ اوٹھا کر دعا مانگنا ہے۔

یہہ لوگ پانچون وقت نماز پڑہ کر ہاتھہ اوٹھا کر دعا نہین مانگتے اور اسپر یہی دلیل پیش کرتے ہین کہ اِس موقع پر آنحضرت سے ہاتھہ اوٹھا کر دعا مانگنا ثابت نہین ہے باوجودیکہ انکو اسبات کا علم و اقرار ہے کہ **مطلق** دعا آنحضرت کے فعل و قول سے بلکہ خدا تعالےٰ کے ارشاد سے ثابت ہے اور **مطلق** نماز کا خاتمہ

دعا کا محل ہے اور دعا میں ہاتھ اٹھانا ہی مطلق اداب دعا سے ہے اور آنحضرت سے صد ہا مواقع میں ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنا ثابت ہے یا نہیں وہ ان اطلاقات کا کچھ لحاظ و اعتبار نہیں کرتے اور صاف ہی ہیں نہ ... نہیں ہے اسی کے موافق انکا ر ... ن (بڑوں سے لیکر چھوٹوں تک) عمل ہے ہم نہیں جانتے اس دعا میں وہ مطلق نصوص پر عمل کیوں نہیں کرتے اور اسکی مشروعیت کے لئے وہ یہہ کیوں نہیں کہتے (جیسا کہ خصوصیات اذکار میں وہ کہتے ہیں) کہ خدا تعالے نے مطلق دعا کو مشروع کیا ہے اور یہہ شخص (جو فرائض کے بعد ہاتھ اٹھا کر مانگتا ہے) ہی دعا کرتا ہے۔

یہ مثال (جو انکی شبانروزی عمل میں ہے انپر ہزار دلیل سے زیادہ سخت حجت ہے اسمیں اگر وہ انصاف سے غور کریں تو اسی سے اپنے اذکار مجوزہ (جنکو وہ دین اور افضل سمجھتے ہیں اور وہ آنحضرت سے خصوصیت کے ساتھ مروی و ثابت نہیں) بدعت ہونا یقین کر لیں یا وہ ایسے تشددات کو (کہ نماز کے بعد ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنا بدعت ہے) چھوڑ دیں مگر انکی موجودہ حالت کو دیکھکر مجھے امید نہیں ہے کہ وہ ان باتوں کو سمجھ سکیں یا سمجھکر اپنے عندیات سے رجوع کریں مجھے زیادہ تر ان لوگوں کی فہمائش مدنظر ہے جو باوجود دعوے اتباع سنت ان لوگوں کے مرید و مقلد ہو رہے ہیں وہ لوگ خدا کے لیئے تھوڑی دیر انکی تقلید و یا افراط محبت کو (جسکی نسبت آچکا ہے "حبك للشئ يعمي ويصم" یعنے ایک چیز کی محبت تجھے اندہا و بہرہ کر دیتی ہے) یکسو کر کے سوچیں کہ کیا وہ بزرگوار بیت اجتماعی دعا بعد الفرائض کو بدعت کہتے یا سمجھتے اور ان اطلاقات کا جو اس دعا کی نسبت شرع میں آچکی ہیں لحاظ و اعتبار نکرنے میں اور خصوصیات اذکار کو انکے اطلاقات کے لحاظ سے مشروع و افضل سمجھتے ہیں متناقض القول نہیں

ہین اسبات کو وہ خود نہ سمجہہ سکین تو ان علماء و مقتدا ون سے
جنکا علم و اتقاء مسلم ہے پوچہہ لین اپنی اندہا دہند محبت و اعتقاد
... ہین اور ان کو لوگ ہین جنکو وہ
پیر پرست سمجہتے ہین یا اماموں کے مقلد خیال کرتے ہین کیا فرق ہوگا ؟ -
آیندہ اختیار ہے - وما علینا الا البلاغ -

تذییل

مین پہلے ہی بصفحہ (۴۵ و ۰۰۷) کہہ چکا ہون اور اب پہر کہتا ہون کہ جسقدر میرا اعتراض
والکار خصوصیات رسمیہ (خصوصیت گدی نشینی وغیرہ) پر ہے اسی صورت مین ہے کہ ان خصوصیات
کو کوئی دین سمجہے اور افضل و موجب قرب و ثواب قرار دے (جیسا کہ ہمارے بعض معاصر سمجہتے ہین)
اور اگر ان خصوصیات کو اصل دین نہ سمجہا جاے و صرف ضرورتوں اور عارضی سببوں سے یا اتفاقیہ طور پر
کام مین لایا جاوے تو اسپر ہمارا اعتراض و انکار نہین ہے مثلاً ایک شخص سورہ فاتحہ یا کوئی اور دعا ہر روز ایک
سو مرتبہ پڑہتا ہے یا تلاوت کے لئے قران کا ایک پارہ یا سوا سپارہ مقرر کرتا ہے اور اس تعین و خصوصیت
کو دین نہین سمجہتا یعنے اس خصوصیت عدد و مقدار کے عوض مین علاوہ اس اجر و ثواب کے
جو مطلق دعا و تلاوت یا اور عدد و مقدار سے (جو اس سے بڑہکر ہو) متوقع ہے کچہہ اور اجر ثواب کی
توقع نہین رکہتا صرف اپنی سہولت و ضبط کے لئے یہ تعین کرتا ہے اسکی حق مین یہ خصوصیت
بدعت نہین ہے -

یا کوئی شخص ایک ہی بزرگ کی صحبت کا التزام رکہتا ہے مگر اس التزام کو بحکم خدا و سول واجب یا اولے
نہین سمجہتا صرف اسوجہ سے کہ وہ معذور ہے کہ جہان وہ رہتا ہے وہان اور کوئی لایق صحبت و صاحب برکت
نہین ہے یا اسکو کوئی ایسا نفع نہین آتا ہے اور وہ اور کسی کی صحبت سے فایدہ نہین اوٹہاتا) اسکی صحبت
کا التزام رکہتا ہے تو اسکی حق مین یہ التزام بدعت نہوگا - وعلے ہذا القیاس -
اب ہم اس بحث کو ختم کرتے ہین آیندہ اگر کوئی صاحب اسمین نکتہ چینی کرینگے تو ہم بہی کچہہ کہینگے ورنہ خیریت فقط

کتب ابسط

نیل الاوطار شرح منتقی الاخبار (جو عمل بالحدیث و اجتہاد کے لئے کافی ذریعہ ہے) آپ ہی کی توجہ سے آٹھ جلدون مین مصر مین چھپی ہے اور اب تھوڑی قیمت (عہ) پر ملسکتی ہے اور فتح الباری شرح صحیح بخاری تالیف شیخ الاسلام حافظ ابن حجر (جسکی نظیر کتب اسلام مین اسکے بعد پائی نہین گئی) جناب کی عالی ہمتی سے مصر مین طبع ہو رہی ہے۔ تھوڑے عرصہ مین انشاء اللہ تعالے وہ بہ دست عشاق اتباع ہوگی۔ اسی قسم کی تالیف واشاعت آپسے بقیہ علوم کے متعلق ہوئی ہے جسکی تفصیل و توصیف مین جولانی کرنے مین ہمارا اشہب قلم لنگ ہے اور عرصہ قرطاس تنگ۔

شائقین تفصیل آپکی کتب مولفہ کا حال آپکی فہرست مولفات (الملحقہ کتاب منہج الوصول اور آپکے تراجم (جو اکثر تصانیف جناب کے ساتھ بطور تقریظ شامل کی گئی ہین) سے ملاحظہ فرماوین وہ میسر نہون تو ہمارے پرچہ سابق (نمبر ۴ جلد ۶) کو جسمین کسیقدر انکی تفصیل ہے مطالعہ مین لاوین اور انکی اشاعت کا مشاہدہ و تجربہ جس ملک اور جس شہر سے چاہین کرلین۔

آپکی تالیف بابرکت مین ایک خصوصیت جسکو آپکی کرامت کہین تو بیجا نہین آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم (جنکی سنت کے آپ خادم ہین) معجزہ خیال کرین تو ناروا نہین ایسے پائے جاتے ہین جو ایک عرصہ سے کتب مولفہ اہل اسلام سے مفقود ہی وہ یہ ہے کہ آپکی تالیفات آپکی حیات مین اور آپکے ہمعصرون مین مقبول و معمول بہا ہو گئی ہین اور اکثر علما ہندوستان۔ پنجاب۔ عرب۔ مصر۔ دمشق بیروت۔ بلغار یمن وغیرہ نے سر آنکھون پر رکھ لی ہین۔ تلقتہا الافاضل الفحول و ھبت علیہا قبول القبول اور یہ بات اور لوگون کی تالیفات مین ایک

مدت سے پائی نہین گئی انکی تالیفات انکے مرنے کے بعد اون لوگون مین جو انکے بعد پیدا ہوے مقبول ہوئی ہین انکے معاصرین نے قبول نہین کین، اسی وجہ سے اوران ہی لوگون کی نسبت یہہ مثل ‹‹ المعاصرۃ اصل المنافرۃ ›› یعنے ہمعصری نفرت کی جڑہ ہے مشہور ہورہی ہے۔

اور جسقدر آپ سے احیا سنت واقامت خیرات وحسنات اور ازالہ بدعات واخمال منکرات (جو لوازم ونتایج منصب دوم جناب سے ہے) وقوع مین آئی ہے وہ بہی اکثر مجددین سابق سے بڑہکر ہے۔ ہماری قلم مین کہان طاقت اور ہمارے پرچہ مین کب وسعت ہے کہ ہم اسکی تفصیل کرسکین ولیکن بحکم مالایدرک کلہ لایترک کلہ مشتے نمونہ از خروار واندکے از بسیار بطور تمثیل ایک فہرست کے ضمن مین ناظرین کی آگے پیش کرتے ہین۔

فہرست رسوم حسنہ جنکو جناب نے قائیم کیا ورسوم سئیہ جنکا آپنے ازالہ کیا یا ازالہ کئے در پئے ہین۔

نمبر	رسوم	نمبر	رسوم
	رسوم حسنہ	۶	مساجد کی مصارف بہ نسبت سابق بڑہا گئے
۱	علما وفضلا بہ نسبت سابق زیادہ ملازم وخیل پاتے ہیں	۷	اندہے اپاہج وغیرہ معذورون کو وظائف مقرر ہوئے۔
۲	طالبعلمون کے وظیفے بہ نسبت سابق بڑہا دیئے گئے		
۳	یتیمون کی تعلیم کے لئے وقفی مدرسہ قائیم ہوا	۸	رفاہ عام کے لئے شفاخانہ بڑہائے گئے اور اطبا زیادہ رکہے گئے
۴	قران پڑہنے والی لڑکیون کو وظائف مقرر ہوئے	۹	تالاب وکنوئین (جنکی بہوپال مین بہت حاجت ہے) کثرت سے کہدوائے گئے
۵	سرکاری محل مین تلاوت قران بکثرت جاری ہوئی		

نمبر	رسوم
۱۰	سڑکون وغیرہ مواقع ضرورت عام پر درخت لگالئے گئے۔
۱۱	روشنی وصفائی شہر کا خرچ ریاست کے ذمہ کیا گیا۔ رباعاسی اٹھایا گیا۔
	رسوم بدجنکا ازالہ ہوچکا
۱۲	زناکاری عام شہر کسبیون کی شہر سے اخراج سے روکی گئی۔
۱۳	گانے بجانے کی تعلیم۔ تعلیم دینے والون کی اخراج سے روکی گئی۔
۱۴	ہیجڑون کا پیشہ سیکھانا شہر سے روکا گیا۔ اور اکثر ہیجڑونکا شہر سے اخراج ہوا۔
۱۵	مسلمانون کو شراب خواری سے عام ممانعت ہوئی۔
۱۶	مسجدون کے قریب باجا بجانا جو بیاہیون شادیون مین لوگ بجواتے ہین موقوف ہوا
۱۷	رنڈیکے دربار سے مجرہ و سمو موقوف ہوا
۱۸	تعزیہ داری کی اکثر بدعات مہندی وغیرہ کی ممانعت ہوئی
۱۹	شادی وختنہ کی رسوم خلاف شریعت کے بذریعہ اشتہارات عام ممانعت ہوئی۔
	رسوم بدجنکا ازالہ پیش نظر جناب ہے اور تدریجاً وقوع مین آنا جاتا ہے۔
۲۰	ہیجڑون کا بازارون مین گاتے بجاتے پھرنا
۲۱	بعض اقوام اہل اسلام کی مستورات کا شادیون مین رات کے وقت زیب و زینت کے ساتھ سڑکون پر پھرنا۔
۲۲	آمدنی سایرات
۲۳	تعزیہ سازی اور اسکے متعلق رسوم
۲۴	حقوق چودہراہٹ در قوم سود اہل اسلام
۲۵	شہر کے باہر کسبیون کا آباد رہنا۔
۲۶	آمدنی آبکاری وغیرہ مسکرات
	اسی پر صدہا اور نظایر کو ناظرین قیاس کرین جنکی تفصیل وبیان سے ہم قاصر ہین۔

نوٹ یہہ رسوم بد جنسے نواب صاحبہ بھوپال نے اہل اسلام بھوپال کو ممانعت کی ہے ان رسوم کی مانند ہین جنکے گورنمنٹ انگلشیہ بہی اپنی رعایا کو مانع کئے ہے جیسے قمار بازی ننگے پھرنا مردون کو ہیجڑا بنانا وغیرہ وغیرہ۔

اِن اوصاف کمال نواب صاحب (احیاء سنت و مراسم حسنات و اشاعت علم و ازالۂ منکرات) **کا** اوصاف مجددین سابق الوصف سے اور انکے عیوب و خطاؤن (بقول مفتریاں تصویر پر انعام دینے یا اسی قسم کی اور باتون) کا عیوب و خطاؤن مجددین سابق سے **مقابلہ** و موازنہ کرین پہر انصاف سے داد دیکر فرماوین کہ نواب صاحب ممدوح بنظر اوصاف کمال مجددین سابق الوصف کی نسبت مجدد کہلانے کے زیادہ مستحق نہین ہین ۔ ۹ -

نقیض موعظہ صفحہ ۱۷۱

نواب بہوپال کی اِن رسوم مین مداخلت و ممانعت کسیکے مذہب اور واجبی آزادی مین بے جا مزاحمت و ناجائز دست اندازی (جو اصول سلطنت برٹش گورنمنٹ کے مخالف ہے) نہین ہے بلکہ اسمین اون لوگون کے مذہب کی (جنکو ان رسوم سے روکا گیا ہے) عین تائید و پیروی پائی جاتی ہے

نواب صاحب نے اِن رسوم بد سے صرف مسلمان رعایا کو روکا ہے سوا انکے مذہب مین ان رسوم کا نام و نشان پایا نہین جاتا بلکہ صاف ممانعت آچکی ہے ۔ زنا ۔ شراب خوری ناچنا ۔ گانا بجانا ۔ ہیجڑونکا پیشہ کرنا خود ان لوگون کے (جو یہہ کام کرتے ہین) خیال میں بہی مذہبی رسوم نہین ہین ایسا ہی عوام سنیون کا تعزیہ بنانا یا مہندی نکالنا (گو انکے خیال مین مذہبی رسم ہو مگر انکے علماء بلکہ محقق علماء شیعہ کے خیال مین) بہی مذہبی رسم نہین ہے اور اصل مذہب اسلام مین اسکی کہین ہدایت نہین ۔ پہر نواب صاحب کا اِن باتون سے سُنی مسلمان کو روکنا مذہبی دست اندازی کیونکر ہو سکتی ہے ؟

مذہبی دست اندازی تب ہوتی جب ہندو یا عیسائی رعایا کو وہ اونکی مذہبی رسوم سے روکتے ۔ یا انسے رسوم اسلام جبراً اتباع کرواتے ۔ **بلکہ** غور سے دیکہا جاوے تو ایسی رسوم بد (سد باب شر و فساد) مین دست اندازی (انکا مذہبی رسوم ہونا مانا بہی جاوے تو) بے جا مزاحمت و واجبی آزادی مین دست اندازی و اصول سلطنت برٹش گورنمنٹ کے مخالف نہین ہے برٹش گورنمنٹ نے خود بعض ایسی رسوم مین (جنکو اپنے خیال مین بد اور سد باب شر سمجہا ہے (گو وہ کسی قوم کی مذہبی رسم ہی کیون نہ کہلاتی ہون) **دست اندازی** کی ہے اور یہہ بات خلاف اصول سلطنت نہین سمجہی گئی دیکہو ستی ہونا ہندون مین ایک قدیم مذہبی رسم سمجہی جاتی ہے + اور تپسیا کر کے (ہوکہہ یہ ہکر یا آگ کی تپش مین جلکر

+ گو حقیقت مین یہ رسم مذہبی نہ ہو اور انکی کتاب مین اسکی ہدایت نہ ہو ۔

اور انکی عیوب و خطا عیوب مجددین سابق سی بڑہکر ہین کہ وہ اون عیوب کے سبب اس رتبہ سی باوجود استحقاق و مقتضی محروم رہین -

اور یہہ بہی فرماوین کہ ہمنے اور ہماری ہمعصر علماء نے جو نواب صاحب کو (انکے اوصاف کمال کی نظر سے) مجدد کہا ہے اور انکے عیوب و خطاؤن کا (ناحق انکے ذمہ لگائے جاتے ہون خواہ واقعی انمین موجود ہون) اس خیال سے کہ مجدد ہونے کے لئے معصوم ہونا کسیکی نزدیک (بجز اہل تشیع) شرط نہین

خودکشی کرنا بعض ہندون مین مکتی (نجات) کا سبب سمجہا جاتا ہے اور بردہ فروشی عموماً مسلمانون مین ایک مذہبی رسم ہے اور چور کا ہاتہہ کاٹ دینا اور زانی کو قتل کی سزا دینا ذی اختیار مسلمانون کا اعلی مذہبی فرض خیال کیا جاتا ہے مگر انگریزی سلطنت مین اور جہانتک اسکا اختیار و تعلق ہے ان رسوم پر کوئی ہرگز عمل کرنے نہین پاتا ان رسوم مین گورنمنٹ کی مداخلت و مزاحمت کا یہی سبب ہے کہ گورنمنٹ ان رسوم مین اپنی خیال مین شر و فساد دیکہتی ہے اور اون لوگون کا ان رسوم کے ادا کرنے کا واجبی حق نہین سمجہتی -

پس اگر کسی مسلمان ذی اختیار نے کسی رسوم بد معمولہ اہل اسلام (جیسے زناکاری و شراب خوری) کو بد و سبب شر و فساد سمجہا اور بنظر مصلحت عام و اصلاح انتظام اس سے اپنے ماتحت مسلمانون کو روکدیا (گو اپنی خیال مین کوئی ان باتون کو مذہبی رسم سمجہہ لے) تو اسمین بے جا مزاحمت و نا واجبی مذہبی دست اندازی کہان پائی گئی جو جائے کہ وہ رسوم درحقیقت مذہبی رسوم ہون مذہب ان رسوم سے خود مانع ہو -

بعض متعصب یا پالیسی گورنمنٹ سے ناواقف انگریز ایسے مسلمانون کو (جو اپنے حدود اختیار مین اپنے ہم مذہب اقوام مین مذہبی رسوم کو جنسے گورنمنٹ مانع ہین جاری کرنا اور ان رسوم کے مخالف رسوم سے روکنا چاہتے ہین) حقارت کی نظر سے دیکہتے ہین اور متعصب خیال کرتے ہین مگر جو خود تعصب سے خالی ہین (اور پالیسی گورنمنٹ سے خوب واقف ہین (جیسے ہمارے ہردل عزیز فیاض ویسرائے گورنر جنرل لارڈ ڈفرین بالقابہ ہین (خدا انکو اپنی مرضیات کی توفیق بخشی) وہ ایسے مسلمانون کو انکا دیانت دار اور گورنمنٹ

اور اس قسم کے عیوب مجددین سابق مین بہی پاے گئے ہین لحاظ و اعتبار نکیا تو اسمین ہمنے کونسی آیتہ یا حدیث یا اجماع امتہ یا تعامل سلف کا خلاف کیا اور کیا گناہ ہمسے ہوا ؟

شاید ہمارے معترض ہمسے اسبات پر آشفتہ خاطر ہون کہ ہمنے صرف نوابصاحب ہی کو مجدد کہا ہے اور علماء وقت خصوصاً معترض کے ہموطنون (لکہنو والون) کو مجدد نہین کہا۔

اسمین ہمارا **عذر** و جواب یہ ہے کہ ہمنے وہ مضمون (جسمین نواب صاحب کو مجدد لکہا ہے) بالاستقلال مجددون کے بیان مین نہین لکہا کہ اسمین مجددین لکہنو وغیرہ کا بہی ذکر آجاتا اور توکسیکا ذکر کیا ہوتا ہمنے اپنے شیخ حجۃ الخلف بقیۃ السلف مولانا **سید محمد نذیر حسین** محدث دہلوی کا ذکر بہی نہین کیا اور اگر وہ مضمون مجددون کے بیان مین ہوتا تو ہمسے اپنے شیخ کا جنکو ہم اسوقت اول درجہ کا مجدد جانتے ہین ذکر کیون چہوٹتا **آیندہ** ہم اگر مجددون کے بیان و تعداد مین کوئی مضمون لکہینگے تو اسمین ہم مجددین لکہنو وغیرہ کا نام بہی ضرور درج کرینگے۔ بشرطیکہ ہمارے معترض ہمکو انکے ایسے اوصاف کمال بتا دین جیسے ہمنے نوابصاحب کے اوصاف نقل کئے ہین۔

تفصیل شق اول

(یعنی نواب صاحب کا انعام ندینا)

ہمنے جس روز وہ اخبار جسمین نوابصاحب پر یہ نکتہ چینی (کہ انہون نے تصویر پر انعام

ور رعایا کا پورا وفادار خیال کرتے ہین اور وہ خوب جانتے ہین کہ جسکو خدا کا مذہب کا پاس نہین اسکو دنیا کے حکام کا رعایا کا کیا پاس ہوگا اور جو خدا کا مذہب کا پکا مطیع ہوگا وہ دنیا کا حکام کا رعایا کا بہی سچا وفادار رہیگا و حق شناس ہوگا۔

دیا یا دلوایا ہی ۲ کی گئی اور ہمپر یہ چٹکی (کہ ہمنی انکو ایسی حالت کی ساتھہ مجدد کہا ہی) لی گئی ہی پڑہا تو اسی دن فوراً خط متضمن دریافت اصل حال روانہ بہوپال کیا۔ وہانسی یہہ جواب آیا کہ یہہ خبر بالکل بے اصل و پوچ ہی۔ نوابصاحب نے کسی مصور کو انعام نہ جیب خاص سی دیا ہی نہ سرکار سی دلوایا ہی ایک لکہنو کے مصور نے آپ اہلکار ریاست (نایب مدار المہام) کی ذریعہ سی سرکار سی انعام پایا ہی نوابصاحب کو اس کارروائی کا علم بہی نہین ہوا چہ جائے کہ انکی رضا یا سعی پائی گئی ہو اب ہمارے دوست معترض موت کو۔ قیامت کو۔ قریب سمجہہ کر اور آیۃ لاتقف مالیس لک بہٖ علم ان السمع و البصر و الفواد کل اولئک کان عنہ مسئولا ۱ اور حدیث کفی بالمرء کذبا ان یحدث بکل ما سمع ۲ پیش چشم رکہکر انصاف سی فرماوین کہ اس کارروائی (انعام مصورین) نواب صاحب کا کیا دخل ہی اور اسمین انپر یا ہمپر کیا الزام۔

آپکی تصویر قد آدم کا کہنچا جانا اور تاج المحل بہوپال مین رکہا جانا ہی آپکی رضا و اختیار سی نہین ہوا تصویر کشی تو دربار قیصری مین ہوئی تہی جہان اور نوابوں اور راجگان وغیرہ کی بہی فوٹوگراف مین تصویرین اوتاری گئی تہین اسمین نواب صاحب کی بے اختیاری مخفی نہین ہی ناظرین و معترضین خود خیال کر سکتی ہین کہ نوابصاحب اس مجلس سے اوٹہہ سکتی تہی یا تصویر اوتارنے سی منع کر سکتی تہی۔

اور تاج محل مین اس تصویر کا رکہا جانا بیگم صاحبہ رئیسہ کے حکم سی ہوا ہی نوابصاحب اسمین بہی ہرگز ہرگز راضی نہین ہین۔ وہ تصویر کہنچنی یا کہنچوانی یا اختیاراً ۳ گہر مین رکہنے کو

---

۱ جسکا تجہ علم نہو اسکے پیچہے مت لگ کان آنکہ اور دل سب سی سوال ہوگا۔

۲ آدمی کو جہوٹہا ہونے یا جہوٹ بولنے کے لئے یہی کافی ہی کہ ہر سنی بات (بلا تحقیق) کہدے۔

۳ اختیاراً کی قید اسلئے لگائی گئی ہی کہ بلا اختیار تو اسوقت تمام ہندوستان بلکہ عربستان وغیرہ اسلامی بلاد مین کوئی گہر کسی مقدس سی مقدس (مولوی صوفی ولی متقی) کا بہی ایسا نہ ہوگا جسمین بے اختیار تصویر موجود نہو آج کل اکثر اشیاء ساخت یورپ و یوروپین اشخاص روپیہ پیسہ بیگ لمپ چہری کپڑہ وغیرہ وغیرہ

بہت برا جانتے ہین یہہ بات ہمکو ایک خاص مراسلہ سے معلوم ہوئی ہے۔
اسپر اگر کوئی سوال کرے کہ نوابصاحب کو (بیگم صاحبہ) رئیسہ سے
ایسا تعلق ہے کہ اسکے ذریعہ سے وہ جو چاہین ریاست مین کر ڈالین پہر وہ رئیسہ کو ایسے
امور سے کیون مانع نہین ہوتے تو اسکا جواب یہ ہے کہ وہ باوجود اس تعلق کے آخر محکوم
ریاست ہین با اختیار حاکم نہین ہین کہ جو چاہین فوراً کرا دین۔ ہان حسب موقعہ و مقتضاے
مصلحت نیک صلاح دینے کا حق و منصب رکہتے ہین سوا ہونے بہت موقعہ پورا کیا بیسیون منکرات
کو ریاست سے ہٹایا جسکا نمونہ فہرست مین بتایا گیا ہے اور ہنوز کئی منکرات باقی ہین (جنمین یہ
امر حسب سے بحث ہے بہی داخل ہے) انکے ازالہ کے وہ فکر مین ہین خدا انسے جاتا تو فیق کو بڑہایا
تو رفتہ رفتہ ان سبہی منکرات کا اندفاع ہوگا اور بہوپال بلدۃ طیبۃ و رب غفور کا مصداق
ہو جائیگا۔ اسوقت تک جسقدر ریاست بہوپال سے منکرات کا ازالہ ہوا ہے
یہ بہی جناب کی کرامت و برکت ہے اس قسم کا تعلق انکے مدعیان
ہمسری کو کسی ریاست سے حاصل ہو تو ہمکو امید نہین کہ انسے اسکا عشر
عشیر بہی ہو سکے بلکہ یہہ خوف ہے کہ انکو ایسے منکرات مین رئیسون
کے تابع اور شامل حال ہونا پڑے یہ آپ ہی کا کام تہا جو تہوڑے
عرصہ مین۔ کر دیکہایا۔ هذا ما اعتقد فيه واحسب والله حسيبه

وهو بكل شیء حسيب۔

یہہ مضمون گویا مضمون نواب صاحب بہوپال اور انکی بابرکت تالیفات کا بقیہ
ہے۔ اسوجہ سے اسمضمون کا باقی مستقل طور پر لکہا نہین گیا۔

تصویر سے خالی نہین کسی مقدس متقی کے گہر مین اور کچہہ نہوگا تو دیا سلائی کا بکس ہی نہوگا وہ بہی تصویر سے خالی نہین ہماری معترض (مولوی صاحب) کا کارخانہ اخبار بہی علاوہ تصویر دار اخبار کے اور کتابون کی کاغذ کی رسم بہت اسے نکلینگے جنکے کتون و بلیون کی تصویرون کی ٹکٹ لگی ہونگے اس سے ضرور ماننا پڑیگا کہ اضطراراً یا اختیاراً تصویر گہر مین رکہنے سے کوئی شخص بچ نہین سکتا یہان بحث کہ کونسی تصویر گہر مین رکہنی جایز ہے کونسی ناجایز بالفعل اجنبی معلوم ہوتی ہے جب کوئی یہہ بحث مشتہر کریگا کہ جو تصویر ہمارے گہرون مین ہین ناجایز ہین اور جو بہوپال مین ہین وہ ناجایز ہین تو اسوقت ہم اس امر مین بحث کرینگے

بقیہ ریویو ترجمان وہابیہ

ہند کے مسلمانون مین کوئی دشمن سرکار انگریزی کا نہین ہے خواہ اُنکو کوئی دشمن اُنکا بلفظ وہابی مشہور کرے یا نکرے اور سچ پوچھو تو ہے بھی یون ہے اسلیئے کہ معرکۂ حال مصر مین جسطرح ریاست بھوپال نے آمادگی اپنی واسطے اعانت مالی و جانی سرکار انگریزی کے ظاہر کی اور اُسکے جواب مین جناب لارڈ رپن صاحب بہادر گورنر جنرل ہند نے بتحریر خریطۂ خط شکریہ بیگم صاحبہ کا مع اپنجانب ظاہر فرمایا۔ اسیطرح دیگر ریاستہائے ہند نے بھی اظہار خیر سگالی کا کیا اور فتح مصر کی سب کو خوشی حاصل ہوئی۔ الحاصل یہ رسالہ اس غرض سے لکھا گیا ہے کہ سرکار عالی برٹش گورنمنٹ کو یہہ بات معلوم ہو جاوے کہ مسلمانان رعایاے ہند و ریاستہائے ہند مین کوئی بدخواہ اس دولت عظمی کا نہین ہے اور جن مسلمانان ریاستہائے وغیرہ پر دشمن اُنکے تہمت وہابیت لگاتے ہین وہ ہرگز وہابی نہین اور اصل مذہب صحیح اسلام مین مسئلہ جہاد کا کسطرح پر ہے اور غربا اہل اسلام بلکہ بعض امراء مسلمین جنکی نسبت ایسی مخبری غلط کبھی ہوئی ہے یا اب ہوتی ہے وہ اس راہ و رسم سے بالکل بری ہین بھوپال سے بہت پہلے وزیر الدولہ بہادر مرحوم رئیس ٹونک کو یارون نے وہابی ٹھہرایا تھا اسلیئے کہ اُنھون نے بعض رسوم فتنہ انگیزی کو اپنی ریاست سے یکقلم موقوف کرا دیا تھا جیسے تعزیہ سازی پیر پرستی گور پرستی وغیرہ لیکن زمانہ غدر ہندوستان مین وہ کیسے خیرخواہ سرکار انگریزی کے نکلے اسیطرح ریاست بھوپال اور متوسل اُسکے خواہ اخوان ریاست ہون جو خاندان خاص بانی ریاست میان وزیر محمد خان بہادر مرحوم مین ہین یا اہلکار ریاست بڑے ہون یا چھوٹے سب خیرخواہ گورنمنٹ عالیہ ہین اور یہہ ریاست اس امر مین فائق ہے سب ریاستون پر لیکن مفسد لوگ جسکو جو چاہتے ہین کہدیتے ہین سو یہ رسالہ اُن غریبون کا بھی مددگار ہوگا جو بلا وجہہ دشمنون کی تہمتون مین پھانسے جاتے ہین اور جو

لاعلمی کے اپنے مسائل مذہبی سے کبھی محل عتاب و خطاب حکام ٹھہر جاتے ہین۔ مین خیال کرتا ہون کہ اگرچہ ایک جماعت نے کلکتہ سے لاہور تک وقتاً فوقتاً اس باب مین قلم اٹھا کر کچھہ کچھہ لکہا پڑھا مطابق اپنے فہم اور استعداد کے لکن جو اصل حقیقت مذہب وہابیت کی تھی اور جو حکم مفتی بہ مسئلہ جہاد کا دین اسلام مین ہے اسکی کشف ماہیت جسطرح اس رسالہ مین ہے کسی نے ظاہر نہین کی ورنہ اسقدر وہم وگمان غیر واقع جو گاہ گاہ بعض حکام عالیمقام کے ذہن مین کثرت اخبار اعدا و بدگویان سے راہ پاتا ہے ہرگز پیدا ہوتا اور ایک طرح کی بیفکری اس قسم کے تنازع فضول سے حکام عالیمقام اور رعایائے مطیع دونو کو حاصل ہوجاتی۔

اس رسالہ کے دیکھنے سے یہ سچی بات سبکو بخوبی معلوم ہوجائیگی کہ تہمت وہابیت کی نسبت مسلمانان ہند کے جو دعوی پیروی قرآن مجید وحدیث کا کرتے ہین محض غلط اور براہ عداوت ہے ٭ ٭ ورنہ اسمالک خصوصًا ریاست ہائے اسلامیہ ہند مین نکوئی وہابی مصطلح اور لامذہب عرفی ہے اور نہ کوئی بدسگال اپنے حاکم آزادگی بخش امن خواہ کا اور اگر کوئی ہو تو بتاؤ کہ کس جگہہ کس ریاست مین کون وہابی ہے اور کیا اسکا ثبوت ہے اور کہان کہان اسباب جنگ و بغاوت یا امداد باغیان دولت برطانیہ کے سامان پائے جاتے ہین جہوٹے پر لعنت خدا کی۔ جو لوگ مفسد طبع ہین وہ اپنا جرم دوسرے پر لگاکر خود براہ فریب و دغابازی نزدیک حکام کے سرخرو بنا چاہتے ہین۔ لیکن ہمیشہ دیکہا گیا کہ خدا جہوٹوں کو روسیاہ کرتا ہے حکام معاملہ شناس جلد مغز معاملہ کو پہنچ جاتے ہین بہرحال اس رسالہ مین پہلے اس سے کہ مین ترجمہ عبارت متعلقہ وہابیت و مسئلہ جہاد کا اپنی کتب مولفہ قدیمہ سے تحریر کرون ایک مقدمہ مختصر بیان حال آفرینش دنیا و بیان مذہب خلق بابت اس وارفانی وغیرہ کے لکھتا ہون جو طریقہ اہل اسلام اور مورخین کے کلام سے ثابت ہے پہر ایک کتاب کا ترجمہ فصل علیحدہ مین بہ سرگزشت

مختصر اپنے آخر رسالہ مین جو ایک سبب اصلی تالیف اس مقالہ کا بھی ہے لکھون گا
اور سرکار عالیہ برٹش کے انصاف و قدر شناسی کا منتظر رہون گا اسلئے کہ جس طرح اس
رسالہ سے بجرمی متہمان وہابیت کی اور تحقیق اس لقب کی جو باعث تشویش خاطر
حکام عالیمقام ہے ثابت ہوتی ہے۔ اسیطرح اُن جاہلون مفسدون کیواسطے
جو ہر وقت ہر خرخشا رو ہشت و مشت مین جہاد کا نام لیکر فساد کو تیار ہو جاتے ہین
ایک تازیانہ اسلامی ہے حق تعالی نے قرآن مجید مین فرمایا ہے تلک الدار الاخرۃ
نجعلھا للذین لا یریدون علوا فی الارض ولا فسادا والعاقبۃ للمتقین"
یہ دیباچہ کی عبارت ہے اسکے بعد جو مقدمہ بیان ہوا ہے اسمین عالم کی ابتداء
آفرینش کے حالات ہین اس مقدمہ کے بعد اسکی پانچ فصلون مین ان مسایل کے
نقل و تفصیل ہے جو مسئلہ جہاد اور معنی وہابیت کے متعلق نواب صاحب کے قدیم
تالیفات رسالہ ہدایۃ السائل مطبوعہ ۱۲۹۱ھ اور عوائد العوائد و روضۃ خصیب وغیرہ) مین
پائی جاتی ہے اور اسکا ملخص اشاعۃ السنہ نمبر ۸ و ۹ جلد ۴ مین (جسکو کاتب نے غلطی
سے جلد ۶ لکھدیا ہے) منقول ہوچکا ہے۔ پھر اسکی فصل ششم مین آپ کی کتاب تاج مکلل
سے وہ بیان نجد کے تاریخی حالات اس عبارت و الفاظ سے بیان ہوئے ہین۔
یہہ کتاب عربی زبان بطور تاریخ ہے اسمین سے جن کے حالات یہان لکھنا
ضرور ہین انہین سے اول ابن سعود ہین نام اُن کا محمد ہے نجد کے رہنے والے تھے
آثار الادہار مین مذکور ہے کہ وہ ایک مشایخ عرب عنزہ مین سے ہین جو ایک قبیلہ کا
نام ہے اسمین یہ قبیلہ مسالیخ کے شیخ تھے اور انکو عرب مین وائل اور تغلب اور شمران
قبیلون سے قرابت تہی اور نہایت خوش خلق اور سخی اور عاقل تھے اور دادا انکے
سعود اپنے گھر کے سردار تھے کہ وہ درعیہ مین اپنے قبیلہ مین بود و باش رکھتے تھے
اور ابن عماد کے عاملون مین تھے جو حاکم تہا عیانہ کا اور جب محمد بن عبد الوہاب نے اپنی

دعوت وہابیت ظاہر کی - قرامطہ اُن سے بگڑے اُنہون نے ابن سعود کے پاس جاکر پناہ لی ابن سعود نے اُن کی دعوت قبول کی اور مدد پہ کہڑا ہوا محمد نے وعدہ کیا کہ تو بلاد نجد پر حاکم ہوجاویگا اور یہہ معاملہ ۱۱۴۳ء کا ہے پہر ابن سعود نے عبدالوہاب کی بیٹی سے نکاح کیا اور اُسکے قبیلہ کے بہت لوگون نے محمد بن الوہاب کی دعوت قبول کرنے مین اُسکی موافقت کی اور دعوت وہابیہ اُن کی بلاد مین پہیل گئی اور اس طرف کے بہت لوگ اُن کے تابع ہوگئے اور ابن سعود کا غلبہ روز افزون ہونے لگا اور اتباع اُسکے بہت ہوگئی اور ابن دعاس سے اور اس سے لڑائی ہوئی اس لڑائی مین ابن دعاس نے شکست کہائی اور وہان سے قطیف کو جاکر مرگیا اس وقت مین ابن سعود کی حکومت وولایت جمیع بلاد نجد پر جو جنوب واقع تہی بخوبی ہوگئی اور کام اُسکا ترقی پہ ہوا اور اُس نے تجویز کی کہ سایر بلاد نجد پر حاکم ہوجاوے اور عراق قرمطی پر چڑہائی کی اور فتح پائی پہر باجتماع عساکر بلاد قصیم اور احسا اور عسیر کا قصد کیا اور یہہ ملک سب اُسکی زیر فرمان ہوگئے اسکے بعد وہ مرگیا اور اپنے بیٹے کو بڑی سلطنت پر چہوڑ گیا یعنے سعود کو اور سعود نے اُس سلطنت کا اہتمام وبندوبست خوب کیا اور بڑے بڑے کام کئے اور عبدالوہاب کے بیٹے محمد نے جو اُن سے وعدہ کیا تہا کہ تو حاکم تمام بلاد نجد کا ہوجاویگا وہ پورا ہوا اور قریب کے لوگ اُس سے ڈرنے لگے اور اسکی مقابلہ اور محاربہ سے خوف کرنے لگے اور یہہ شخص عالی ہمت اور صاحب شجاعت ہوشیار ذی فراست تہا اور بڑا ادیب اور خوش خلق وخوش گفتار تہا اور درعیہ کو اُس نے خوب آباد کیا اور بہت سی مساجد اور محل تعمیر کئے اور لوگ اُس سے اُنس کرتے اور اُسکی صحبت سے بسبب حسن اخلاق اور خوبی گفتار کے محظوظ ومسرور ہوتے تھے اور اپنی رعیت پر ظلم وتعدی اور خونریزی گوارا نکرتا تہا بلکہ نرمی اور حلم سے اُنکے ساتھ پیش آتا تہا پر دعوت وہابیت پہیلاتا تھا اور باگ اختیار دین کی محمد عبدالوہاب کے ہاتھ مین دے رکھی تہی

اور ملقب بلفظ امیر تہا اور اُسکی وفات سنہ ۱۷۹۱ع مین ہوئی سن میلاد سے تخمیناً انتہی
یہ کتاب جسکی یہہ عبارت ہے تصنیف عالم مذہب عیسائی کی ہے بیروت مین طبع ہوئی
اس مین محمد بن سعود اور اُسکے شیخ محمد بن عبد الوہاب کا سنہ اور حال ضبط
کیا ہے -

(۲) دوسرے عبد العزیز بن محمد بن سعود آثار الادوار مین لکھا ہے کہ محمد اُن کے
باپ نے انکو خلیفہ کیا اور یہہ اپنے باپ کے رویہ پر چلتا رہا امور سیاست مین قدم
بقدم اسکے رکھتا رہا اور وہابیت کے پہیلانے مین بہت کوشش کی اور ہمیشہ
لڑائیون اور سخت سخت کامون مین مشغول رہا اور یہہ اپنے مذہب کا بڑا عالم اور صاحب
سطوت و شجاعت تہا اور خلیج عجمی سے حجاز تک سب لوگون نے اُسکی حکومت اور امارت
قبول کی اور جب اپنی اطراف کی حکومت مین خوب مضبوط و مستقل ہوا اور قبائل عرب
اور ممالک حجاز کے لینے پر مستعد ہوا تب اُسپر غالب نام شریف مکہ نے اعتراض کیا اور
نوبت بجنگ و جدل پہنچی اور یہہ لڑائی سنہ ۱۷۹۲ع میلادی مین یا ۱۷۹۴ع مین واقع ہوئی اور ایک
مدت تک جاری رہی اور چند ماہ کے بعد فرقہ وہابیہ مدینہ منورہ اور مکہ معظمہ پر غالب
ہوگئے اور عبد العزیز نے قطیف کا قصد کیا اور وہان کے لوگون کو قتل کیا پہر بحرین کا قصد
کیا اور اسپر فتحیابی اور جزایر قریبہ پر وہان کے مسلط ہوگیا اور خلیج فارسی اور خلیج شرقی
کے لوگون نے اُسکی اطاعت اور امارت قبول کی پہر لشکر اُسکا عمان کو روانہ ہوا اور جب
عمان مین داخل ہوا وہان کے حاکم سعید نے ہزیمت پاکر مسقط کو بہاگا اور وہان قلعہ
مین متحصن ہوا عبد العزیز کے لشکر نے اُسکا مسقط تک تعاقب کیا اور وہان قلعہ کو
جاکر ایک مدت تک گہیرا اور اس محاصرہ مین سعید نے عاجز ہوکر صلح چاہی غرض
ان دونون مین صلح ہوئی اور سعید نے ہر سال جزیہ دینا قبول کیا اور یہہ اقرار ٹہرا
کہ وہابیون کا ایک حق مسقط وغیرہ کی مساجد مین مقرر رہے اور وہابی اُن دنون ویا

بصرہ اور اسکی اطراف مین قبائل عرب کو لوٹتے تہے اور ۱۷۹۷ء تک انکی یہی کیفیت رہی اور اُسی سال سلیمان پاشا والی بغداد نے ایک لشکر کثیر الاعداد ظفر اور شمر اور منتفج کے لوگون سے جمع کر کے عبد العزیز کیطرف روانہ کیا اور اُس لشکر نے درعیہ کیطرف توجہ کی اور راہ مین احسا کیطرف ملتفت ہوا اور احساء کے قلعہ کا ایک مہینہ تک محاصرہ کیا اور وہان کے حاکم نے عبد العزیز کو خبر کی وہ نجد سے بافواج گران فوراً چڑہ دوڑا اور سلیمان پاشا اور عبد العزیز کے درمیان صلح ٹہری اور چہہ برس تک اُسی صلح پر دونون قایم رہے اور سلیمان پاشا بعد تقرر صلح کے پہر بغداد مین لوٹ گیا اور عبد العزیز نے ۱۸۰۱ء مین مشہد امام حسین رضی اللہ عنہ کی طرف لشکر تیار کر کے روانہ کیا اور اُسکے مقدمہ یعنی پیش خیمہ مین آپ ہی نکلا اور فرات کے کنارہ سے اُسکا گذر ہوا اور قومیط کے لوگون نے اُسکی اطاعت ڈر کر قبول کی اور بہت غلام اور تحف و ہدایا پیش کئے عبد العزیز اُنکے قتل و قمع سے باز رہا اور اپنی لشکر مین سے کچہہ لوگون کو زبیر اور سوق شیوخ اور سماوہ کیطرف روانہ کیا کہ اُن ملکون کو فتح کرین اور آپ مشہد علی رضی اللہ عنہ مین پہنچا اور اسکا محاصرہ کیا اور حاکم وہان کا ایک مدت حصار مین متحصن رہا پہر بعد فتح حصار کے عبد العزیز کربلا کی طرف متوجہ ہوا اور وہان جا کر خون ریزی اور غارت کا بازار گرم کیا اور امام حسین کے مزار کا سامان سب لوٹ والون پر مباح کر دیا وہان کی آبادی اکثر ویران ہو گئی اس جنگ و جدل کے بعد جب درعیہ کو لوٹا والی بغداد نے ایک لشکر عثمانیہ کا اُسکی طرف روانہ کیا اور عبد العزیز نے ایک تہوڑی مسافت پر درعیہ سے باہر اُس لشکر سے مقابلہ کیا اور بعد جنگ و قتل کے اُسکو درہم برہم کر دیا اور اُسی سال مین غالب شریف مکہ سے دوبارہ لڑائی ہوئی عبد العزیز نے دوسرے سال ایک لشکر تیار کر کے طایف کو بہیجا اور انہون نے وہان قتل و قمع کے بعد فتح پائی اور کربلا کیطرح وہان بہی

قتل عام کیا اور اموال اُن کے لوٹ لیے اور اسی سال مین قنفذہ کو جو سات دن کی راہ پر جدّہ سے جنوب کیجانب واقع ہے فتح کیا ۱۲۱۸ھ مین عبد العزیز نے ایک لشکر وہابیون کا تیار کر کے اپنے بیٹے سعود کو اُسکا مقدمۃ الجیش بنایا اور مکہ معظمہ کو روانہ کیا وہ لشکر مکّہ مین پہنچا اُس نے اہل مکہ کو زیر و زبر کر کے تین مہینے تک اُسکی حصار کا مقابلہ کیا اہل مکّہ کا توشہ تمام ہوگیا ناچار اونہون نے اسکی اطاعت قبول کی اور غالب شریف مکہ مغلوب ہوکر جدہ کو روانہ ہوا اور سعود بن عبد العزیز مکہ مین نیسان[+] مین داخل ہُوا اور وہان کے لوگون کے ساتھ بہت رعایت اور مدارات کی اور اس مقام کے آداب و تعظیم کو بخوبی بجالایا اور بعضون نے لکہا ہے کہ وہان کے سردارون اور شریفون کو قتل کیا اور کعبہ کو برہنہ کردیا اور دعوت وہابیت قبول کرنے کو لوگون پر جبر کیا پھر وہان سے مع لشکر جدہ کو روانہ ہوا اور اس کا گیارہ روز محاصرہ رہا۔ غالب شریف نے اُسکی اطاعت قبول کر کے بہت سے اموال بطریق تحفہ اُسکو پیشکش کئے اسی اثنا مین عبد العزیز مقتول ہوا اور کیفیت اُسکے قتل کی یہ ہے کہ اُسی سال کے وسط مین وہ ایک دن نماز مین مشغول تھا ایک مرد شیعی نے جو فارس کا تہا اور نام اسکا عبد القادر تہا اوس نے عبد العزیز پر حملہ کیا اور دو نوشانون کے بیچ مین ایک تلوار ماری کہ اُسکے زخم سے وہ زمین مین گر گیا اور خون مین لوٹنے لگا اور لوگ اس قاتل پر دوڑ پڑے اپنے نیزے لیکر اور اسکا سارا بدن نیزون سے چھید ڈالا باقی رہا سبب قتل سو مورخین یون بیان کرتے ہین کہ۔ بادشاہ فارس نے ابن سعود کو اسلئے مروا ڈالا کہ اُس نے بلاد قطیف اور جزایر بحرین کو اُسکی ولایت سے چہین لیا تہا اور مشہد امام حسین کو برباد کیا تھا اور اُس سے لڑنیکی طاقت نہ تھی سو اسطرح فریب سے عبد القادر کے ہاتھ سے قتل کروایا عبد القادر پہلے درعیہ مین آیا اور بڑی دینداری او زہد و عبادت ظاہر کی اور مساجد

[+] رومیون کے مہینون سے ساتوین مہینے کا نام ہے۔

مین مشغول بعبادت رہتا تھا یہان تک کہ اپنے مقصود پہ فایز ہوا۔ ابن سعود بہی نماز
کا پابند تہا کہ ہر نماز اپنے وقت مین ادا کرتا تہا اور یہی شان اور علماے وہابیہ کی بہی
تہی اور بعضون نے کہا کہ عبد القادر مذکور نے عبد العزیز کو اپنے عیال کے عوض مین
قتل کیا کہ وہ اسکی تلوار سے کربلا مین مارے گئے تھے عبد العزیز نے اپنے بیٹے سعود کو خلیفہ
کیا تمام ہوا مضمون آثار الادہار کا۔

(۳) تیسرے سعود جو بیٹا عبد العزیز کا ہے جب اپنے باپ کی جگہہ پر بیٹھا ۱۸۰۴ء
مین اسکا حال آثار الادہار مین یون لکہا ہے کہ وہ کریم النفس عالی ہمت دانا و مضبوط
اور ادیب اور عالم اور بہادر تہا اور اپنی عالی ہمتی سے بڑے بڑے کامون پر اقدام
کرتا تہا اور اپنی بہادری اور شجاعت کے سبب سے بہ نسبت اور بہائیون کے باپ کو بہت
پیارا تھا اور باپ نے اسکو کئی بار لشکرون کا سردار کرکے جابجا قریب بعید ملکون مین روانہ
کیا تہا اور وہ بسرداری لشکر وہابیہ کئی جگہہ فتحیاب ہوا اور اسمین تدین اور علم
اور عدل تھا اسلئے خاص اور عام اسکی طرف میلان رکہتے تھے اور اجراے احکام مین
ایک شمشیر برہنہ تہا اور مجرمون کو سخت سزا دیتا اور ابطال طلاق مین اوس نے بہت
کوشش اور فریضہ رمضان کی حفاظت مین بہت سعی کی اور سعد ہمیشہ اسکا خادم تہا
اسکے ایام امارت مین اور موافق رہا اسکی دولت مین یہانتک کہ جب سعد مر گیا اسکے
گہر والون مین ایک بلا پڑ گئی اور انمین پہوٹ ہو گئی اور وہ بڑی دولت والا تہا
اور بڑے لشکر والا اور اسکی داڑہی اور مونچہون کے بال بہت گہنے تھے سواحل والون نے
اسکا نام ابی الشوارب رکہا تہا اور اسکی پہلی بیوی سے آٹھ بچے تھے اور دوسری سے
تین اور جب اسکے باپ عبد العزیز نے انتقال کیا اسوقت سعد حجاز مین غالب شریف
کی لڑائی مین مشغول تہا اور راستے شریف کے لشکر کے بند کر دئے تھے اور غالب نے
مغلوب ہوکر اسکی امارت کو تسلیم کر لیا تھا اور یہی غالب جب مکہ مین لوٹ کر آیا اور وہابیون

غافل پاکر چاہا کہ اُن پر تسلّط کرے سعود نے اُسکی بہت تعظیم وتوقیر کی اور اپنے نزدیک رکھا پھر بنی صرب سے حرب کا اتفاق ہوا اور اُن کے شہرون مین اُس نے بہت خون ریزی کی اور شہر ینبع مین اُترا اور وہان کے لوگون نے اُسکی اطاعت قبول کی پھر مدینہ منورہ مین گیا اور وہان کے لوگون پہ جزیہ باندہا اور مزار مقدس نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کو برہنہ کر دیا اور اُسکے خزائن اور دفائن سے سب لوٹ کر درعیہ کو لیگیا بعضون نے کہا کہ ساٹھ اونٹون پر بار کرکے خزائن لیگیا اور ایسا ہی ابی بکر اور عمر رضی اللہ عنہما کے مزارات کے ساتھ پیش آیا اور مدینہ پر نمر بن شیخ بنی حرب کو حاکم کیا اور لوگون کو دعوت وہابیہ کے قبول کرنے پر مجبور کیا اور سعود نے قبہ مزار نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو ڈہانیکا قصد کیا مگر اس امر کا مرتکب ہوا اور حکم کیا کہ بیت اللہ کا حج سوائے وہابیون کے اور کوئی نہ کرے اور عثمانیون کو حج سے مانع ہوا اور کئی برس تک حج سے بہت لوگ محروم رہے اور شام اور عجم کے لوگون کو حج نصیب ہوا اور ان کے خوف سے اکثر حجاج اپنے مقاصد پر فائز نہ ہو سکے اور اواخر ۱۸۰۴ء مین سعود نے ابو نقطہ کو جو عسیریون کا شیخ تہا اپنے لشکر کے پیادون کے ساتھ صنعا و یمن کے شہرون مین بہیجا اور اُس نے اُن شہرون مین داخل ہو کر بہت خونریزی کی اور لحیا اور حدیدہ کو غارت کیا پہر اپنے شہرون مین لوٹ آیا اور حمود صاحب صنعا نے دعوت وہابیہ قبول کی کہ اُن کے شر سے اپنے شہر کو بچاوے اور تمام بلاد حجاز نے اطاعت اور امارت سعود کی قبول فرمائی اور حکم اسکا تمام بلاد عرب مین پہیل گیا سوائے حضرموت کے اور بعض قری یمن کے غرض سلطنت اُسکی بہت عریض وطویل ہوگئی - پہر سعود نے اپنی لشکر کئی بار بصرہ کو بہیجے اور ما بین النہرین اُنہون نے بڑی خون ریزی کی اور بصرہ مین داخل ہوئے پھر اپنے حرک غلام کو صحرائے شام کی طرف روانہ کیا اور اُس نے جاکر وہان قتال کیا اور حلب تک ان کا تعاقب کیا

اور بعض لشکری اُسکے فرات سے پار اُترے اور وہان کے ملکون مین لوٹ مار اور قتل و قمع کی اور بغداد کے اور اُنکے بیچ مین تہوڑی مسافت باقی رہگئی اور اِسی اثنا مین ابی نقطہ عسیری اور حمود صاحب صنعا مین لڑائی جاری تھی اور ۱۸۱۰ء مین یوسف پاشا والی شام ہوا اور اُس نے وہابیون کی لڑائی مین بڑی کوشش کی اور اپنی مراد کو نہ پہنچا اور اُسی سال مین خلیج عجمی پر اسطول انگریزی آیا اور اُس نے راس خیمہ پر گولہ باری کی کہ وہ ویران ہوگیا اُسکے رہنے والے چور تھے کہ وہ رہزنی انگریزونکی کرتے تھے اور اُن کے جہازون کو لوٹ لیتے تھے اور ۱۸۱۰ء مین سعود نے بلاد شام کیطرف چھ ہزار سوار لیکر ارادہ کیا اور اسمین پہونچکر بڑی خونریزی کی اور (۳۵) شہرونکو وہان کے خراب کیا یہانتک کہ اُسکے اور دمشق کے بیچ مین دو دن کی راہ رہگئی اور وہانکے لوگ اُس سے ڈرے اور یوسف پاشا کو اُس سے مقابلہ کرنیکی طاقت نہ تھی مگر سعود وہین سے فتح پاکر لوٹ گیا اور پھر اسکو خبر لگی کہ بعض سردارون بلاد حجاز نے اُسکی طاعت و انقیاد سے انکار کیا اُسنے اوسیوقت اپنا کچھہ لشکر اُس جانب روانہ کیا اور اُس نے اُنکے شہرون مین داخل ہوکر وہان کے چھوٹے بڑونکو تہ تیغ کیا۔ اور وہان دس ہزار آدمی تھے سو اُنمین سے ایک بھی نہین بچا اور جب امر وہابیت نے اُسکے وقت مین خوب زور پکڑا اور اُنکا رعب وداب لوگون مین زیادہ ہونے لگا تب سلطان محمود خان نے اُنکے دفع کا ارادہ کیا اور اُنکے شر سے لوگون کو بچانا چاہا سو اُس نے محمد علی پاشا خدیو مصر کو لکہا کہ ان لوگون کو بزور بلاد حجاز سے نکالدو اور انکی حکومت اور ولایت حرمین شریفین وغیرہما سے اُٹھادو سو اُس نے توشہ اور لشکر جمع کرنا شروع کیا اور جب ایک بڑا لشکر تیار کرلیا اُسپر طوسون پاشا اپنے بیٹے کو امیر بناکر روانہ کیا لشکر وہان سے اسطول روانہ ہوکر (۲۸) جہازون مین بماہ سوسیس ینبع تک پہنچا اور تشرین مین اُترا اوائل ۱۸۱۱ء مین پھر ینبع سے

مدینہ منورہ کا ارادہ کیا اور اسکی راہ مین بدر اور صفراء پر غلبہ کیا پہر عبد اللہ
بن سعود اور اسکے بہائی نے اس لشکر سے مضیق جدیدہ مین کہ وہ قریب ایک
منزل کے ہے مدینہ سے ملاقات کی اور بڑا مقاتلہ ہوا لشکر نے شکست کہائی سب
اموال واثقال اسکے وہابیون کے ہاتہہ آئے اور چار توپین معہ سامان حرب انکے
ہاتہہ لگین پہر طرسون پاشا انکی قید مین دوبارہ آیا اور مدینہ کیطرف تشرین اول
سنہ ۱۸۱۲ مین مدینہ پہنچا اور سارے شہر کو گہیرا اور تشرین ثانی مین سن مذکور سے مدینہ
مین داخل ہوا اور وہابیون کا قتل کرنا شروع کیا اور لوٹ مار وہان جاری کی
اور بعضی وہابی قلعہ مین متحصن ہوئے جب انکا توشہ تمام ہوگیا تو انہون نے
امن چاہی اور طرسون نے انکو امن دی جب وہ قلعہ سے باہر نکلکر مدینہ سے دور
گئے ایک لشکر نے انپر حملہ کیا اور انمین سے کسیکو نہ چہوڑا مگر جو بہاگ نکلا اور سنہ ۱۸۱۴ء
مین طرسون نے مکہ مکرمہ پر فتح پائی اور جدہ پر غالب ہوا اور اسمین اور وہابیون
مین کئی لڑائیان ہوئین اور مصری قنفدہ پر اسی سن مین غالب ہوئے اور
تہوڑی عرصہ مین وہابیون نے انپر حملہ کیا اور مصری بہاگ نکلے اور وہابی شہر
مین داخل ہوئے اور قتل وقمع شروع کیا اسی ایام مین سعود بن عبد العزیز جسکا
ہم حال لکہہ رہے ہین اسکا انتقال ہوا مرض بخار مین اور یہہ معاملہ آٹھوین جمادی الاول
سنہ ۱۲۲۹ ہجری (۲۸) نیسان کو سنہ ۱۸۱۴ میلادیہ مین ہوا عمر اسکی اڑسٹھ برس کی تھی
چوتھے عبد اللہ بیٹا اسی سعود کا ہے جسکا حال ہم اوپر لکہہ چکے مرد شجاع تہا اور
اور باپ اکثر امور مین اسپر اعتماد رکہتا تہا اور وہ علو ہمت اور جنگجوئی اور بہادری
مین اپنے باپ سے بڑہکر تہا مگر صاحب رائے ایسا نہتہا جیسا اسکا باپ تہا اور وہ محمد علی پاشا
عزیز مصر کے مقابلہ مین درہم برہم ہوگیا اور عزیز مصر حجاز مین آیا اور اپنے لشکر کا
تفقد حال کیا اور ان سے مدد لیکر بلاد حجاز مین بہت خون ریزی کی اور وہابیون پر

غالب ہوا اور لوگون کو انکی شر سے امان دی پہر عزیز مصر مکہ مین لوٹ آیا سنہ ۱۲۱۱
مین اور ابن سعود سے صلح طلب کی اس شرط سے کہ وہ جو چیزین مزار نبوی سے
لوٹ لیگیا ہے پہیر دے اور اگر نہ پہیریگا تو لشکر عزیز کا درعیہ مین داخل ہوکر بالکل
استیصال درعیہ کا کرے گا ابن سعود نے اس صلح کو قبول نہ کیا اور عرب نجد کی طرف
چلا کہ طرسون پاشا سے ملے کہ وہ خبرہ مین جو قصیم کے حوالی مین ہے اترا ہوا تہا
اور ابن سعود شنان مین اترا جو خبرہ سے کئی گہنٹے کے راہ پہ ہے اور وہان مصریون
کی راہ بند کی انکو گہیر لیا وہ انکے لشکر کے کثرت سے ڈرے ان سے صلح چاہی اہین
ابن سعود کے ساتہہ مصریون نے فریب کیا ابن سعود نے انکی صلح مان لی وہ صلح ابن سعود
اور طرسون کے درمیان ان شرطون کے ساتھ ٹہیرے کہ وہان سے کچہہ مزاحمت نہ کی
جاوے اور حج کی انکو اجازت دی جاوے بغیر مزاحمت کی اور مصری لوگ قصیم کو چہوڑ
دین اور ان مشایخان عرب کو پہیر دین جو ابن سعود کی عہد شکنی کر کے مصریون مین
ملگئے تہے اور اقرار کرین سلطان کی سلطنت کا سوائے اسکے اور شرطین مقرر ہوئین
اور طرسون پاشا اپنا لشکر لیکر خبرہ سے جز کیطرف لوٹا پہر وہان سے مدینہ گیا اور اواخر سنہ ا
سنہ ۱۲۱۵ مین مدینہ مین داخل ہوا اور اپنے باپ کو وہان نہ پایا اسلئے کہ وہ مصر کو کسی
ضرورت سے چلا گیا دو قاصد ابن سعود کے مصر گئے اور عزیز مصر سے پروانہ صلح طلب
کیا اس نے انکار کیا اور کہا ہم صلح نہین کرتے جبتک کہ احسا جو ایک عمدہ اور نہایت
ارزانی کا ملک تہا وہابیون کا دولت کے سپرد نہ کر دیا جاوے غرض وہ دونون
قاصد بے نیل مرام لوٹ آئے اور یہ خیانت مصریون کی ابن سعود کو بڑی لگی اور دوبارہ
لشکر انکے مقابلہ کو تیار کیا اور یہی حال سنہ ۱۲۱۶ تک رہا اور شہر رجب مین سنہ مذکور
سے ابراہیم پاشا ابن محمد علی پاشا ایک لشکر گران لیکر حجاز گیا اور ابن سعود کی لڑائی
مین بڑی کوشش کی اور انکے شہرون کے لینے مین بڑی سعی بجا لایا اسد نے

صفحہ ۱۹۰ لایق ملاحظہ ترقی خواہان اہل اسلام و صفحہ ۱۹۷ لایق مطالعہ ناظرین خط جعلی دہلی و رسالہ چودہویں گلابی متضمن و مجوز لعن و طعن مجتہدین عظام و صفحہ ۲۱۸ لایق توجہ گورنمنٹ والا مقام کافہ انام

اشاعۃ السنۃ النبویہ

علی صاحبہا الصلوۃ والتحیۃ

نمبر ہفتم — جلد ششم

معہ

ضمیمہ متضمن مسایل مہمہ محدثین اہل السنہ

بابت ماہ رمضان ۱۳۰۰ھ مطابق ماہ جولائی ۱۸۸۳ء

شرح قیمت وغیرہ امور متعلقہ رسالہ

درجات و مراتب قیمت: درجہ	درجات و مراتب قیمت: مرتبہ	تفصیل خریداران بشرح مراتب	قیمت سالانہ: بابت رسالہ	قیمت سالانہ: بابت ضمیمہ
۱	اخص قیمت	اسلامی ریاستون کے نواب اور رئیس	للعہ ۵	۔ے
۲	خاص قیمت	گورنمنٹ انگریزی و معزز عہدہ داران گورنمنٹ و عام اغنیا و لابریری و سوسائٹیہا	۵عہ	۔ے
۳	عام قیمت	متوسط اہل وسعت	۔ے	۸عہ
۴	رعایتی قیمت	کم وسعت جو دس روپیہ ماہوار سے زیادہ آمدنی نہ رکھین اور سالانہ پیشگی داخل کرین	۔ے	۱۲
۵	للاہی قیمت	بیوسعت جو دس روپیہ ماہوار کی آمدنی نہ رکھین مگر علمیت رکھین اور اشاعت کرین	ثواب آخرت	دعا خیر

(۲) ضمیمہ رسالہ سے علیحدہ فروخت نہ ہوگا (۳) خط و کتابت و ارسال زر تا اطلاع ثانی بنام مہتمم پورے پورے عنوان و نشان مندرجہ ذیل سے ہونا چاہیے اور ارسال زر بجز منی آرڈر یا ہنڈوی کے کسی صورت نہ ہو ورنہ مہتمم ذمہ وار نہ ہوگا۔

ابو سعید محمد حسین لاہوری مہتمم اشاعۃ السنہ

مالیر کوٹلہ ضلع لودہیانہ

چشمہ نور امرتسر میں چھپا

یک نشد دو شد

{وہ مرض جسکا علاج اشاعۃ السنۃ نمبر ۵ جلد ۶ مین بتایا گیا یہی مقصود ہوا
تھا کہ ایک مرض مسلمانون مین اور پہیلا یعنے گلابی چودہ ۱۴ کا فتنہ نہ ہو تو
فرقہ ہوا تہا کہ ایک فتنہ اور مسلمانون مین کھڑا ہو گیا جسکے بیان و ازالہ کے لیئے
مضمون ذیل لکھا جاتا ہے — رب الناس اذہب الباس اشف انت الشافی لا
شفاء الا شفاءک شفاء لا یغادر سقما}

ترقی معکوس

مرا دردیست اندر دل اگر گویم زبان سوزد
وگر دم درکشم ترسم کہ مغز و استخوان سوزد

ہماری قوم ہمارے اسلامی بھائیون ہمارے مذہبی رشتہ دارون کا حال **گویم مشکل وگرنہ گویم مشکل** کا مصداق ہو رہا ہے —

کچھہ کہتے ہین تو اپنی شکایت کرنی پڑتی ہے جس سے اقوام غیر کی نظرون مین اپنی ذلت وحقارت ہوتی ہے **چپ رہتے ہین** تو اپنی قوم کی تباہی حالت دن بدن ترقی کرتی نظر آتی ہے —

آخر اس کشمکش کے بعد کچھہ کہنے ہی کو ترجیح معلوم ہوتی ہے اور جو ذلت وحقارت اقوام غیر کی نظرون مین بصورت شکایت نظر آتی ہے سکوت مین اس سے بڑھکر دکھائی دیتی ہے اسلیئے ہم ناچار ہوکر کچھہ کہتے ہین اور اپنی قوم کے آگے کمال ادب نیاز و عجز وانکسار سی التجا کرتے ہین کہ وہ غور سے اسکو پڑہین

یٰلَیْتَ قَوْمِیْ یَعْلَمُوْنَ

ہم جب اکناف عالم مین سرسری نظر کرتے اور دنیا و مافیہا کی حالت آنکھ سے دیکھتے اور اخبارون مین پڑھتے ہین تو مسلمانون کے سوا اکثر اقوام کو کیا مذہب میں اور کیا معاشرت مین روز افزون ترقی پر پاتے ہین -

انگریزون وغیرہ اقوام یوروپین کو دیکھو انھون نے معاشرت مین کیا ترقی کی ہے کہ اسوقت وہ ضرب المثل ہو رہی ہے اور انکی مذہبی ترقی بھی انکی سابق حالت سے کچھ کم نہین ہے اسکے جواب مین اگر کہو کہ وہ صاحب شوکت وسلطنت ہین اور جو کرتے ہین بزور شمشیر کرتے ہین جس سے مسلمان تہیدست ہین تو ہم اور مثالین برہمو و آریہ کی پیش کر سکتے ہین -

برہم سماج نے جو تھوڑے ہی دنون مین ترقی کی ہے وہ کس کی تلوار کے زور سے ہوئی - نوخیز قوم آریہ جو دن بدن ترقی کر رہے ہین وہ کس سلطنت کی مدد سے اور کس کے تلوار کے زور سے عموماً ہندو بنگال و ممالک مغربی وشمال و پنجاب ہی کو دیکھو اور انصاف سے کہو وہ کیسی تیز سبقت کر رہے ہین کیا وہ بھی کسی ملک یا حصہ ملک کے پادشاہ ہین - ؟

اور جب ہم اپنے گروہ مسلمانون کی طرف نظر غائر سے دیکھتے ہین اور آنکھ پر چشمہ (عینک) چڑھا کر خوردبین لگا کر انمین ترقی کے آثار ڈھونڈھتے ہین تو اسکا کہین اثر و نشان نہین پاتے اور اپنی نگاہون کو ثُمَّ ارْجِعِ الْبَصَرَ كَرَّتَيْنِ يَنْقَلِبْ إِلَيْكَ الْبَصَرُ خَاسِئًا وَهُوَ حَسِيرٌ* کا مصداق بناتے ہین ہان بجائے اسکے ترقی معکوس کے آثار کالشمس فی رابعۃ النہار بلا اشتباہ واستتار مشاہدہ کرتے ہین انکی دنیاوی ترقی معکوس تو عیان ہی محتاج اظہار و بیان نہین ہے کون نہین جانتا کہ انکی ذلت وافلاس پر دوست و دشمن دونو کے گھر مین ماتم ہو رہا ہے کوئی لارڈ ریپن بالقابہ کے آگے انکی مفلسی وبدحالی کا رونا روتا ہے -

* پھر تو آنکھ کو دوبارہ پھرا کر دیکھ تیری نگاہ تیری طرف عاجز ہو کر اور تھک کر پھر یگی یعنی کچھ دیکھ نہ سکیگی ::

کوئی انکی شکایت حال مین اخبارون کے اوراق سیاہ کرتا اور اپنا وقت کھوتا ہے کوئی لکچرون اور منادیون کے ذریعہ سے انکی ناصحی حال پر آنسو بہاتا ہے اس مقام مین صرف انکی **مذہبی** ترقی معکوس کا بیان اور اسپر افسوس مدنظر ہے۔

اگر انکے اس سال کا پہلے سال سے اور اس سے پہلے کا اوس سے پہلے سے مقابلہ کرتے ہین تو علم مین کمالات مین ترقی مذہب مین اشاعت اسلام مین سبھی مین **فیصدی** پچاس اور بعض امور مین فیصدی **نوے** کی ترقی **معکوس** (تنزل) انہین پاتے ہین علم و کمالات کے تنزلات ہم پھر کسی موقع پر بیان کرینگے (اگر ہمارے بھائی ہماری ان باتون کو عداوت و اہانت پر حمل نہ کرین گے۔ بالفعل ہم ان کی مذہبی ترقی معکوس کو بیان کرتے ہین۔ پہلی سال اگر کسی شہر مین ایک لاکھ مسلمان شمار کئے جاتے تھے تو اس سال وہان پچاس ہزار رہگئے ہین اور اگر انکے اصول پر زیادہ توجہ کرکے دیکھین تو لاکھ مین سے دس ہزار ہی نظر آتی ہین

اس سے ہمارا مدعا یہہ نہین کہ (خدانخواستہ) وہ مرتد ہو گئے ہین اور اسلام چھوڑ کر کسی اور دین عیسائی یہودی مین داخل ہو گئے ہین بلکہ مقصود اس سے یہہ ھی کہ وہ اپنی ہی اسلامی بھائیون (جو میدان ترقی معکوس کے شہسوار ہین) کے باضابطہ حکم و فتوے سے دین اسلام سے خارج کئے گئے ہین کوئی وہابی کوئی بدعتی کوئی مشرک کوئی لامذہب کوئی رافضی کوئی نجدی قرار پاکر گروہ اہل اسلام سے علیحدہ ہوئے ہین۔

ہمنی اپنی **مدت العمر** مین جہانتک کتب (حدیث تفسیر فقہ اصول عقاید وغیرہ اسلامی علوم کا) عبور کیا انہین یہی **مسئلہ** پایا کہ جس مسلمان سے کوئی کلمہ کفر و ارتداد یا فعل موجب حد و سزا شرعی سرزد ہو اُسکو اس سے انکار کرانا و بتاویل مکر جانیکے تلقین کرتا اور اس انکار و تاویل کو (بفرض وقوع اس

قول وفعل کے) توبہ قرار دینا اور جسکے قول مین ننانوے وجوہ کفر ہون اور ایک وجہ اسلام اُسکو اُس ایک وجہ اسلام کے اعتبار ولحاظ سے دائرہ اسلام مین جگہہ دینا اور بلحاظ وجوہ کفر اسلام سے خارج نہ کرنا لازم ہے مگر یہان اس قضیہ کا عکس ہوتا ہے جس شخص سے کوئی فعل وقول موجب کفر سرزد نہوا ہو اُسکو خواہ مخواہ اسکا قائل وفاعل قرار دیا جاتا ہے اور جس کے قول یا فعل مین ننانوے وجوہ اسلام ہون اور ایک وجہ کفر اُسکو ایک وجہ کفر کے لحاظ سے کافر ٹھہرایا جاتا ہے پھر اس طرفہ پر یہہ طُرّہ چڑہایا جاتا ہے کہ جو اس کافر کے کفر مین شک کرے وہ خود کافر ہوجاتا ہے اور جو اس شک کرنیوالے کے کفر مین تردد کرے وہ بھی کافر ہوجاتا ہے اِس تدبیر سے اصلی کافر جوان باتون کے مرتکب قرار دیے جاتے ہین فیصدی پچاس نکلتے ہین اور جو انکے کفر مین یا شک کنندہ کے کفر مین شک کرنے کے سبب کافر بنتے ہین وہ فیصدی نوے پیدا ہوتے ہین ان لوگون کو واجب یہہ تھا کہ اِس اتفاقی مسئلہ (جسکا خلاف ہمنے آجتک کسی کتاب حدیث وفقہ اور کسی مذہب شافعی وحنفی مین نہین دیکھا) پر عمل کرکے تاویلی ونادانستہ کفر کے مرتکب مسلمان بناتے اور مسلمانون کا عدد بڑہاتے اُنہون نے اپنے فاسد خیالون سے اسکا خلاف تراش کر اسکے ذریعہ سے مسلمانون کو کافر بنایا اور مسلمانون کا نمبر (جو پہلے ہی پاس ہونے کے درجہ سے کم تھا) اور بھی گھٹایا اور اس رباعی کا مصداق بنکر دکہایا ہے

شنیدم کہ مردان راہِ خدا دلِ دشمنان ہم نکردند تنگ

ترا کے میسر شود این مقام کہ با دوستانت خلافست وجنگ

اور اپنے آپ کو یہہ شعر نہ سُنایا "تو برائے وصل کردن آمدی نے برائے فصل کردن آمدی"

ایک شخص دوسرے سے پوچھتا ہے کہ آپکے اعتقاد مین خدا کا جھوٹ بولنا جایز ہے ؟

اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا خاتم النبیین ہونا غیر مسلّم ہے اور آپکے مذہب مین مرد کی منی شک مین ملا کر کھانا درست ہی دوسرا اس سے یہہ سوال کرتا ہے کہ آپ کے اعتقاد مین امام فروعی مذہب پیغمبر اسلام مین نبوت مین شریک ہی اور اسکا قول پیغمبر کے قول سے تمہارے نزدیک مقدم ہے اور تمہاری مذہب مین عورت کے اندام نہانی کی رطوبت شکر مین ملا کر نوش جان کرنا مباح ہے وعلی ہذا القیاس پھر منتون ایک شخص دوسرے کو جواب دینے نہین پاتا کہ وہ اُس کے سکوت وتوقف ہی سے بحکم الخاموشی نیم رضا اسکو ان باتون کا قایل اور اس قایل ہونیکی سبب سے کافر قرار دیتا ہے اور اگر وہ اِن باتون سے بہ ملا انکار کرے تو اس انکار کو وہ نفاق اور تقیہ قرار دیتا ہے غرض بہر صورت اُسکو دائرہ اسلام سے خارج کر کے کافرون کے گروہ مین ملا کر اور جہنم مین پہنچا کر لوٹتا ہے۔

اس قسم کی کارروائی آجکل ایک تو وہ ہوئی ہے (جو اشاعۃ السنۃ نمبر ۵ جلد مین بضمن مسلمانونکی خوفناک حالت مذکور ہو چکی ہے) دوسری یہ کہ جناب مولانا وشیخنا مولوی سید محمد نذیر حسین صاحب محدّث دہلوی جنکا اس وقت (امیر المومنین وامام المحدثین ہونا نہ سہی) کلمہ گو ہونا تو مسلم روزگار ہے بارادۂ حج بیت اللہ بمبئی مین وارد ہوئے تو وہان کے خیرخواہان اسلام وترقی جویان مسلمانان علما ومشایخ (جن کے پیش امام مولوی خلیل الرحمن صاحب لودہیانوی ہین جن کے اسم ورسم سے ہم واقف نہین شاید وہ مولوی سیف الرحمن صاحب پسر مولوی عبد القادر صاحب لودہانوی ہون جو زمانہ غدر سے غایب ہین) اس قسم کے چند سوالات لیکر مولینا ممدوح کے گرد ہوگئے اور اس امر کے فکر مین لگنے کہ انکو ان باتون کا قایل ٹھہرا کر کافر بنائین اور جیسا سواد مسلمانون سے انکا نام خارج کرکے ایک نمبر گھٹائین مولانا ممدوح نے جب ان سوالات کو سنا تو بر ملا صاف

فرمایا کہ یہ سب مجھپر بہتان ہے اور ان باتونکا معتقد کافر ہے"
(چنانچہ اشتہار مطبوعہ مطبع حسنی بمبئی مین (جو اس گروہ کے پیش امام مولوی خلیل الرحمن صاحب نے مشتہر کیا ہی) یہہ جواب منقول و موجود ہے مگر یارون نے اس جواب کو نہ مانا اور صرف اس بہانہ سے کہ جناب ممدوح نے اس انکار کو بطور اقرار نامہ لکھکر رجسٹری کیون نہین کرادیا (یعنے تحریری جواب کیون نہین دیا) آپکو ان باتون کا قایل ٹھہرا ہی دیا اور ان سوالات کو اخبارون مین خوب مشتہر کرادیا۔

اس کارروائی مین پہلے تو عموماً مسلمانون کی حالت پر افسوس آتا ہے کہ اونکی اور اُن کے مذہب اسلام کی نسبت ایسی باتین عالم مین شایع ہوئی ہین جن پر عیسائی ہنود ہنسی اڑاتے ہین پھر اُن خیر خواہان اسلام پر جنہون نے یہہ باتین تجویز کر کے پیش کین پھر اُن مسلمان اخبار نویسون پر جنہون نے یہہ باتین بلا تردید اپنے اخبارون مین شایع کردین سب سے زیادہ افسوس اڈیٹر اخبار نور الانوار پر ہے جس نے اس تشہیر کے ساتھ یہہ بات بھی اخبار مین شایع کی (چنانچہ مشیر قیصر مطبوعہ ۲- اکتوبر ۱۸۸۳ء اُس سے ناقل ہے) کہ مولانا ممدوح نے ان سوالات کا جواب کافی یا نہین دیا اس لئے ان اخبارون کے مقلدین ناظرین یہہ نتیجہ نکالتے ہین کہ مولانا ممدوح ضرور ان باتون کے قائل ہین وبنا برعلیہ ایک جم غفیر اہل اسلام کو جنکی تعداد اس اخبار (نور الانوار) مین اسّی لاکھ بتائی ہے) دایرہ اسلام سے خارج کر رہے ہین۔

مین ان حضرات سے سوال کرتا ہون کہ کیا اُنکے نزدیک کافی و شافی جواب یہی تھا کہ وہ ان باتون کو مان لیتے اور کھلم کھلے کافر بنتے یا اُن کے رد و انکار مین قلم اٹھا کر اُن کو شہرۂ آفاق کرتے اور اقوام غیر سے اسلام پر ہنسی کراتے جیسی ان حضرات نے کرائی ہے۔ باطل باتون کا شایع کرنا (رد کے ساتھ کیون نہ ہو) اچھا نہین ہے

اسلئے مولانا ممدوح نے زبانی جواب متضمن انکار پر اکتفا کیا آپ نے توصیح انکار کیا اگر آپ اُن کے جواب مین محض سکوت ہی اختیار کرتے تو بھی بحکم آنست جوابش کہ جوابش نہ دہی اور جواب — باشد خموشی ایک نوع کا کافی جواب تھا یہ ضروری نہین ہے کہ ہر بات کا جواب تقریری یا تحریری بھی دیا جاوے

پھلا کوئی شخص کسی شریف آدمی سے پوچھے کہ جناب آپ گوہ کھایا کرتے ہین یا آپکی بہو بیٹی مین فلان عیب بھی تو اسکا جواب وہ شریف آدمی صاحب حیا بجز سکوت اور کیا دیسکتا ہے ہ کیا ایسا بھی کوئی ہے جو اسکے جواب مین تقریرًا یا تحریرًا اس امر کے درپے ہوجائے کہ ہم تو نہین — کھایا کرتے اور ہماری بہو بیٹی اس عیب سے بری ہے - پہر اسکو اخبار چھاپنے کے لئے اخبار نویسون کے حوالہ کردے -

مسلمانو ! آو خُدا سے **شرماؤ** اَب بھی ایسی باتون سے جو ترقی معکوس کی علت تامہ ہین **بازآؤ** - اسلام کو **بڑھاؤ** - مسلمانون کے عدد کو (برائے نام بھی کیون نہ ہو) بڑہنے دو مسلمان آگے ہی تہوڑے ہین تم اِن تہوڑے کو اور نہ گہٹاؤ اور کافرون کی تعداد کو نہ بڑہاؤ اور اگر تمکو **کافرونکی ایسی ہی بکثرت ضرورت** وحاجت ہی **تو** دُنیا مین اِن کلمہ گویون کے سوا سے کافر اور بہت ہین جو تمہارے دین سے نبی سے قرآن سے اسلام سے برملا کفر (انکار) کے مدعی ہین اِن ہی سے اپنا کام چلاؤ اور ضرورت وحاجت کو پورا کرو - آیندہ اختیار **سہ**

ہمارا کام سمجھانا ہی یارو
اب آگے چاہو تم مانو نہ مانو

حسن عقیدت محدثین

بجناب آئمہ مجتہدین

اندنون جو اہلحدیث ہندیہ اُن کے مخالفین یہہ تہمتیں لگاتے ہین کہ وہ ائمہ مجتہدین و اولیاء کاملین اور انکے اتباع صالحین کو بے ادبی سے یاد کرتے ہین اور انکی عالی جناب مین سوء ظنی رکھتے ہین (چنانچہ گلابی چوورقہ اور اس سے پہلے خط بعض مفسدین دہلی مین (جسکا ذکر و جواب اشاعۃ السنہ نمبرہ جلد ۶ مین گذر چکا ہے) بڑی طمطراق سے یہہ تہمتین درج کی گئی ہین) اُن کے جواب مین جو کچہہ ہمنے یا اور خیرخواہان اسلام و اتفاق جویان اہل اسلام نے کہا ہے اُسکو اس گروہ کے ایک رئیس والامقام (مجدد العصر نافذ الاثر نواب والاجاہ امیر الملک مولوی سید محمد صدیق حسنخان صاحب بہادر) نے بخوبی تصدیق کردیا ہے اور اس بات کو بیان و ثبوت مین (کہ گروہ محدثین آئمہ اربعہ وغیرہ مجتہدین سلف صالحین کے جناب مین وہی عقیدت رکہتے ہین جو اُنکو محدثین سلف کی جناب مین حاصل ہے اور انکے طاعن لاعن کو وہ ملعون اور مردود سمجھتے ہین) ایک سو چار صفحہ کی ایک کتاب عمدہ اور سلیس فارسی عبارت مین لکھی ہے اور مطبع مفید عام آگرہ مین خوبصورتی اور صفائی کے ساتھ چھپوادی ہے جس کا نام نامی یہہ ہے

جلب المنفعۃ فی الذب عن الائمۃ المجتہدین الاربعۃ

اور اس نام کا ترجمہ یہہ ہے کہ یہاں نفع کو کہینچنے اور حاصل کرنیوالی کتاب جو چاردن

مجتہدین کے جناب سے طاعن طاعنین کے روکنے اور دفع کرنے مین حاصل ہے ہم اسمقام مین اِس کتاب کا مفتح اور خاتمہ اور بعض وسطی و ضمنی فقرات ضروریہ کو بعینہا اور بقیہ مطالب ایک سو چار صفحہ کتاب کا دو صفحہ مین خلاصہ اس غرض سے نقل کرتے ہین کہ ناظرین حق بین و شائقین وفاق آئین اِسکو اِس کتاب کی فہرست سمجہین اور اِسسے اسکی خوبی مضامین کو دیکہکر جمال اصلی کتاب کی شائق ہون۔

یہہ **کتاب** گروہ اہلحدیث کی اسارت ادب ائمہ دین سے برارت پہ قوی **شہادت** ہے۔ اور جماعت مُتبعین آئمہ مجتہدین وصوفیہ صافیہ کے لئے (جنکو ان تحریرات سے کچہہ کدورت پیدا ہوگئی ہو) دافع سوءظنی و موجب **طمانیت** اور طائفہ مفترین اور محررین کلمات توہین ائمہ دین کے لئے مورث حسرت و **ندامت** **اہلحدیث** اِس کتاب کو (نقد جان دیکر کیون نہ ہو) خرید کر بطور سارٹیفکیٹ (سند) اپنے پاس رکہین۔ اور **متبعین آئمہ** مجتہدین و صوفیہ صافیہ اِسکو پڑہکر اپنے دامن خاطر کو غبار کدورت و سوءظنی بحق اہلحدیث سے پاک کرین۔ اور اِس زمانہ تنزل وحالت ضعف و قلت اہل اسلام مین ایک دوسرے کو انس و استحاد کی نگاہون سے دیکہین۔ اور **مفتریان** اہل بہتان یا وہ بیخوف خارج ازایمان (جسکی قلم سے سب سے پہلے آئمہ دین کے حق مین گالیان نکلی ہین اس کتاب کو دیکہکر عرق خجالت نہ پائین تو کسی کنوئین یا تالاب ہی مین ڈوب کر مرجائین۔ اور اِسی دوات کی سیاہی سے جس سے آئمہ دین کے حقمین کلمات سب و شتم لکہے ہین اپنا مونہہ کالا کرکے کسی سرنگ مین جا گہسین۔

اِس کتاب کی اشاعت کے بعد انکو زمین پر رہنا اور لوگون کو مُنہہ دکہانا بڑے شرم کی بات ہے ڈوب کر مرجانا یا مونہہ کالا کرکے زمین مین دہس جانا اِس زندگی سے ہزار درجہ بہتر ہے (اب اس کتاب کے مطالب کو نقل کیا جاتا ہے) اِس کتاب کے

شروع مین حمد وصلوٰة کے بعد کہاہے -

"واجب بر ہر مسلمان آنست کہ بعد از موالات خدا و رسول موالات مومنین از علماء مجتہدین و اولیا صالحین گزینند خصوصًا و لائے آن علما و ائمہ کہ ورثہ پیغمبران اند و بمنزلہ نجوم آسمان کہ در تاریکی بر و بحر راہ مینمائیند. و در ہدایت بر روی خلق می کشائیند و بر روایت و درائت ایشان اتفاق اسلامیان ست چہ ہر امت کہ پیش از مبعث خاتم رسل صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بود علماء او شرار آن امت بودند مگر ملت اسلامیہ کہ علماء وے خیار اند چنانکہ این امت وسط امم ست و مرتبہ علماء این اُمّت مرتبہ خلفاء رسول ست صلعم سنّت مطہرہ ویرا صلعم کہ احیانًا مے میر د زندہ میکنند و روح تازہ در کالبد اسلام مے دمند بہم قام الکتاب وبہ قاموا وبہم نطقت السنۃ وبہا نطقوا ہ

فلولا الهوى ما عرفناهم	ولولاهم ما عرفنا الهوى
نزد من ہر شب نسیم صبح را آمد شد ست	از تو پیغام آورد از من برد آرام را

ہیچ یکے از امامان دین کہ امت سر بقبول ایشان فرود آوردہ ست ہمچو ائمہ اربعہ مجتہدین و جز ایشان از جہابذہ حدیث چنان نبودہ ست کہ اعتقاد مخالفت رسول صلعم در سنتے از سنن و حدیثے از احادیث وے علیہ الصلوٰة والسلام بدل داشتہ باشد چہ در حق سنّت و چہ جلیل و چہ کثیر حدیث و چہ قلیل آن بلکہ ہمگنان متفق بودہ اند بر وجوب اتباع رسول و برانکہ ہر کسے از کسان امت چنانست کہ سخن او ماخوذ و متروک می تواند شد الا رسول صلعم لکن اگر یکے را قولے یافتہ شود کہ حدیث صحیح خلاف وست پس لا بد ویرا در انجا عذرے خواہد بود در ترک آن حدیث و جماع اعذار سہ عذر ست یکی عدم اعتقاد بانکہ گفتہ رسول ست دوم اعتقاد بانکہ مرادش باین قول نہ آن مسئلہ ست سوم اعتقاد نسخ آن حکم و این ہر سہ صفت چند سبب دارد

پھر صفحہ ۳ سے ۲۴ تک ان اسباب کی تفصیل مین دش سبب بیان کئے ہین جو اکثر جلد اول ضمیمہ اشاعۃ السنہ مین بیان ہو چکے ہین - ازانجملہ ایک سبب یہ ہے - کہ بعض احادیث بعض ائمہ کو نہین پہنچی ہین اسکی تفصیل میں مخفیات صحابہ و تابعین و ائمہ مجتہدین کو عمدہ طرز سے بیان کیا ہے اور وہ تفصیل ہمارے ضمیمجات سالہ میں ہو چکی ہے -

پھر صفحہ ۲۴ بیان کیا ہے کہ جب کسی مجتہد کا عمل کسے حدیث کے مخالف معلوم ہو تو وہ منجملہ ان اسباب عشرہ کسی سبب پر محمول ہے - اسمین عمداً مخالفت کی تجویز جایز نہین ہے -

پھر صفحہ ۲۵ سے ۲۶ تک اس امر کو بیان کیا ہے کہ حلال کو حرام یا حرام کو حلال کہنے پر یا کسی اور امر پر جو وعید آئی ہے مجتہد اسکا مورد نہین ہو سکتا اور اس کے موانع کو بہ تفصیل بیان کیا ہے اور اسکے ضمن مین یہہ مسئلہ بھی بیان کیا ہے کہ عام حکم وعید خاص اشخاص پر نہین لگایا جا سکتا -

پھر صفحہ ۲۷ اس بحث کا خلاصہ بالفاظ ذیل بیان فرمایا ہے و خلاصہ کلام درین مقام آنست کہ لعن وطعن جاہلان درحق ائمہ اسلام خواہ از مقلدان در بارہ محدثان باشد و خواہ از متبعان در بارہ مجتہدان متوجہ بدو امر ست یکی ترک تقلید ائمہ و این ترک را موجب سوء ظن تارک درحق امام شناسند و مثل اوست طعن غیر مقلدان بر مقلدان در ترک عمل بحدیث صحیح کہ مخالف قول ائمہ مجتہدین ست و این را نیز منجر بسوی ائمہ خود دانند و بران بناسب وشتم مخالفان خود مینمایند دیگر طعن ولعن در بارہ فعل بعض افعال ست کہ بران وعید آمدہ وصدور آن از بعض آئمہ معلوم ست پس جواب از امر اول ہمان اسباب معذرت ست کہ مذکور شدہ ونزد وجود اعذار ہیچ یکے را نمیرسد کہ بزرگان دین را در شکنجہ طعن وتشنیع کشد چہ ایشان ہرگز ترک عمل بحدیث از راہ

نفسانیت و عصبیت و حمیت جاہلیت نکردہ اند چنانکہ پس آیندگان ایشان بدون وجود اعذار صحیحہ و اسباب سائغہ میکنند و جواب از امر ثانی منع لحوق وعید ست بوجوہ متقدمہ مذکورہ درین کتاب بروجہ فصل خطاب و علی ہذا جملہ اکابر ملت اسلامیہ مصون اند از طعن و لعن این جاہلان بیخبر و سفہاء شوریدہ سر خواہ آئمہ اربعہ مجتہدین باشند یا عصابہ محدثین یا جماعہ صالحہ متصوفین یا طائفہ دیگر از متقدمین خصوصاً آنانکہ پیش از ما بصدہا سال جلوہ گر بودند و زمانہ خیر قرون ایشان را دریافتہ گو این دریافت قلیل باشد خواہ کثیر مثلاً امام اعظم ابوحنیفہ کوفی رضی اللہ عنہ کہ اول ائمہ اربعہ اہل اجتہاد ست و امام دار الہجرہ مالک بن انس و امام شافعی و احمد ابن ہر چہار بزرگوار رضی اللہ عنہم اجمعین در قرن ثالث از قرون ہجرت مشہود لہا بالخیر بودند۔

پھر صفحہ ۵۸ وغیرہ مین اُن ائمہ کا خیر القرون مین داخل ہونا ثابت کیا ہی اور قرون ثلثہ کی حد بیان کی ہے۔

پھر صفحہ ۶۲ و ۶۳ امام ابوحنیفہ کے فضایل و مناقب بیان کئے اور جو اُن کی نسبت عربیت سے کم واقف ہونا اور حدیث کی روایت کم کرنا بیان کیا گیا ہے اسکا محمل و مطلب بتایا ہے پھر صفحہ ۵۶ وغیرہ بقیہ آئمہ اربعہ کے فضایل بیان کئے ہین۔

پھر صفحہ ۶۶ مین فرمایا ہے "پس اگر نیک بنگا قند دریابند کہ مقلدان راستگو و تابعان حق جواز برائے ائمہ موصوفین ہمین عصابہ محدثین ست و این احناف و شوافع وغیرہما کہ تقلید را در برابر حدیث اختیار کردہ اند و مسایل قیاسیہ و احکام اجتہادیہ را بر کلام خدا و رسول ترجیح می نہند در حقیقت تارکان تقلید ائمہ و منکران ارشادات ایشان اند خود جادۂ خلاف امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ می سپرند و تہمتش بر متبعان می نہند وقد خاب من افتری"۔

پھر اسکی تائید مین صفحہ ۶۷ سے ۸۲ چارون امامون کے اِس مضمون کے اقوال نقل کئے ہین

که اونہون نے فرمایا کتاب و سنّت کے سامنے ہمارے اقوال کو چھوڑ دو اور نص کے ہوتے
کسیکی تقلید نکرو امام ابو حنیفه کے ۷ قول امام مالک کے ۳ امام شافعی کے ۹ امام احمد
کے ۳ - پھر صفحه ۸۳ مین لوگون کے اِس خیالی وادعائی اجماع کی حقیقت بیان کی ہے
جنکا ہر باب مین لوگ بلاتحقیق و ثبوت دعوی کرتے ہین - پھر صفحه ۸۷ و ۸۸ مین ائمه محدثین
واصحاب صحاح سته کی حالات و فضایل بیان کئے ہین -

پھر صفحه ۸۹ مین بیان کیا ہے که جو نفسانی اختلاف مسلمانون مین آجکل ہو رہا ہے
صحابه و تابعین وائمه مجتہدین مین اِس قسم کا اختلاف نه تہا - پھر صفحه ۹۲ سے ۹۸ تک
باہمی تکفیر سے روکا ہے اور اسکے ضمن مین یہ بھی بیان کیا ہے که ہمارے نزدیک تقلید
بمقابله نص حرام و شرک ہے و مع ہذا ہم اِس فعل کے مرتکب پر بالخصوص کفر و شرک کا فتوی
نہین لگاتے -

اخیر رساله مین صفحه ۱۰۳ و ۱۰۴ فرمایا ہے دبالجمله مقصود از خامه فرسائی درین رساله بیان
ہمین معنی ست که گمان سوء ادب از عصابه حدیث در حق ائمه اربعه مجتہدین و غیرہم از علماء
دین خواه متقدمین از سلف صالحین باشند یا متاخرین متبعین افتراء محض سوء ظنی بحق خاص
مومنین ست ورنه قدر و منزلت ایشان چندانکه در نظر زمرۂ موحدین بوده است
معشار آن در طایفه مقلدین ثابت نمیشود و چه قسم می تواند شد که هر که مسئی بجناب سید المرسلین ست
بانکار حدیث او و عمل را بر سنت صحیحه او بمقابله قیل و قال مجتہدین و مجادلین نمی پسندد از وے
توقع تعظیم و تکریم ائمه دین کجا و علی فرض المحال اگر عاملان سنت ائمه را بنظر حقارت می بینند
آخر ہمین جہت می بینند که خلاف آنہا با احادیث در احکام و مسائل معلوم ایشان شده ست
گو خصم این حرف را از ایشان بنا بر عصبیت و جاہلیت نه پذیرد نه بجہت کدام امر دیگر پس
این تحقیر نسبت باز و را، مقلدین که درباره احادیث و قرآن میکنند و لیل و نہار در صدد
رد و انکار مسائل ثابته بسنن صحیحه بوده اند بے شبه حقیر و قلیل ست مصرع

ببین تفاوت رہ از کجاست تا بکجا ۔ فرقی کہ از ائمہ مجتہدین تا جناب شفیع المذنبین ست بر فردے از افراد مسلمین مخفی نیست اللہم مگر آنکہ یکے کور مادر زاد باشد و بصر بصیرش باطل افتادہ و انکار مقلدین و تحاشی ایشان از اتباع سنن سید المرسلین چیزیست کہ بر ہر یکے از موافقین و مخالفین ظاہر ست و انکارش مکابرہ بیش نیست و اگر انکار ایشان درین باب ثابت ست اہلحدیث چہ گناہ کردہ اند کہ سخن ایشان در تحاشی سوء ادب بجناب ائمہ مجتہدین مقبول نیست ؎ آلہی دیدہ تحقیق دہ ہر یک مقلد را ۔ چو عینک تا بکی ہر سو بچشم دیگران بیند۔

خلاصہ مطالب رسالہ ختم ہوا جو غالباً ناظرین کو مطالعہ اصل کتاب کا شائق کریگا جس سے ان کو حسن عقیدت محدثین بجناب ائمہ مجتہدین کا کامل یقین ہوگا وباللہ التوفیق۔

خط بنام اڈیٹر مشیر قیصر

میری معزز و مکرم دوست مولوی غلام محمد خان صاحب اڈیٹر اخبار مشیر قیصر

السلام علیکم ۔ جو مضمون آپنے اپنے اخبار نمبر ۲۴ جلد ۷ مطبوعہ ۱۶ اکتوبر ۱۸۸۳ء میں بعنوان علماء اہل اسلام کی نااتفاقی کے زیب رقم فرمایا ہے میں اسکی قدر کرتا ہوں اور اسکو نیک نیتی اور اتفاق طلبی پر مبنی سمجھتا ہوں۔ و لہذا اس کی شکریہ کو اپنا فرض جانتا ہوں مگر ساتھ ہی اسکی اسقدر افسوس بھی ظاہر کرنا نامناسب نہیں سمجھتا کہ تین فقرہ اس مضمون کی میری ناقص سمجھ میں نہیں آئے۔

ایک یہ کہ گروہ اہلحدیث ایک جدید فرقہ ہے دوم یہہ کہ اس گروہ کی تصانیف میں حضرت امام اعظم کوفی رضی اللہ عنہ کی توہین اور علم حدیث سے لاعلمی ذرتاً فوقتاً درج ہوتی ہے ۔ سوم یہہ کہ محمد حسین (خاکسار) کی اکثر تصانیف میں ایسا تذکرہ ہوتا ہے جو انکی بعض مخالفین نے کیا ہے جس سے بجز چھیڑ چھاڑ اور کروڑوں آدمی کے دل دکھانیکے کچھ حاصل نہیں ۔

منجملہ ان فقرات کے فقرہ اول کے سمجھانیکی تو میں آپکو تکلیف دینا نہیں چاہتا اسکی سمجھنے میں میں خود ہی مشقت اٹھاؤنگا اور جو سمجھ میں آیا اسکو اپنے رسالہ اشاعۃ السنہ میں درج کرونگا ۔ فقرہ دوم و سوم کے سمجھنے و سمجھانیکے جناب کو تکلیف دیتا ہوں براہ مہربانی آپ یہ تکلیف گوارا فرماکر میرے دو سوالونکا جواب دیں

(۱) آپ نے تصانیف علماء اہلحدیث میں ایسی کونسی کتاب دیکھی یا سنی ہے جسمیں امام الائمہ فخر الامۃ حضرت امام ابو حنیفہ کوفی رضی اللہ عنہ کی توہین یا علم حدیث سے لاعلمی پائی جاتی ہے ۔

(۲) خاکسار کی تصانیف میں آپ نے ایسی کونسی جگہہ پائی ہے جسمیں اس امام عالیمقام کا ایسا تذکرہ ہے جسمین جناب ممدوح کی توہین موجود ہے اور اس سے کسی منصف متبع امام کی (جسکو اس تذکرہ کی ٹیرہنے سے پہلے سے میری نسبت سوء ظنی نہ ہو) کی دلشکنی متصور ہو ۔

مگر سوال اول کے جواب مین یہہ ملحوظ خاطر رہے کہ وہ کتاب جسمین امام صاحب کی توہین ہو اس گروہ کے کسی عالم کی تصنیف ہو نہ محض کسی کتاب فروش کے ۔ اور بوقت جواب سوال دوم پیش نظر فیض اثر رہے کہ دو چار سطرین عبارت توہین آمیز کے ماقبل و مابعد سے بہی دیکہہ لی جاوین ایسا نہ ہو کہ جس عبارت کو آپ توہین سمجہتے ہین اسکا توہین نہ ہونا اسی مین ثابت کیا گیا ہو +

بجواب سوال اول اگر آپ ایسی کتاب کا جسمین امام صاحب کی توہین ہو نام بتا دینگے تو مین اسکی مصنف (اگر وہ اس گروہ کا عالم ہے) سے توبہ کراونگا ۔ ورنہ اسکو اپنے گروہ سے باضابطہ خارج کرنیمین کوشش کرونگا اور بجواب سوال دوم اگر میری تصانیف مین کوئی جگہہ بتا ینگے جسمین امام صاحب کی توہین ہے تو مین بذات خود لکہنو مین حاضر ہو کہ اس فعل شنیع و جرم قبیح سے آپکے ہاتہہ پر بیعت توبہ کرونگا ۔

اور اگر آپ نے ہماری یا ہمارے گروہ کی اصل تصانیف کو نہین دیکہا جو فرمایا ہے اسمین سنی سنائی باتون پر یا کسی مخالف کی نقل و اقتباس پر بہروسہ کیا ہے (چنانچہ آپ کا اسی پرچہ کی سطر ۷ و ۸ و ۹ کالم اول صفحہ ۳ کا یہہ فقرہ "راقم کو بہت کم اتفاق ایسی تصانیف دیکہنے کا ہوا ہے مگر جہانتک اسکا اقتباس نظر سے گذرا الخ" اسپر شاہد ہے) اور اسوجہہ سے آپ اس بحث کو طول دینا نہین چاہتے تو ہم بہی خواہ مخواہ الجہنے کو پسند نہین کرتے آپ خوب جانتے ہین کہ ہم ۱۸۸۱ء سے شخصی مباحث کو ترک کر چکے ہین اس صورت مین آپکو مناسب ہے کہ اب ہمارے اس خط کو اپنے اخبار مین چہاپدین جسکی اخیر مین ہم یہہ کہتے ہین کہ جس شخص کے دل مین امام ابو حنیفہ علیہ الرحمہ کی توہین ہے یا اسکی قلم و زبان سے بغرض توہین ایسے کلمات جنسے ان کی اتباع کے دل و کہین سرزد ہوتے ہون وہ خدا کا رسول کا ایمان کا اسلام کا دشمن ہے ۔ +

اسکو فتح دی اِن دونون مین بڑی بڑی لڑائیاں ہوئین وہابیون نے بڑی ہزیمتین پائین اُنہین مین ایک واقعہ ماویہ کا تہا جو (۱۲) یار مین ۱۸۱۵ء مین واقع ہوا اور واقعہ عنیزہ اور شقرا جو (۱۴) کانون ثانی مین ۱۸۱۸ء مین واقعہ ہوا اسکے بعد ضرمہ مین ایک لڑائی ہوئی پہر درعیہ مین ایک جنگ ہوئی۔ ابن سعود نے بہت زاد جمع کیا اور لشکر اکٹہا کرکے درعیہ مین قلعہ بند ہوا ابراہیم پاشا ایک مدت تک اسکو گہیرے رہی بعد اسکے قلعہ فتح ہوا اور ابراہیم پاشا نے قلعہ مین داخل ہو کر ابن سعود اور اسکے گہر والون کو مقید کیا کوئی اُنہین سے بہاگ نہ سکا سوا ایک بیٹے ترکی کے اور بعضون نے کہا ہے کہ جب ابن سعود اپنی نجات سے مایوس ہوا اور درعیہ بالکل مصریون کی گولہ باری وغیرہ سے برباد ہوگیا تو ابراہیم پاشا سے اس نے امن چاہی ابراہیم نے اُسکو امن دی اور یہ واقعہ (۸) ذی قعد کو ۱۲۳۳ہجری مین ہوا یعنی بلول ۱۸۱۸ء میلادیہ مین غرض ابن سعود ابراہیم پاشا کے پاس آیا اور اپنے تئین اُسکو سونپ دیا اور امن چاہی اور ایک دن کی مہلت مانگی ابراہیم نے اُسکی بہت تعظیم کی اور مہلت دی دوسری دن اُسکی شرط کے موافق اسکو مصر لیجانا چاہا ابن سعود حسب حکم سلطان مصر کیطرف ایک لشکر کی حفاظت وحراست مین روانہ ہوا چودہوین ذیقعدہ کو وہان سے چلکر اٹھارہوین محرم کو محمد علی پاشا عزیز مصر کے پاس پہنچا عزیز مصر نے اسکا بہت اکرام کیا ایک خلعت دیکر آستانہ علیہ سلطان کو روانہ ہوا (۱۷) صفر (۱۶) کانون اول اسی سن مذکور ہی وہان داخل ہوا وہان باندہکر مارا گیا اور خزندارہ اور عبدالعزیز بن سلیمان جو اسکا کاتب ہوا وہ دونون قید رہی۔

پہر فصل ہفتم مین خاص کر محمد بن عبدالوہاب نجدی کے حالات بالفاظ ذیل بیان کئے ہین۔

محمد بن عبد الوہاب کا حال کرنیل لویس تقند بک میر کانی نے اپنی کتاب
مرآۃ الوضیہ فی الکرۃ الارضیہ کی چوتھی فصل مین بلاد عرب کے حالات مین
صفحہ ۳۶۶ مین یون لکھا ہے کہ اوائل اس قرن مین طائفہ وہابیہ قوی ہوا ور
یہہ گروہ ایک مرد تمیمی کیطرف منسوب ہی کہ اُسکو محمد بن عبد الوہاب کہتے ہین اور وہ
قبیلہ مسالیخ مین سے تہا اولاد علی سے اور اس قبیلہ کا بقیہ نواحی زبید مین ہی ۔
خلیج عجم پر اور محمد بن عبد الوہاب درعیہ مین تہا نجد مین آور حاکم وہان کا اُن
دنون سعود بن عبد العزیز عنزی تہا ربیعۃ الفرس کے قبیلہ سے کہ وہ شیخ تہا شہر کا
غرض سعود ابن عبد الوہاب سی متفق ہوگیا اور اُسکی تعلیمون کو پہیلانے لگا ۱۷۶۰ء
مسیحی مین اور اسکے بعد عبد العزیز ابن سعود حاکم ہوا اور دو بڑے لشکرون پر غالب
آیا جو وزیر بغداد نے اُسکی طرف روانہ کئے تہے اور ایک بڑے لشکر پر اور فتح پائی جو
زید بن مساعد شریف مکہ کے زیر نشان تہا ۱۷۹۴ء مین اور یہہ گروہ وہابیون کا
عراق مین غالب ہوگیا اور مسجد علی پر اُنہون نے غلبہ کیا اور اُسکو ویران کر دیا اور ۱۸۰۲ء
مین عبد العزیز نے اپنے بیٹے سعود کو بارہ ہزار فوج کے ساتھ روانہ کیا اور وہ طائف
اور مکہ پر حاکم ہوگیا اور پہر جدہ کو گیا اور اُسکا محاصرہ کیا اور وہان اُسکو اپنے باپ
کے موت کی خبر ملی وہ درعیہ کو لوٹ آیا اور ۱۸۰۳ء مین پہر حجاز کو گیا اور مدینہ منورہ
کو فتح کیا اور اُسکی اطراف پر مسلط ہوگیا اور وہان فرمان روائی کی ۱۸۱۵ء تک پہر
ابراہیم پاشا اُسکے دور کرنے پر مستعد ہوا جو والی مصر تہا اور کئی لڑائیون مین اُسپر
غالب آیا یہانتک کہ اُسکو ملک حجاز سے نکال دیا اور سعود مرض بخار سی درعیہ
مین مر گیا اور پچاس برس کی اُسکی عمر تھی اور اُسکی اولاد نجد پر حاکم رہی اور اسکی اطراف
پر ابتک حاکم ہے اور قصبہ اُن کا مدینہ ریاض ہی اور وہ لوگ سب وہابیون مین سے
ہین انتہی اس کتاب کے تاریخ تالیف ۱۸۵۲ء ہے اور مراجعت اس کتاب کی بغرض نظر ثانی

سنہ ۱۸۷۱ مین ہوئی اور اُسی مؤرخ نے یہہ بھی کہا ہے کہ نجد اُس ملک کو کہتے ہین جو متصل شام جانب شمال واقع ہے اور عراق سے جانب مشرق اور حجاز سے جانب غرب اور یمامہ سے جانب جنوب اور وہ بہت پاکیزہ ملک ہے عرب کا اور شعرائے عرب نے اکثر اُسکی تعریف کی ہے اور اُسمین ایک زمین واقع ہے جنکو کلیب بن وائل بن ربیعہ نے رمنہ مقرر کیا تھا اور آخر یہہ امر اُسکے قتل کا سبب ہوا اور بڑی لڑائی ہوئی جو حرب بسوس مشہور ہے اور وہ لڑائی عرب مین ضرب المثل ہو گئی اور جبل عکاذ بھی اُسملک مین واقعہ ہے کہ ایک مدت سے عربی فصیح سوا اُسکے اور کہین باقی نہین۔

اسکے بعد نواب صاحب نے ان حالات محمد بن عبد الوہاب سے یہ نتیجہ نکالا کہ ہندوستان کے مسلمانون مین ان حالات کا نام و نشان بھی نہین پہر اُنکو کیون وہابی کہا جاتا ہے اور بیان کیا ہے کہ ہندوستان کے روساء اُمرا خصوصاً رئیسہ بھوپال نے ہمیشہ وقتاً فوقتاً گورنمنٹ کی خیر خواہی و معاونت سے گورنمنٹ کی خوشنودی حاصل کی ہے چنانچہ فرمایا ہے الحاصل جو حال وہابیون کا ان سات فصل مین تحریر ہوا اس سے زیادہ کسی کتاب تاریخ وغیرہ مین کسی نے نہین لکھا اور یہہ موافق تحریر و تحقیق علماء عیسائین کے ہے اس سے زیادہ تحقیقات بھی ممکن نہین ہے اِس حال کے ملاحظہ سے معلوم ہوتا ہے کہ مسلمانان ہند مین کوئی سُنّی وہابی مذہب نہین ہے اسلئے کہ جو کارروائی ان لوگون نے ملک عرب مین عموماً اور مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ مین خصوصاً کی اور جو تکلیف اُن کے ہاتھون سے ساکنان حجاز و حرمین شریفین کو پہونچی وہ معاملہ کسی مسلمانان ہند وغیرہ نے ساتھ اہل مکہ و مدینہ کے نہین کیا اور اس طرحکی جرأت کسی شخص سے نہین ہو سکتی اور یہہ بھی معلوم ہوا کہ یہہ فتنہ وہابیون کا سنہ ۱۸۱۸ء مین بالکل خاموش ہو گیا اُسکے بعد کسی شخص امیر و غریب نے اُسملک مین پہر سر نہ اُٹھایا

×× عہدنامہ بھوپال اسی سنہ ۱۸۱۸ء مین ہوا جو سال ختم فتنہ اہل نجد کا ہے جنکی طرف

وہابی منسوب ہین۔ اُس دن سے آجکا دن ہے کہ کسی نے سرکار برٹش سے کسی قسم
کی مخالفت و سرکشی نہین کی بلکہ بپابندی قول و قرار مذکور زمانہ غدر ہندوستان
مین جبکہ اکثر رعایا خالصہ انگریزی کی بدل گئی رؤساء ہند نے بقدر اپنی طاقت
و مقدرت کے سرکار برطانیہ کو رسد و فوج اور مال سے مدد واجبی دی نواب
سکندر بیگم صاحبہ مرحومہ نے بھوپال سے تا جہانسی فوج ریاست بھیجی اور غلہ و اجناس
علاقہ بھوپال سے ہر طرح کی اعانت کی۔ اِسی طرح نواب شاہجہان بیگم صاحبہ عالیہ
نے ہنگامۂ فوج کشی کابل مین مستعدی اپنی واسطے مدد سرکار انگریزی کے
فوج و مال سے ظاہر کی اور سال حال مین جبکہ مہم مصر پیش آئی طرح طرح کی دلسوزی
اور اعانت ظاہر فرمائی یہان تک کہ جب سرکار نے اعرابی پاشا کو شکست دی
اور مُلک مصر پھر توفیق پاشا خدیو مصر پر مسلم ہوا تو اُسکی خوشی مین نواب قلعہ فتحگڈہ
سے سرکین اور خریطہ خط تہنیت روانہ صدر کیا اسی طرح ہر موقع مین باتفاق
نامہ نگار سب سے پہلے اپنی خیر سگالی اور مدد دہی کا ارادہ سچے دل سے ظاہر کیا
جسکا شکریہ ذریعہ تحریر سررشتہ وتار ہاے برقی مکرر سہ کرر طرف سے جناب ویسرای
کشور ہند کے معرض اظہار مین آیا اور یہ کارروائی موجب کمال خوشی حکام
عالی مقام ہوئی۔

پھر فصل ہشتم مین جناب مؤلف نے حسب وعدہ اپنی مختصر سرگذشت لکھی ہے اور اسکے
ضمن مین نجدیون کا ۱۸۱۸ء مین منقرض ہو جانا۔ اور محمد بن عبد الوہاب نجدی
کا مذہب حنبلی کا مقلد ہونا اور اہلحدیث ہندوستان کا تقلید مذہب خاص سے
منکر ہونا اور عبد الوہاب نجدی سے کوئی تعلق و راہ رسم نرکھنا اور اہلحدیث
کی کتابون مین گورنمنٹ انگلشیہ سے بغاوت و جہاد کی ترغیب کا نہ پایا جانا اور ہندوستان
مین کسیکا بھی وہابی مذہب ہونا اور اہلحدیث کو از راہ عداوت وہابی کہنا بیان کیا ہے اور فرمایا ہے

جب بسبب اغوای ملازمان قدسیہ بیگم صاحبہ مرحومہ کے ٹیمس آف انڈیا نے اپنے
پرچہ خبر مورخہ ۲۴ جنوری سنہ ۱۸۸۰ء مین حسب فرمایش سید حسن و سید احمد و منشی لطف اللہ
خان و سید عبداللہ ساکن سورت آل عیدروس یہ چھاپا کہ ہم لوگون نے عربی اخبار
جوائب مطبوعہ قسطنطنیہ مورخہ ۲۵ محرم سنہ ۱۲۹۷ھ مطابق ہشتم جنوری سنہ ۱۸۸۰ء نمبر (
اس مضمون کو پایا ہے کہ صدیق حسن خان ایک معزز وہابی نے جو شوہر ہز ہائینس
رئیسہ بہوپال جی ایس آئی ہین دو تین اپنی خاص تصنیف کی کتابین مطبع جوائب
مین چہپنے کو بہیجی ہین خطبہ کتب سے ظاہر ہے کہ یہہ کتابین خلاف عام قواعد اسلام
اور امن والی مسایل مذہبی کی ہین اور اس صحیح مذہب کے خلاف ہین جو بارہ سو برس
سے ایک طرح پر چلا آتا ہے اور یہہ کتابین تائید مذہب وہابی مین ہین جو اسی مانہ
مین صاحب جوائب نے ٹیمس کو جواب دندان شکن دیا اور غلطی خبر مذکور کی ثابت
کر دی - پہر دوبارہ سید حسن وغیرہ چار نفر مذکورہ نے ٹیمس آف انڈیا مین وہابی ہونا
مکرر طبع کرایا اسپر ریاست نے اعتراض کیا اور اجنٹی سیہور اور اندور کو لکہا آخر ٹیمس
نے لکہنا خبر مذکور کا جہوٹ سمجہکر ترک کر دیا کیونکہ ان کتابون مین بغاوت یا جہاد کا
ذکر نہین ہے بلکہ وہ مذہبی کتابین بہی نہین علم تاریخ ولغت معانی و بیان وغیرہ کی
ہین - پہر ماہ ذیقعدہ سنہ ۱۲۹۸ ہجری مین سید حسن مذکور مر گیا اسلئے اس جگہہ بضرورت
بیان حال خبر مذکور لکہنا اس بات کا ضرور ہوا کہ یہہ وہابیت کس چیز کا نام ہے جسپر
اس قدر شور و غل ہوتا ہے اور ہر شخص اور قوم کی دشمن جب کسیکو ایذا پہنچانیکا قصد
کرتے ہین تو نزدیک حکام وقت کے اُسکو وہابی ظاہر کر کے بدنام کر دیتے ہین حاصل
اسکی یہہ ہے کہ بموجب تحقیقات علماے عیسوی کے جسطرح کتاب آثار البلاد وغیرہ
مطبوع بیروت مین لکہا ہے یہہ بات معلوم ہوئی کہ محمد بن سعود نام ایک امیر ملک نجد
مین تہا اُسکے وقت مین ایک شخص محمد بن عبد الوہاب نام ظاہر ہوئے جو ان جیسی اور قوم بوہرہ

سے مخالفت مذہبی ہوئی محمد بن سعود نے اُنکی مدد کی یہہ واقعہ ۱۷۶۵ء مین ہوا اور بعد ۱۷۹۵ء کے ابن سعود مر گیا۔ اُسکی جگہہ بیٹا اُسکا عبدالعزیز نام قایم ہوا اُس نے اپنے باپ کی طرح پر مذہب محمد بن عبدالوہاب کا رواج دیا اور اطراف نجد و ملک عرب مین لڑائی شروع کی یہان تک کہ ۱۷۹۲ء یا ۱۷۹۴ء مین مکہ و مدینہ پر فتح پائی اور بہت علاقہ لے لیا اُسکے بعد بیٹا اُسکا سعود نام ۱۸۰۴ء مین حاکم ہوا اور باپ کے طریقہ پر کارروائی کی یہانتک کہ حسب الحکم سلطان محمود خان والی روم کے محمد علی پاشا مصر نے ۱۸۱۱ء مین اُسپر فوج کشی کی اور شکست دی پھر وہ ۱۸۱۴ء مین مر گیا اسکی عمر ۶۸ برس کی تھی اُسکی جگہہ اُسکا بیٹا عبداللہ نام قایم ہوا اُسکی لڑائی ابراہیم پاشا بن محمد علی پاشا سے ۱۸۱۶ء مین ہوئی اور آخر کو مقید ہو کر اسلامبول بھیجا گیا وہان جاکر قید مین مر گیا اور یہہ فتنہ ۱۲۳۳ھ مطابق ۱۸۱۸ء مین ختم ہو گیا۔

اصل اس مذہب کی یہہ ثابت ہوئی اور معلوم ہوا کہ سوا ے اطراف ملک نجد کے کسی دوسری جگہہ مذہب مذکور نے رواج نہین پایا اور دوسری کتب تاریخ بیروت سے جو تالیف علمائے عیسوی کے ہین یہہ بات بھی معلوم ہوئی کہ مذہب محمد بن عبدالوہاب کا حنبلی تہا جب سے سعود وغیرہ اور اُسکے مددگار مٹ گئے پھر کسی نے اُسدن سے آج دن تک اُس ملک مین خروج نہین کیا ہندوستان کے مسلمان ہمیشہ سے مذہب شیعی یا حنفی رکہتے ہین انکی راہ و رسم ملک نجد سے کسی کتاب تاریخ سے ثابت نہین ہوتی اور نہ کوئی شخص اُس سلسلہ کا مرید یا شاگرد اُن لوگون کا ہے اور نہ کوئی کتاب اُس مسلک کی اس اقلیم مین رایج ہے لکن ہم دیکھتے ہین کہ ایک شہر مین بعضے لوگ بعضونکو وہابی کہتے ہین اور ایک دوسرے کے رد مین کتابین بناتے ہین اِسکے سبب مین جو غور کیا تو معلوم ہوا کہ یہہ فساد آپسکی عداوت سے ہے اسلئے کہ مذہب اسلام مین باوجودیکہ بہتّر فرقے ہین جنکی گنتی علمائے اسلام نے اپنی کتابون مین لکھی ہین انمین کسی جگہہ کوئی فرقہ بنام وہابیہ نہین گنا۔ ان کے سوا جنکو

ہندوستان مین انکے دشمنون نے وہابی مشہور کیا ہے وہ اس نام سے انکار کرتے ہین اور کوئی تعلق اُسکا ملک نجد سے ثابت نہین ہوتا - پھر جو غور کیا گیا کہ وہ کون مسایل ہین جن کے سبب سے ایک فرقہ کا نام بدعتی ہوا اور دوسرا وہابی کہلایا تو معلوم ہوا کہ وہ چند مسئلہ ہین - بعضے انمین متعلق عقاید ہین اور بعض متعلق عبادات اُن مسایل مین کسی جگہ مسئلہ جہاد کا ذکر نہین ہے اور ڈاکٹر ہنٹر صاحب نے تعداد اُن مسئلون کی سات مسئلہ اپنی کتاب مین اور چودہ کتابین لکھی ہین - لکن ان مسایل مین اُن سے غلطی ہوئی ہے - چنانچہ نکتہ چینی سید احمد خان سی ایس آئی سے ظاہر ہے جو معہ ترجمہ انگریزی خاص مقام لندن مین طبع ہوئی ہے اور حصر کتابون کا بھی غلط ہے اور بعض ایسی کتابون کا نام لیا ہے جو کسی کے نزدیک مذہب وہابی کے نہین ہین جیسے درمختار - پس جو لوگ قبر کو نہین پوجتے مردون کی نذر و نیاز نہین کرتے مولویون اور درویشون کی رائے کی اطاعت نہین کرتے مجلس مولود نہین کرتے تعزیہ نہین بناتے کسی مذہب خاص کے پابند نہین - چوری و دغابازی و رشوت خوری و زناکاری و عہد شکنی وغیرہ افعال بد کو منع کرتے ہین اور جو دین بارہ سو برس سے چلا آتا ہے کہ جسوقت سوای اسلام کے کوئی نام مذہب کا جانتا نہ تھا اور وہ قرآن شریف اور حدیث کی کتابون مین لکھا ہے - اور وہ کتابین ساٹھہ ستر برس بلکہ اُس سے پیشتر سے مکرر سہ کرر کلکتہ و دہلی و بمبئی و مصر وغیرہ مین طبع ہوئی ہین اور ہوتی ہین اور ان کا منشا صرف قائم ہونا عبادت پر یعنی نماز و روزہ و حج وغیرہ فرائض پر اور بچنا ہر فساد کی بات سے اور اس قسم کی کتب و رسائل سینکڑون عدد عربی وغیرہ زبانون مین سینکڑون برس سے تالیف ہوئی ہین نہ چودہ کتابین ہین نہ چالیس انکو یہہ بدعتی لوگ جو پابند کسی مذہب خاص کے ہین وہابی کہتے ہین - ایک شخص فضل رسول نام شہر بدایون ملک ہند کا رہنے والا تہا سب سے پہلے وہابی نام اُس نے مسلمانان ہند کا رکھا

پھر اس نام کو عوام مین مشہور کردیا جو لوگ فسادی تھے اُنھون نے حکام کے ذہن
مین یہ بات ڈالدی کہ جو لوگ وہابی کہلاتے ہین وہ سرکار انگریزی کے دشمن
ہین سرکار نے جو غور فرمایا تو یہ دریافت کیا کہ مطلق وہابی کے کہنے سے کوئی ہمارا
دشمن نہین سمجھا جاتا جب تک کوئی جرم بغاوت اُس سے صادر نہ ہو مگر یہہ بات مدت
دراز کے بعد سرکار نے سمجھی ورنہ ایک زمانے مین صرف کسی کے وہابی کہدینے
پر بھی مواخذہ ہوجاتا تہا اب وہ بات باقی نہ رہی سید احمد شاہ ساکن نصیر آباد بریلی
مین ایک شخص تھا جنہون نے بہت خلق کو نماز روزے پر قائم کیا اور گناہون اور
فساد کے کامون سے روکا اور پہر وہ ہندوستان سے چلیگئے۔ اطراف پنجاب مین
سکہون سے لڑے انکو فضل رسول بدایونی نے وہابی ٹھیرایا اور سرکار کا دشمن بتلایا
حالانکہ وہ کلکتہ تک گئے تھے اور ہزارون مسلمان فوج انگریزی کے اُن کے مرید ہوئے
تھے مگر اونہون نے کبھی یہہ ارادہ ساتھ سرکار انگریزی کے ظاہر نہ کیا اور نہ سرکار نے
اُن سے کچھہ تعرض فرمایا حالانکہ خاص کلکتہ سے سات سو آدمی اپنی ہمراہ لیکر حج کو گئے
اور مدت دراز تک ہزارون مریدون کو ہمراہ لیکر ہندوستان کے شہرون مین
وعظ و نصیحت کرتے رہے اسکی تصدیق کے واسطے تحریر سید احمد خان سی ایس آئی
کافی ہے جو اُنہون نے جواب مین ڈاکٹر ہنٹر صاحب کے خاص لندن مین بعبارت اُردو
وانگریزی طبع کرائی ہے اُسمین حال وہابیون کا اور حال سید احمد شاہ بریلوی کا اور مسئلہ
جہاد و ہجرت کا اور مسئلہ دار الحرب کا اور دار الاسلام ہونے ملک ہندوستان کا اور
ذکر اُن کتابون کا جنکو لوگ تصنیف وہابیون کی خیال کرتے ہین مفصل لکہا ہے اور انکا
لکہنا اسواسطے زیادہ معتبر ہے کہ یہہ بڑے معتمد گورنمنٹ عالیہ اور خیرخواہ سرکار انگریزی
کے ہین جنہنے تو سید احمد شاہ بریلوی کو نہین دیکہا اور نہ اُن کا زمانہ پایا لوگون سے انکا حال سنا اور
کتاب سید احمد خان سی ایس آئی مطبوعہ مقام لندن سنہ ۱۸۷۲ء مین لکہا دیکہا ہے

اسکے بعد سول و ملٹری گزٹ لاہور کے ایک آرٹیکل کا خلاصہ نقل کیا ہے جس مین ۱۸۵۷ء مین علماء کا خیرخواہ گورنمنٹ رہنا مذکور ہے۔ اسکے بعد اخبار نیرہون صدی اگرہ سے ایک مضمون اس گروہ (خصوصًا جناب مولّف) کے خیرخواہ گورنمنٹ ہونے کے شہادت مین نقل کیا اِسکے بعد یہہ بیان کیا ہے کہ کتب اسلامیہ مین مسئلہ جہاد ایسے طور پر بیان نہین ہوا کہ اِسکے پڑہنے سے گورنمنٹ سے بغاوت کا کسیکو خیال پیدا ہو اور بیان کیا کہ ۱۸۵۷ء وغیرہ مین جو مفسدے ہوئے ہین وہ اِس مسئلہ کی نتائج نہین ہین اِن مفسدونکو علم مسائل نتھا اسکے بعد فرمایا ہے معہذا تہمت وہابیت اور جہاد کی علما حدیث پر خواہ قدما ہون خواہ متاخرین محض خیال خام ہے کوئی دانشمند تجربہ کار معاملہ فہم ہرگز اس بات کو قبول نہین کرسکتا ہے کہ سوائے اُن ملاؤن کے جو علم کامل سے جاہل اور اور تحقیق صحیح سے عاطل ہین کوئی شخص بھی اہل علم و معرفت سے ایسا دعوی کرے کہ سرکار سے جہاد کرنا مذہب اسلام مین حالت موجودہ پر بالخصوص فرض ہے یا اِس وقت مین شروط جہاد موجود ہین اور یہہ کو تو خاصنہ اس بحث مین قلم اُٹھانے سے کچھہ غرض نتھی مگر چنکہ ایک کتاب مجموعہ خطب جس کا نام **موعظۂ حسنہ** ہے بہوپال مین طبع ہوئی اور وہ کتاب ایسی تہی کہ اسمین خطب جمعہ سال تمام کے فی ماہ پنج خطبہ علماء سابقین مرحومین صدہا سال کے جمع تہے مثل **ابن الجوزی** و محمد ابن احمد یمنی وغیرہما اہلحدیث کی اُسمین اتفاقًا ایک خطبہ غزو کا مولفہ مولوی محمد اسمعیل مرحوم کا بھی ایک کتاب مین بذیل خطب کسوف و خسوف و استسقا و نکاح وغیرہ حسب طریقہ دیگر مجموعات خطب مطبوعہ بلاد متفرقہ درج تہا اسپر یارون نے مجھکو وہابی کہدیا جس کا جواب دیباچہ کتاب **غربال** تاریخ بہوپال مین لکہا گیا ہے حالانکہ مین نے مولوی محمد اسمعیل کو نہین دیکہا اور نہ اُنکا زمانہ پایا اور نہ اُنکی کسی کتاب مین ذکر جہاد کا لکہا دیکہا اور نہ خاص اِس خطبہ مین ذکر جہاد کا ساتھ گورنمنٹ کے ہے صرف

بیان فضیلت جہاد کا ہے جس طرح ساری کتب اسلامیہ مین لکہا ہی اُس طرح کے خطب و کتب تاریخ سلاطین اسلام وغیرہ مین بہت لکہی ہین اور مجامیع خطب مطبوعہ بلاد متفرقہ مین بہی موجود ہین بلکہ آٹھ پس پہلے طبع مجموعہ خطب مذکور سے یعنی کتاب ہدایۃ السائل مین ایک فقرہ یہہ بہی تحریر کیا ہے کہ ہمپر نہ اتباع محمد بن عبدالوہاب نجدی کا لازم ہے اور نہ اتباع محمد اسمعیل دہلوی کا حالانکہ اگر کوئی شخص مسلمان کسی عالم اسلام کی کتاب سے کوئی مسئلہ ردّ شرک و بدعت و تقلید کا نقل کرے اور اُسکے موافق عقیدہ رکہے اور اسکو اپنا پیشوا جانے تو یہ بات بہی کچہہ مضر کسی سلطنت و دولت کو اس وقت تک نہین ہوسکتی ہے جبتک کہ بنیاد کسی فساد و بغاوت کی اسپر قائم نہو علماء ہر ملت و مذہب ایک کتاب سے ہمیشہ نقل استفادہ و استدلال کیا کرتے ہین یہہ امر کوئی جرم مذہبی یا قانونی نہین ہے مگر جب یہہ تہمت نسبت میرے بطور مخبری لگائی گئی تو اُسوقت جس طرح ہر شخص کو اپنے خلاف منشاء امر پر غصہ و رنج ہوتا ہے مجہکو بہی اس مخبری بے اصل اور تہمت محض پر غصہ و رنج پیدا ہوا ناچار مینے اِس فصل کو واسطے بیان حال وہابیت کے تحریر کیا ہمکو وہابی کہنا ایسا ہے جیسا کوئی کسی کو گالی دے اور منسوب کرنا ہمارا طرف اُن اشخاص کے جنکا نام بعض لوگون نے براہِ عداوت مذہبی یا خانگی وہابی رکہا ہے اور وہ لوگ بہی وہابی نہ تہے اور نہ اُنہون نے سرکار انگریزی سے کبہی جہاد کیا اور نہ ہندوستان مین فتوی جہاد کا لکہا سراسر نا انصافی ہے مین باتفاق راے سید احمد صاحب خان بہادر سے جو اُنہون نے جواب ڈاکٹر ہنٹر صاحب مین ظاہر کی ہے اور کتاب نکتہ چینی مین لکہی ہے یہہ کہتا ہون کہ سید احمد شاہ بریلوی جن کا نام فضل رسول بدایونی نے وہابی مشہور کیا تہا وہ اپنی ذات سے عالم مولوی نہ تہے ایک درویش قوم سادات سے تہے شاہ عبدالعزیز دہلوی کے مریدون ہی کے طریقہ پر چلتے تہے اور وہ اپنے باپ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کے طریقہ پر تہے

اور خلق کو وعظ و نصیحت کرتے تہے اُنکی نصیحت سے ہزاروں جاہل ہندوستان
کے راہ راست پر آگئے - شاہ عبدالعزیز اور اُنکے باپ کا زمانہ ہنگامہ ملک نجد سے
قریب یا اول تہا مگر اون کو کسی نے وہابی نہ کہا اور نہ اونہون نے ملک نجد کو دیکہا
اور نہ انکو طریقہ اہل نجد پر اطلاع حاصل ہوئی - اور نہ اُنہون نے کسی اپنی تصنیف مین
ذکر وہابیون کا لکہا بلکہ وہ نام و مذہب وہابی سے بہی آگاہ نہ تہے - اسیطرح جو تصنیف
سید احمد شاہ صاحب بریلوی اور اُنکے مریدون کی ہے اُسمین کہین بہی ذکر وہابیون
کا نہین ہے اور نہ مسئلہ جہاد کا لکہا ہے ایک کتاب اُنکی **صراط مستقیم**
نام ہے جو کلکتہ مین اُسی زمانہ مین طبع ہوئی تہی اور پہر دوبارہ اِس زمانہ مین دہلی
میرٹھ مین چہپی اُسمین مسائل درویشی ہین دوسری کتاب **تقویۃ الایمان** مولفہ
مولوی اسمٰعیل دہلوی ہے اسمین ذکر رد شرک و بدعت کا ہے کہین وہابیون کا اور
مسئلہ جہاد کا پتہ بہی نہین - یہی حال کتاب راہ سنت اور ہدایۃ المومنین کا ہے
کہ اُسمین بدعات اور تعزیہ کی بُرائی لکہی ہے - تعزیہ ایک ایسی چیز ہے کہ مذہب شیعہ
مین بہی بدعت ہے - گورنمنٹ اگر ساری کتابون کو جمع فرماکر ملاحظہ کریگی تو کسی کتاب
مین ان کتب سے مسئلہ جہاد کا یا بغاوت کا سرکار انگلشیہ سے یا فساد سکہانے کی کوئی
بات نہ پاویگی - سید احمد خان بہادر سی ایس آئی سے اِس مقام پر یہ بہول ہوئی
ہے کہ اونہون نے لقب وہابی کا حق مین سید احمد شاہ اور اُنکے مریدون اور شاگردون
کے روا رکہا اور یہہ بہی لکہا کہ ہر فرقہ حنفی مذہب وغیرہ مین بہی وہابی ہوتے ہین
مگر یہہ لوگ معتقد جہاد کے ساتھ سرکار انگریزی کے نہین ہین اور آخر فقرہ انکا یہہ ہے
کہ ہم اسوقت بہت سے آدمیون کا نشان دے سکتے ہین جو سرکار انگریزی کے ملازم
ہین اور ملازم بہی ایسے کہ اُنسے زیادہ خیرخواہ سرکار کا اور معتمد کوئی نہین باینہمہ وہ
اپنے تئین کہلے خزانہ بے تامل وہابی کہتے ہین اور اس کہنے پر انکو ایک طرح کا ناز ہے

مراد اس عبارت سے خود سید احمد خان بہادر ہین کہ وہ اپنی جان کو وہابی قرار دیتے ہین مگر ہمارے نزدیک تحقیق یہ ہے کہ سارے جہان کے مسلمان دو طرح پر ہین - ایک خالص اہلسنت وجماعت جنکو اہلحدیث بہی کہتے ہین دوسرے مقلد مذہب خاص وہ چار گروہ ہین - حنفی - شافعی - مالکی - حنبلی - جو شخص ملک نجد مین پیدا ہوا اور جسکی رائی پر محمد بن سعود نجدی نے بوہرون اور عرب کے مسلمانون اور بدؤن سے لڑائی کی وہ شخص حنبلی مذہب تہا - یہہ بات کتب تواریخ عیسائی و اہل اسلام دونون سے ثابت ہی پہر اہلحدیث کسطرح وہابی ہوسکتے ہین "

اسکے بعد جناب موؤلف نے بڑی بسط وتفصیل کے ساتہہ چند باتین بیان کی ہین جنکا خلاصہ ہم اس مقام مین نقل کرتے ہین اصل عبارت سے بخوف تطویل تعرض نہین کرتے *

(۱) لفظ وہابی ہر شہر و ملک مین جداگانہ معنی مین مستعمل ہے -

(۲) سرکاری محاورہ مین وہابی بمعنی باغی وجہادی استعمال کیا گیا ہی جسکی غلطی سید احمد خان بہادر نے سرکار کو جتا دی ہے -

(۳) جہاد کا مسئلہ اہل اسلام کے ہر فرقہ مذہب (شیعہ سنی حنفی اہلحدیث) کی کتابون مین موجود ہے مگر وہ ایسی شرائط پر موقوف ہین کہ ان کا وجود سیکڑون سال سے معدوم ہے وبناءً علیہ وہ مسئلہ گورنمنٹ انگلشیہ سے متعلق نہین ہوسکتا

(۴) ان ہی شروط کے لحاظ سے امیر تیمور کی لڑائیان جہاد متصور نہین ہوتین

(۵) اسیوجہ سے محمد بن سعود نجدی وہابی کی لڑائی بہی علماء حرمین کے نزدیک جہاد متصور نہین ہوئی مفسد وباغی ہر قوم مین ہوتے ہین دیکہو سرحدی اقوام (جو وہابیون کے بہی سخت دشمن ہین) سرکار سے ہمیشہ فساد برپا رکہتی ہین -

(۶) اسی وجہ سے زمانہ غدر کا جنگ شرعی جہاد نہین سمجہا گیا -

(۷) زمانہ غدر مین جہاد کے فتوے پر علماؤن کی مہرین جبراً کرائی گئی ہین۔

(۸) اہلحدیث نے کبھی کسی کے مذہب مین دست اندازی و جبر نہین کیا اور نہ کسی سے مذہب پر لڑے ہین۔

(۹) اِن کے مخالفون کا حال اسکے برعکس ہے۔ پہر وہ برطبق مثل اولٹا چور کوتوال کو ڈانٹے" انہین کو مجرم بناتے ہین

(۱۰) اسکی تائید مین قاری عبدالرحمن پانی پتی کی رسالہ کشف الحجاب کے عبارت

(۱۱) اخبار نور الانوار کا وہابیون کی تعداد اسّی لاکہہ بتانا غلط ہے

(۱۲) رؤسا اسلامی ہندوستانی ریاستون کا وہابی نہونا زمانہ غدر مین ثابت ہوگیا۔

(۱۳) ریاست بہوپال کا خیرخواہ گورنمنٹ ہونا اور وقتاً فوقتاً خدمت و معاونت کرنا اور اسپر عزت پانا۔

(۱۴) اہلحدیث کا عقیدہ جس سے انکا خیرخواہ ملک و گورنمنٹ ہونا ثابت ہے۔

(۱۵) مولف کے والد ماجد (مولانا ابوالحسن قنوجی) کا ۱۸۲۲ء مین وہابی ہونیسے انکاری ہونا۔

(۱۶) کوئی اہلحدیث ہندوستانی وہابی نہین کہلاتا جیسے شیعہ شیعہ کہلاتا ہے حنفی حنفی۔

(۱۷) بعض مسایل مین اہلحدیث ہندوستان کا وہابیہ نجد سے اتفاق و اشتراک ایسا ہے جیسا کہ بعض مسایل مین ہندؤن اور عیسائیون کو بہی انسے اشتراک حاصل ہے

(۱۸) اہلحدیث ہندوستان کا وہابیہ نجد سے مسئلہ قتل و تکفیر مخالفین مذہب مین مخالف ہونا۔

(۱۹) جو اہلحدیث ہوگا وہ کبہی گورنمنٹ کا مخالف و باغی نہ ہوگا۔

ان سب باتون کے بعد سول و ملٹری گزٹ لاہور سے ایک مضمون نقل کیا
ہے جسکا خلاصہ یہ ہے اہلحدیث ہندوستان وہابی و باغی و بدخواہ گورنمنٹ
نہین ہین اور نہ وہابی کہلانے کے مستحق ہین - اخیر رسالہ مین ایک خاتمہ لگایا
ہے جسمین بشہادت احادیث صحیحہ یہہ بیان کیا ہے کہ فتنہ و فساد کے زمانہ مین
مسلمانون کو اپنی تلوارین توڑ کر اپنے گہرون کا ٹاٹ بن جانے (یعنی خانہ نشین
ہوجانے) یا جنگلون اور پہاڑون مین عزلت و خلوت نشینی اختیار کرنیکا حکم ہے -
اس فساد مین شریک ہونیکی ہرگز اجازت نہین ہے - یہہ اس کتاب کا خلاصہ مطالب
ہے اب سپر اڈیٹر اپنی راے ظاہر کرتا ہے -

رائے ایڈیٹر

یہہ کتاب ایسے مسلمانان پیروان احکام اسلام کے لئے (جو حکام و رعایا کی واجبی
حقوق کی رعایت کو جزو اسلام سمجھتے ہین) **بشیر** ہے - اور ناواقف مسلمانون کے لئے
(جو بعض اوقات چند اوباش خلائق کو مخالفین مذہب سے لڑتے ہوئے دیکھکر اُسکو جہاد
شرعی سمجھکر بخیال شہادت اسمین شریک ہوجاتے ہین) ایک واعظ و **نذیر** ہے - اور گورنمنٹ
انگلشیہ کے لئے ایک دیانتدار و صدق اشعار **مشیر** و پولیٹیکل **وزیر** ہے - اور مختلف فرقہ ہاے
اہل اسلام کے باہمی اتفاق و اتحاد کے لئے اکسیر ہے -

فریق اول کو تو وہ صاف بشارت دیتی ہے کہ جو کچہہ مسئلہ جہاد اور اطاعت سلطنت کی بابت مین
انکا عقیدہ ہے خدا و رسول اور قرآن و حدیث کا وہی حکم و فیصلہ ہے وہ اپنے اس اعتقاد پر قائم
و مستحکم رہین اور سلطنت کی اطاعت و عدم بغاوت کو اپنی ایمان و اسلام کا جز سمجھتے
رہین -

فریق دوم کو وہ یہہ سکھاتی ہے کہ اکثر ملکی لڑائیان جنکو وہ جہاد سمجھتے ہین اور وقتاً فوقتاً انمین
وہ شریک ہوجاتے ہین جہاد نہین فساد ہین شرع محمدی کیطرف سے انمین شریک ہونیکی

اجازت نہین بلکہ ایسے موقعون پر تلوارین توڑ کر خانہ نشینی عزلت گزینی کا صاف حکم آچکا ہے

گورنمنٹ انگلشیہ کو (جو فریق سوم ہے) وہ یہہ بتاتی ہے کہ انکی رعایا

سے کروڑ ہا مسلمان عموماً اور لکہوک اہلحدیث خصوصاً انکے سچی وفادار و پوری اطاعت

شعار رعایا مین اور یہہ مشورہ دیتی ہر کہ گورنمنٹ انکو قوت بازو اور بیخ سلطنت خیال کرے

اور اِس خیال سی انکو اسی نظر عطوفت اور یگانگت سی دیکہے جس سی ہر ایک سلطنت اپنے

ہم مذہب رعایا کو دیکہتی ہے اور اس باب مین اُن خیر خواہان سلطنت (نکو ناواقف

انگریزون کی (جنکا یہہ مقولہ ہے کہ گورنمنٹ انگلشیہ کی بغاوت عموماً مسلمانون یا

خصوصاً وہابیون کا مذہبی فرض ہے) ہرگز نہ سنیے اور یہہ خیال کرے کہ ان انگریزونکو

بلحاظ علم و واقفیت مذہب اسلام سی کیا تعلق ہی اور جو لوگ اُن کے برخلاف گورنمنٹ

کو یہہ بتاتے ہین کہ سلطنت کی بغاوت (خواہ وہ کسی مذہب پر ہو) مسلمانون کی

مذہب مین حرام اور سخت گناہ ہے۔ مذہب اسلام سی کیا نسبت ہے۔ اور اُن کے قول کو

عام اہل اسلام مین کیسی وقعت ہی۔

یہہ بات تسلیم کیجاتی اور ضرب المثل ہو رہی ہے صَاحِبُ الْبَيْتِ اَدْرٰی بِمَا فِيْهِ

یعنی گہر والا اُس چیز کو خوب جانتا ہی جو اس گہر مین ہوتی ہے۔ یہہ واقفیت اس شخص کو

نہین ہوتی جو کسی کے گہر مین چوری یا اجازت سی تہوڑی دیر کے لئے آگہستا ہی اور یہہ

امر بہی لائق تسلیم ہے کہ یہہ کتاب جس پر یہہ ریویو لکہا جا رہا ہے اُس شخص کی تصنیف ہی

جسکو مسایل مذہب اسلام سی نہ صرف معمولی واقفیت بلکہ رتبہ اجتہاد و مجددیت حاصل ہے

اور اہل اسلام مین نہ صرف شہرت و مداخلت بلکہ کمال اعتبار و قبولیت میسر ہی اسلئے

اسکا قول گویا لاکہون اہل اسلام کا قول ہی۔

اور یہہ امر بہی مخفی نہین ہے کہ یہہ مضامین نہ صرف آجکل پرایئویٹ طور پر

خاص لوگون مین دائر ہین بلکہ ایک مدت سی اس کتاب کے مؤلف والاشان اور اُن کے

تصحیح غلطی کارپردازان مطبع نے نمبر ۲ جلد ۶ مین مضمون مجدد کا اخیر چو ورقہ مضمون سری مریدی کے ساتھ نمبر چہارم کے بعد لگا دیا ہے جو نمبر صفحہ ۱۵۲ کے بعد لگانا چاہئے تہا ناظرین اس چو ورقہ کو وہان سے جدا کر کے یہان لگا لین اور نمبر صفحات بہی ۱۵۳ سے ۱۷۶ تک درست کر لین۔

شامل نگر اسلام کے اعیان ان مسایل کو اپنی کتابون مین چہاپتے اور اخبارون اور رسایل کے ذریعہ سے تمام ملکون مین مشتہر کر دیتے ہین جنمین توریہ و تصنع کا گمان و احتمال کبہی جگہہ نہین ان امور کیطرف توجہ و خیال کرنے سے (امید ہے) گورنمنٹ کو کامل یقین ہو گیا کہ ان ناواقف انگریزون کے خیالات مسلمانون کی نسبت غلط ہین اور یہہ قوم گورنمنٹ کی ایسی خیرخواہ رعایا ہے جیسیکہ اور اقوام رعایا ہنود عیسائی وغیرہ ہین اور اس امر کا یقین کرنا اور اس یقین کا رعایا پر اظہار کرنا نہ صرف رعایا کے لئے موجب امن و سود مند ہے بلکہ گورنمنٹ کا فایدہ اس سے چند در چند ہے۔ اور اسکے برخلاف لکوکہہ رعایا پر مخالفت کا گمان (جیسا کہ بعض افسران گورنمنٹ کو مدت تک رہا ہے) جانبین مین وحشت و بیگانگی کا موجب ہے اور پولیٹکل اصول کی بالکل مخالف ہے۔ کیا اچہا کسی نے کہا ہے رعیت چو بیخ است و سلطان درخت ٭ درخت ای پسر باشد از بیخ سخت ٭

عام مسلمانون (فریق چہارم) کو وہ یہہ ہدایت کرتی ہے کہ مسلمان سب گروہ و اشخاص آپسمین ایک ہین۔ انکا خدا ایک رسول ایک کتاب آسمانی ایک اصول ایک پہر وہ یہہ فروعی اختلاف کے سبب آپسمین کیون لڑتے اور ایک دوسرے پر ناحق تہمتین اور حکام وقت کے پاس جہوٹی مخبریان کرتے ہین وہ سب آپسمین ایک ہو جائین اور اتفاق و اتحاد کے ذریعہ سے حسن معاشرت و شایستگی سے اوقات بسر کرین **ان نتائج و فواید کی قدرشناسی** چارون فریق مذکورہ سے حسب تفصیل ذیل ہونی چاہئے۔

تینون **فریق رعایا** اہل اسلام اس کتاب کو خرید کر فریق اول اسکو اپنے پاس بمنزلہ سارٹیفکٹ رکہے فریق دوم و چارم اسکو اپنا رہنما و دستور العمل قرار دین **گورنمنٹ** اس سے مشیر و وزیر کا کام لیوے اسکا انگریزی مین ترجمہ کرا کر قالب طبع مین لا کر اسکی ایک ایک کاپی تمام پولیٹکل افسران و حکام سول و پولیس مملکت ہند مین تقسیم کرے۔ اور یہہ ہدایت کر دے کہ جملہ افسران گورنمنٹ عموماً اہل اسلام او خصوصاً اہلحدیث کو اس کتاب کی شہادت سے اس سلطنت کے سچے وفادار اور پوری اطاعت

یہ نمبر پولیٹیکل اشارات ۔ مسلمان اڈیٹرون کے خیالات علماء اسلام کے مناظرات ۔ عام اہل اسلام کے حالات اور متعدد اخبارون (مشیر قیصر مظہر العجائب اکمل الاخبار نور الانوار طوطی ہند کشف الاخبار کوہ نور وغیرہ) کے بعض مضامین کے جواب پہ مشتمل ہین ۔ لہذا یہ گورنمنٹ اڈیٹرز ۔ علماء و عام اہل اسلام سبہی کی توجہ کے لایق ہین ؛؛

اشاعۃ السنۃ النبویہ

علی صاحبہا الصلوٰۃ والتحیۃ

نمبر ہشتم و نہم — جلد ششم

معہ

متضمن مذاہب
ضمیمہ مسند محدثین اہل السنۃ

بابت ماہ شوال و ذیقعدہ سنہ ۱۳۰۰ھ مطابق اگست ستمبر سنہ ۱۸۸۳ عیسوی

شرح قیمت وغیرہ امور متعلقہ رسالہ و ضمیمہ

درجات و مراتب قیمت — درجہ	مرتبہ	تفصیل خریداران بشرح مراتب	قیمت سالانہ — بابت رسالہ	بابت ضمیمہ
(۱)	اخص قیمت	اسلامی ریاستون کے نواب اور رئیس	للعہ	سے
(۲)	خاص قیمت	گورنمنٹ انگریزی و معزز عہدہ داران گورنمنٹ و عامہ اغنیاء اہل ہند جو سو روپیہ ماہوار سے زیادہ آمدنی رکہتے ہین	عہ	سے
(۳)	عام قیمت	متوسط اہل وسعت	سکے ر	عمہ ۸ ر
(۴)	رعایتی قیمت	کم وسعت جو دس روپیہ ماہوار سے زیادہ آمدنی نہ رکہتے ہون در سالانہ تنگی و اخلاص کا اظہار کرین	سے ر	۱۲ ر
(۵)	للّٰہی قیمت	بشرط بیعت جو دس روپیہ ماہوار بہی آمدنی نہ رکہتے ہین مگر علمیت رکہتے ہین اور اشاعت کرین	ثواب آخرت	دعاء خیر

(۲) یہ رسالہ اور ضمیمہ دو نو ماہواری ہین (۳) ضمیمہ رسالہ سے علیحدہ فروخت نہین ہوتا (۴) خط و کتابت و ارسال زر تا اطلاع ثانی مہتمم کے پورے نام و خطاب سے حسب نشان ذیل ہونا چاہئے (۵) ارسال زر بذریعہ منی آرڈر یا ہنڈی کسی سبیل سے ہو بہ رضامندی مہتمم ذمہ مہتمم نہ ہوگا ؛ ابو سعید محمد حسین لاہوری مہتمم اشاعۃ السنہ لودیانہ

مطبع چشمہ نور امرتسر مین چہپا

مسلمانونکی افسوسناک حالات

لایق توجہ و ترحم ترقی خواہان قوم

ہم حسبتہً للہ و نصیحۃً لخلق اللہ اپنی درماندہ اور متنزل قوم کے بعض حالات (جو اسکے تنزل اور درماندگی کے آثار و علامات ہیں) اِس غرض سے کہ اب بہی ہمارے وہ بہائی اپنا آپ سنبہالین یا اور بہی خواہان و ترقی جویان قوم اُنکی دستگیری کرین نہایت افسوس و تپاک کے ساتھ قید قلم مین لاتے ہین ۔ جو اس بیان کو مسلمانون کی توہین سمجہین یا اسے محض چہیڑ چہاڑ خیال کرین وہ ازراہ کرم پہلے ایک دفعہ جلد ششم اشاعۃ السنہ نمبر ۱ (صفحہ ۹) و نمبر ۵ صفحہ ۱۲۶ و صفحہ ۱۳۵ و نمبر ۷ (صفحہ ۱۹۰) وغیرہ دیکہہ لین اور نوٹ مندرجہ حاشیہ صفحہ (۲۲۳) کو بہی ملاحظہ کرین پہر جو مناسب سمجہین تجویز کرین ان مقامات کے ملاحظہ سے پہلے ہمارے دل و زبان و بیان پر کچہہ حکم نہ لگا دین ۔ ایسا نہ ہو کہ وہ اِس حکم و تجویز مین خود نقصان اُٹہا دین یا اور مسلمانون کو ضرر پہنچا دین ۔ اِن حالات کے چند نمبر ہم اِس مقام مین وارد کرتے ہین باقی آیندہ وقتاً فوقتاً بیان کرتے رہین گے لعل قومی یتفکرون *

نمبر ۱

مسلمانونکی مناظرات و مذہبی تالیفات

جس طرز و انداز پر آج کل بعض مسلمانون کے مناظرات و مذہبی تالیفات ہو رہی ہین اگر وہ چندے اسی طرز پر رہے تو (خدانخواستہ باشد) اسلام و مسلمانون کا کام تمام ہوگا روز بروز مسلمانون مین شقاق و نفاق بڑہتا جائیگا ۔ ترقی اسلام و اتفاق قومی کا (جسکے ہوا خواہان قوم جویان ہین) کہین سراغ نظر نہ آئیگا ۔ مسلمانون کا زور ترقی باہمی خانہ جنگی مین صرف ہو کر تمام ہوگا ۔ مذاہب غیر کو بے روک ٹوک عروج ہوگا پہر مسلمانون کو سر پٹخنے اور ہاتہہ پانون مارنے سے بہی ترقی کا (مذہبی ہو خواہ دُنیاوی) موُنہہ دکہائی نہ دیگا

اقوام و مذاہب غیر سے ہمسری و مقابلہ کا حوصلہ نہ رہیگا ؛

آجکل جدہر دیکہو اور جہان جاؤ یہی پاؤ گے کہ مسلمان باہم لڑ رہے ہین ایک دوسرے کی مذہب کی عیب شماری کر رہے ہین ایک دوسرے کے عیوب مذہب کو بذریعہ تحریرات رسائل† واخبارات شہرہ آفاق کرتے ہین۔ جس سے مسلمانون کے سبہی مذاہب اقوام غیر کی نظرون مین تمام جہان کے مذاہب سے ردی و بدتر معلوم ہوتے ہین ۔

† **نوٹ** اگر کوئی سوال کرے کہ تم بہی تو انہی مین داخل ہوئے جب کہ اس رسالہ مین کسی مسلمان فرقہ یا شخص کے عیب بیان کرنے لگے۔ تو اس کا جواب یہہ ہے گو بظاہر ہمارا ان کا فعل باہم مشابہ ہے۔ مگر اسمین اوسمین بوجوہ ذیل فرق ہے۔ **اول** ان کا مقابلہ اپنے مخالف گروہ سے ہے ہمارا مقابلہ کسی مخالف گروہ سے نہین ہے **دوم** ان کا مقصود و ادعا فصل ہے ہمارا مدعا وصل۔ وہ اپنے گروہ مخالف سے مخالفت کو بڑہانا اور انکو تہ تیغ کرکے انپر فتح پانا چاہتے ہین ہم سب گروہون کی مخالفت کو گہٹانا اور سب کو ملانا چاہتے ہین **سوم** ان کا فعل ان دو دشمنون کی مانند ہے جو ایک دوسرے کے مقابلہ مین لشکر کشی و شمشیر زنی کرین۔ ہمارا فعل اس گروہ مصالحہ جو کی مانند ہے جو اپنے تر و شمشیر سے دونون کو جنگ سے ہٹا دے۔ اور جو لڑائی سے باز نہ آوے اسپر تلوار چلا دے جسکی اس آیت

وان طائفتان من المؤمنین اقتتلوا فاصلحوا بینہما فان بغت احدٰہما علی الاخریٰ فقاتلوا التی تبغی حتی تفیٔ الیٰ امر اللہ ۔ الحجرات ع ۱ ۔

مین ہدایت ہے کہ اگر مسلمانون کے دو گروہ آپسمین لڑین تو انکی باہم صلح کراؤ۔ پہر بہی اگر ایک گروہ دوسرے پر تعدی کرے تو اس سے تم خود لڑو یہانتک کہ وہ خدا کی حکم (مصالحہ) کیطرف رجوع کرے

باانہمہ وجوہ فارقہ پہر بہی ہمارے فعل کو کوئی عیب جوئی و باہمی بدگوئی قرار دے تو یہہ اسکی خوش فہمی اور اور مسلمانون کی خوش قسمتی ہے کہ انہین حسن ظنی و اسباب صلح کلی کو راہ نہین ملتی اس التقدیر خدا کو کون بدلے ؟

تہوڑا عرصہ گذرا ہے کہ ہمارے (علاتی+) بہائی حنفیون نے ہمارے (عینی) بہائی اہلحدیث پر چند الزام++ قایم کئے اور وہ بذریعہ اخبارات* و اشتہارات اور ایک خط جعلی اور ایک چو ورقہ رسالہ گلابی (موسومہ بجامع الشواہد فی اخراج الوہابین عن المساجد) تمام دنیا مین مشتہر کئے۔ چنانچہ اشاعۃ السنہ نمبر ۵ و ۷ جلد ۶ مین از انجملہ چند الزامات منقول ہو چکے ہین *

اسکے جواب مین اہلحدیث کیطرف سے اب چار جنگی رسالہ تیار ہوکر عالم مین منتشر و مشتہر ہو رہے ہین اور پانچوین رسالہ کی تیاری ہو رہی ہے *

اول رسالہ کا نام **کاشف المکائد فی رد من منع عن المساجد** ہے جو دہلی مطبع انصاری مین چہپکر شائع ہوا ہے اسکا ماحصل یہہ ہے کہ جو باتین تمنے ہمارے ذمہ لگائی ہین وہ تمہارے ہی مذہب مین پائی جاتی ہین۔ اسمقام مین از انجملہ چند باتین اس رسالہ سے منقول ہوتی ہین *

(۱) خدا کا جہوٹ بولنا اور وعید مین خلاف ورزی کرسکنا تمہارے ہی مذہب کی کتاب **شرح عقائد** مین بصفحہ ۷۳ موجود ہے۔

(۲) انبیاء علیہم السلام سے خطا و زلات کا سرزد ہونا تمہارے ہی **مرقاۃ** ملا علی قاری اور **شرح فتوح الغیب** شیخ عبدالحق و مباحثہ مولوی **محمد قاسم** مرحوم واقع شاہ جہان پور

+ علاتی و عینی کی وجہ تسمیہ ضمیمہ اشاعۃ السنہ نمبر (۱۱) جلد (۱) مین بیان ہو چکی ہین *

* جیسے اخبار نور الانوار کانپور و اخبار شیر قیصر لکھنؤ و اشتہارات مطبوعہ مطبع حسینی بمبئی جنمین صاف بیان کیا گیا ہے کہ اہلحدیث کی نزدیک (معاذ اللہ) منی اور رطوبت اندام نہانی عورت پاک ہے خواہ اسے شکر ملاکر کہا دین اور سور کی چربی اور خون اور اسکے بال اور کہال اور اسکا گوہ موت پاک ہے۔ خواہ انکو کوئی کہاوے یا پیوے یا اسکی کہال کا مصلے یا ڈول بناوے

++ وہ الزامات وہی اور اسی قسم کے ہین جو مؤلف رسالہ کاشف المکائد نے بالمقابلہ حنفیون پر جمائے ہین دیکہو مسلمانونکی تہذیب یہی ہے جو اس قابل ہے کہ مسلمان ملکر اسپر رووین رونا آوے

کے صفحہ ۴۱ و ۴۸ و ۳۹ مین اور اکثر کتب اصول مذہب حنفی نور الانوار حسامی وغیرہ مین پایا جاتا ہے ؛

(۳) الف ولام خاتم النبیین کو عہد خارجی ٹھہرانے سے اگر انکار ختم رسالت نکلتا ہی تو اس جرم کے مرتکب تمہارے ہی مولوی عبد الحیٰ صاحب لکھنوی ہین جنھون نے رسالہ دافع الوسواس عن اثر ابن عباس مین اس الف ولام کو عہد خارجی کے لئے ٹھہرایا ہے ؛

(۴) خبر واحد کا مثبت اعتقاد ہونا جس سے تمنی انکار معجزات نکالا ہی تمہاری ہی شرح مسلّم الثبوت تالیف مولوی عبد العلی لکھنوی مین موجود ہے بلکہ تمہاری مولوی ٹونکی نے تو حاشیہ شرح نخبہ مین اسکے مثبت وجوب عمل ہونے سے بھی انکار کیا ہی ؛

(۵) اجماع بلا سند کا لائق اعتبار نہ ہونا تمہاری ہی کتب اصول (تلویح مسلم الثبوت تحریر ابن الہمام وشرح تحریر عبد العلی) مین زور وشور سے بیان کیا گیا ہے۔

(۶) نجاست افتادہ پانی کو (بشرطیکہ برتنے والے کی رائے مین نجاست کا اثر دوسری جانب نہ پہنچا ہو) پاک کہنا تمہاری ہی امام کا مذہب ہی جو درمختار مین صفحہ ۴۳ منقول ہی علاوہ بران تمہارے مذہب مین گائی بھینس کے پیشاب کو پاک لکھا ہی اور ہدایہ مطبوعہ مطبع مصطفائی اور اسکے حاشیہ مین بصفحہ ۴۶ لکھا ہے کہ اگر تھوڑا سا پیشاب پانی مین ملجائے تو اس سے وضو کرنا جایز ہے اور تمہارے مذہب مین پیشاب کے ساتھ مردار کے چمڑے پر قرآن لکھنا جایز ہے (دیکھو فتاوی قاضیخان مطبوعہ نولکشور صفحہ ۳۶

توانا لله وانا الیه راجعون ہی پڑہین۔ ہمکو ان الزامات کی نفی یا اثبات سی کچھہ بحث نہین ورنہ ہم کسی جانب بدعی یا طرفدار ہین صرف اتنا بتانا چاہتے ہین کہ مسلمان آپس مین اس قسم کی بحث کرتے ہین جس سے بحث ومقصود ہم بعد اختتام نقل الزامات ظاہر کرینگے ؛

اور فتاوی سراجیہ مطبوعہ نولکشور جلد ۳ صفحہ ۱۳۱ اور فتاوی عالمگیری مطبوعہ دہلی صفحہ ۱۳۴ وغیرہ ÷

(۷) شیر خوار لڑکے کو اور انسان کے بول کیطرح ناپاک نہ ٹھہرانا — صرف اسپر پانی چھڑک دینا تمہارے ہی امام کا مذہب ہی جو مسند امام ابیحنیفہ کے صفحہ ۲۰۱ مین منقول ہے ÷

علاوہ بران تمہاری درمختار مین لصفحہ ۳۶ لکہا ہی کہ اگر انگلی کو نجاست لگجاوے تو وہ چوس لینے سی پاک ہو جاتی ہے جسمین صاف اجازت ہی کہ گوہ موت والی اُنگلی کو مونہہ مین ڈالکر چوس لیا کرین اور اسی مین لصفحہ ۳۷ لکہا ہی کہ عورت کی اندام نہانی کی رطوبت پاک ہی جس سی تمہارے اصول پر نکلتا ہی کہ اسمین شکر ملا کر چاٹ لیا کرین

(۸) بلا انزال دخول سی غسل واجب نہ ہونا تمہاری ہی درمختار کے صفحہ ۱۹ مین بیان کیا گیا ہے جہان کہا ہے کہ اگر کوئی صغیرہ یا بہیمہ سی حفت ہو تو بلا انزال غسل واجب نہین ہوتا صرف عضو تناسل کا دہونا واجب ہی ÷

(۹) وضو مین بجائے پاؤن دہونیکے مسح جایز کہنا تمہارے ہی خرچ† بہائیون کا کام ہے ہم تو اس مسئلہ کے قائل کو ضال و مضل جانتے ہین ÷

(۱۰) مال تجارت مین اگر وہ یتیم کا مال ہو زکوۃ کو واجب نہ کہنا تمہارا ہی مذہب ہی — ہمارے مقتدا مولانا سید محمد نذیر حسین صاحب نے تو ایک فتوی مطبوعہ مطبع حنفی دہلی واقعہ ۱۹ شعبان ۱۳۰۹ ہجری مین صاف فرمایا ہی کہ مال تجارت پر زکوۃ واجب ہے —

(۱۱) خنزیر کو پاک کہنا تمہارے ہی طحطاوی حاشیہ درمختار کے باب المیاہ وکتاب الصید مین بیان ہوا اور تمہاری منیہ مین لکہا ہی کہ خنزیر کا طمرہ دباغت سی پاک ہوتا ہے

† دوسرے و تیسرے رسالہ کے مولفون نے اسکا نام و نشان بہی بتایا ہی جو صفحہ ۳۷ پر آویگا —

اور تمہاری در مختار کی کتاب الحظر والاباحۃ مین لکھا ہے کہ سورنی کا دودھ بکری کے بچہ کو پلایا جاوے تو وہ حلال ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ دودھ پاک ہے ؛

ہمارے علماء (مولینا مولوی سید محمد نذیر حسین صاحب وغیرہ) نے تو صاف فتوے دیا ہے کہ اگر کسی چیز مین خنزیر کی چربی ملجاوے تو وہ چیز حرام ہے (دیکھو فتوے مطبوعہ مطبع حنفی جسکا ذکر اوپر ہوا)۔

اسی قسم کے الزامات اس رسالہ مین اور بہی ہین جنکی تفصیل مین تطویل ہے۔

دوسرے رسالہ کا نام عمارۃ المساجد بھدم اساس جامع الشواھد ہے جو بنارس مطبع گلزار بنارس مین چھپکر شایع ہوا ہے۔ اسکا ماحصل بھی رسالہ کشف المکائد کا ماحصل ہے ؛

علاوہ بران اسی مین الزام نمبر ۳ مین مولوی محمد قاسم مرحوم کو بہی شامل کرلیا اور کہا ہے کہ اونہون نے بہی رسالہ تحذیر الناس مین الف ولام کو عہد خارجی قرار دیا ہے۔

اور الزام نمبر ۸ کی تائید مین کہا ہے کہ تمہاری ہے بحر الرائق اور فتاوی برہنہ مین لکہا ہے کہ عضو تناسل پرلف حریر یعنی باریک کپڑا لپیٹ کر جماع کرنے سے بدون انزال غسل واجب نہین ہوتا اور اپنی کتاب ہدایت القلوب القاسیہ مین اس مسئلہ عدم وجوب غسل بدون انزال کے پائے جانیسے سخت انکار کیا ہے ؛

اور الزام نمبر ۹ کی تائید مین صاف ظاہر کیا ہے کہ وضو مین پاؤن پر مسح تجویز کرنیوالہ فتاوی ابراہیمی کا مؤلف تمہارا ہے حنفی بہائی مولوی ابراہیم ہے جو آجکل ضلع اعظم گدہ مین اہلحدیث پر لے دے کر رہا ہے۔

اور الزام نمبر ۱۱ کی تائید مین لکہا ہے کہ تمہاری ہی کتاب غایۃ الاوطار و فتح العزیز مین پنیر شامی کا (جسکا خنزیر کی چربی سے تیار ہونا مشہور تہا) استعمال ہونا بیان کیا گیا ہے

اور تمہارے ہی ایک بھائی حنفی نے اُسکو شایع کیا ہے - اِس الزام کے ضمن مین مولف رسالہ نے تمام کتب مذہب حنفی کی بے اعتباری بیان کی ہے اور اِس مذہب کے ائمہ امام ابو حنیفہ وامام محمد رضی اللہ عنہما وغیرہ پر سخت جرح وطعن کیا ہے جسکی نقل و بیان سے ہماری قلم عاجز ہے اِس جرح وطعن کے ثواب کا کامل حصہ ہمارے خیال مین اُن خیر خواہان مذہب حنفی کو ضرور ملیگا جنہون نے ناحق اہلحدیث پر تہمتین لگا کر (نوجوانان اہلحدیث) کو چھیڑا اور اُس کے مقابلہ مین اپنے اامون کو بُرا کہلوایا - سب سے زیادہ حصہ اِس ثواب کا ہمارے دوست اڈیٹر اخبار مشایر قیصر لکھنؤ کو ملیگا - جنہون نے ہماری بار بار کی معذرت کو کہ امام ابو حنیفہ کی توہین اِس گروہ کے عُلماء سے کبینے نہین کی نہ سُنا اور اپنے اخبار کو ہر بار ان مضامین توہین اہلحدیث کہ یہہ فرقہ جدید ہے - اور اس گروہ کے عُلماء امام ابو حنیفہ کی توہین کرتے ہین اور ان کے مسایل مذہب ایسے ہین اور اُن کے سرگروہ مولوی سید نذیر حسین مکہ مین پکڑے گئے ہین" وغیرہ وغیرہ شایع کر کے خواہ مخواہ ایک نوجوان کو اپنے امام مذہب کا طاعن و مخالف بنا ہی لیا - اب بہی وہ ہمارے مہربان دوست اِس چھیڑ چھار کو چھوڑ دین لوگونکو بلافایدہ اشتعال دیکر اپنا اور اپنے امام کا مخالف نہ بنائین - ورنہ خدا جانے یہہ چھیڑ چھار کا سلسلہ کہانتک پہنچیگا *

اُن الزامات کے علاوہ دس بارہ الزام اور اِس رسالہ مین حنفیہ پر قایم کیئے گئے ہین جو اسی قسم سے ہین بلکہ ان سے بہی افحش ہین - از انجملہ - ایک یہ تمہاری کتاب غایۃ الاوطار مطبوعہ مطبع صدیقی صفحہ .. امین لکہا ہے کہ کُتّے کو بغل مین لیکر نماز پڑہنی جایز ہے -

ایک یہ کہ اُسی کتاب کے صفحہ ۹۹ مین ہے کہ کُتّے کی کہال کی جانماز و ڈول بنانا جایز ہے *

اور ایک یہ کہ قاضی خان کے صفحہ .. امین تسکین شہوت کے لئے .... زنی کو جائز

لکھا ہے ؂

تیسرے رسالہ کا نام **جامع الفوائد** ہے جو دہلی مین مطبوع ہو کر شایع ہوا ہے۔ اسکا ماحصل بہی ان دو رسالون کا ماحصل ہے ؂

علاوہ بران اسین **الزام** نمبر۲ کی تائید مین لکھا ہے کہ امام **ابو حنیفہ** رضی اللہ کی کتاب **مسند** مطبوعہ دہلی صفحہ ۱۰۳ مین ہے کہ پانی کپڑا زمین جسم کسیطرح ناپاک نہین ہوتی۔ اور تمہارے **رد المحتار** کے صفحہ ۱۵ مین ہے کہ امام ابو یوسف نے اس حمام کے پانی سے غسل کیا جسمین چوہا مرا ہوا تہا۔ تمہاری **طحطاوی** مین صفحہ ۲۴۵ **بحر الرائق** سے منقول ہے کہ بارش کا پانی گندگیون پر چلتا ہے اگر گندی زمین پاک سے زیادہ نہین تو پانی پاک ہے۔ اور اُسی مین صفحہ ۲۴۶ ہے کہ چہت پر نجاست پڑی ہو اور نہایت ہی تہوڑا پانی اسپر چلتا ہے وہ پانی پاک ہے اور **طحطاوی** کے صفحہ ۱۵۸ مین در مختار سے منقول ہے کہ پتنالہ مین مردار پڑا ہے یا کوئی پیشاب کر رہا ہے اُس پانی مین کوئی وضو کر لے تو جایز ہے جبتک کہ نجاست کا اثر معلوم نہ ہو اور **تاتارخانیہ** مین لکھا ہے کہ سور کے بال پانی کو ناپاک نہین کرتے ؂

اور الزام نمبر۲ کی تائید مین لکھا ہے کہ تمہاری ہی فقہ حنفی کے فتاوی **خلاصہ** اور **عنایہ** مین ہے کہ شیرخوار کا پیشاب پاک ہے لڑکی کا ناپاک ہے اسواسطے کہ وہ دیر کو لاگ کرتا ہے۔ **چلپی** اور **اشباہ** اور **بحر الرائق** اور **کبیری** وغیرہ مین ہے کہ چوہے اور چمگادڑ کا اور بعضون کے نزدیک بلّی کا اور امام محمد کے نزدیک گائے بہینس بکری وغیرہ کا پیشاب پاک ہے۔ اور **رد المحتار** کے صفحہ ۲۰۱ مین نعوذ باللہ پیشاب سے الحمد کا لکہنا بہی جایز لکھا ہے ؂

اور الزام **نمبر۱۰** کی تائید مین لکھا ہے کہ حنفیون کے نزدیک زیورات و جواہرات مروارید فیروزہ لعل الماس وغیرہ مین (خواہ کرورہا روپیہ کے ہون) اور گہوڑے خچر اور اونٹ

سواری یا بار برداری مین اور مکانات کرایہ مین (خواہ کرورہا روپیہ کے ہون) اور نابالغون کے مال مین (خواہ کروڑہا روپیہ کا ہو) زکوۃ واجب نہین ہے - اور ہمارے مولانا محمد سید نذیر حسین صاحب تو صاف فتوی دیتے ہین کہ مال تجارت مین زکوۃ واجب نہین ہے - (دیکھو فتوی جناب ممدوح مطبوعہ مطبع حنفی دہلی) -

اور الزام نمبر ا کے تائید مین لکہا ہے کہ یہہ مسئلہ حنفیہ ہی کا ہے اور ان کی کتابون مین ایسے مسایل اور بہت ہین -

پہر ملا علی قاری کی **مرقاۃ** سے ایک طولانی عبارت عربی نقل کی جس کا حاصل یہہ ہے کہ بانات جسکا خنزیر کی چربی سے بننا مشہور ہے پاک ہی - ایسا ہی وہ لونگیان جنکا بال سے رنگا جانا مشہور ہے پاک ہین - ایسا ہی جو پنیر فارسیون اور مجوسیون کے ملک سے آتا ہے اور اسکی نسبت لوگ کہتے ہین کہ اسمین مردار کی چربیان ملاتے ہین بسم اللہ پڑہکر کہا لینا حلال ہے وغیرہ وغیرہ -

اور کتب فقہ **منیہ** و **قنیہ** و **تاتارخانیہ** و **درمختار** کی وہ روائتین نقل کی ہین جنمین ذکر ہے کہ خنزیر نجس العین ہے اور اسکی کہال اور بال سے کام لینا جایز ہے اور اسکے دودہ سے پلی ہوئی بکری حلال ہے -

چوتہے رسالہ کا نام صیانۃ المؤمنین عن تلبیس المتبدعین ہے

جو مطبع بحر الاسلام لکہنو مین چہپکر شائع ہوا ہے اسکا ماحصل بہی رسایل مذکورہ بالا کا ماحصل ہے -

علاوہ بران اسمین حنفیہ کے اس بات کا کہ گروہ (اہلحدیث گمراہ فرقون سے ہین اور اہلسنت سی خارج ہین) جواب مین یہہ لکہا ہے کہ حنفیہ مرجیہ ہین اور بحکم فتوی حضرت پیران پیر اہلسنت وجماعت سی خارج ہین اور اسکی تائید مین حضرت ممدوح کی غنیۃ الطالبین کی عبارت عربی معہ ترجمہ نقل کی ہے - اور انہی حضرت سی یہہ بہی نقل کیا ہی کہ اہلحدیث ہی

اہلسنت وجماعت ہین انہی کا نام اہلسنت وجماعت ہہ اور انہی کا دوسرا نام اہلحدیث ہے۔
یہہ ان چارون رسایل کا خلاصہ مطالب ہہ۔ اِس خلاصہ کے بیان سے
ہمارا مقصود یہہ ہے کہ ہمارے حنفی بہائی جو اپنے مخالفون کے رسایل وتحریرات نہین پڑہتے
اور آنکہہ اٹہا کر نہین دیکہتے کہ دنیا مین کیا ہورہا ہے۔ وبناء علیہ وہ اَورون کی عیب شماری
مین اپنی فتح سمجہتے ہین اور اپنے خیال مین وہ اِس کارروائی سے ایکطرفی ڈگری حاصل
کئے بیٹھے ہین ذرا آنکہین کہولین اور ہوش سنبہالین اور یہہ جان لین کہ ہماری تحریرات
(گلابی چوورقہ واخبارات) نے کیا اثر پیدا کیا ہے اور ہمارے مذہب کو مخالفون کی نظرون
مین کیسا حقیر کر رکہا ہے۔ اب بہی ہم اِس چال کو چہوڑ دین اور اپنے مخالفون سے جو درحقیقت
اُن کے موافق اور اسلامی بہائی ہین مصالحہ اور اتفاق سے سلوک کرین ✤

پہلے تو اس گلابی چوورقہ اور اسکے ہمرنگ تحریرات کی فساد کو بہت جلد بند کرنا چاہا
تہا اور ان کے جواب مین صرف اِس بات پر اکتفا کیا تہا کہ یہہ مسایل جو ان تحریرات مین
بیان ہوئے ہین محض غلط وافترا ہین۔ جو ان مسایل کو اہلحدیث کی کتب معتبرہ سے ثابت
کردے وہ ہزار روپیہ انعام پاوے مگر جبکہ ہمارے حنفی بہائیون نے ہماری اِس بات
کو غنیمت نہ سمجہا بلکہ فضول شیخی قرار دیا چنانچہ اکمل الاخبار دہلی نمبر ۴۲ جلد ۱۸ مطبوعہ ۱۳ نومبر
۱۸۸۳ء و مظہر العجائب مدراس نمبر ۴۸ جلد ۵ مطبوعہ ۲۹ نومبر مین ہمارے اس جواب
کی نسبت اِس قسم کے الفاظ درج ہوئے ہین تو اس سے ہمارے دوسرے بہائیون
اہلحدیث کو اشتعال پیدا ہوا اور یہہ خیال آیا کہ یہہ عجیب جرأت ہہ جو ع چہ دلاور ست
وزدے کہ بکف چراغ دارد" اور مثل اولٹا چور کوتوال کو ڈانٹے" کا مصداق ہے کہ خود ہی
ہم پر تو وہ اتہامات کا افترا باندہین اور ہم جب ان مفتریات سے انکار کرین تو او رہمکو
ڈانٹین۔ پس ناچار انہون نے بہی قلم کو اٹہایا اور جواب ترکی بہ ترکی دیا اور جو نہ کہنا
تہا سو بہی کہدیا ✤

ہرچند ہمکو اس خانہ جنگی و باہمی تبرّا بازی سے دونو گروہ پر سخت شکایت اور نہائت رنج و افسوس ہے مگر ایمان انصاف اور عقل ہمکو اس بات کے کہنے پر مجبور کرتے ہین کہ اسمین زیادہ تر قصور ہمارے حنفی بھائیون کا ہی جنہون نے فیصلہ مصالحہ دہلی مصدقہ محکمہ کمشنری کے بعد نئے سرے آتش فساد و عناد کو سلگایا۔ پہلے ایک **جعلی خط قلمی** مشتہر کیا پہر **چو ورقہ** گلابی کو شہرۂ آفاق کیا۔ پہر بذریعہ اخبارات و اشتہارات اہلحدیث پر تہمتون و الزامون کا مینہ برسانا شروع کیا۔ پہر ہمارے انکار و اشتہار کو غنیمت سمجہکر اُنہے سکوت و صبر اختیار نہ فرمایا بلکہ اسکو لاف و جزاف قرار دیکر اس گروہ کے نوجوانون کو اکسایا جسکا نتیجہ یہہ نکلا جو بیان ہوا ✤

اب بہی ہمارے حنفی بہائی (علماء والا مقام و اڈیٹران نیک نام) اپنی زبانون اور قلمون کو تہام لین اور حسبۃً للہ و نصیحۃً لخلق اللہ اس خانہ جنگی کو موقوف کرین اس قسم کے مضامین کبہی زبان و بیان مین نہ لادین اور نہ انکو اخبارون مین جگہہ دین۔ ابتک تو جانبین سے متعدد رسایل شایع ہوئے ہین خدا جانے آیندہ کس قدر رسالے ادہر اُدہر سے نکلین گے اور ان جنگی رسالون کے کتنے کمپ تیار ہون گے۔ کیونکہ بظاہر انشاء اللہ کوئی ایک فریق دوسرے سے علم مین تحریر مین تقریر مین زر مین زور مین کم نہین ہی پہر ایک دوسرے سے دبے تو کیونکر دبے۔ دونون ہی فریق موچہین نیچی کرلین اور ہتہیار ڈالدین تو کام چلے ✤

ہمارے حنفی بہائیون کا یہہ **خیال** کہ اہلحدیث ہندوستان مین مٹہی بہر ہین اور شعبہ پانچ کر دیئے (چنانچہ ہمارے لایق ہمعصر اڈیٹر **اکمل الاخبار** اپنے اخبار کے نمبر ۱۴ جلد ۸ مطبوعہ ۱۳ نومبر ۱۸۹۸ء مین یہہ الفاظ درج فرماچکے ہین اور اڈیٹر اخبار نور الانوار بہی اُنسے متفق ہین) **نہایت دہوکہ** دینے والا خیال ہے وہ لوگ اس خیال پر غور نہون آیۂ کریمہ **کَمْ مِّنْ فِئَةٍ قَلِيلَةٍ غَلَبَتْ فِئَةً كَثِيرَةً*** کو غور سے پڑہین اور مصرعہ دشمن

✱ یعنی بہت تہوڑی جماعتین ایسی ہوتی ہین جو بڑی جماعتون پر غلبہ پاتی ہین۔

نتوان حقیر بیچارہ شمرد" مین فکر وتدبر کرین اور یہہ بہی خیال کرین کہ گو وہ عدد مین اپنے کم ہین مگر بعدد (سامان) مین اِن سے کم نہین - گروہ حنفیہ مخاصمین مین کون زبردست بے مثل عالم ہی جسکی نظیر اہلحدیث مین اسوقت موجود نہین ہے اُنمین کون خوش تقریر و تحریر مولف یا اڈیٹر ہے جسکا شریک اہلحدیث مین موجود نہین ہے وعلی ہذا القیاس ؛ لہذا ان پر فتح وفیروزی حلوے بید و نہین ہے ونظر بران بحکم اَلصُّلْحُ خَیْرٌ ان دونون فریق کا باہم مصالحہ کرنا اور ایک کا دوسرے کے آگے جہک جانا ہی مناسب ہے - آیندہ اختیار ہے - ہر کسے مصلحتِ خویش نکو میداند ؛

نمبر ۳

مسلمانون کے ریفارمر علما و اڈیٹر

ہر ملّت ومذہب کے مذہبی خیالات کو ترقی دینے اور اصلاح کرنیوالے اُس مذہب کے علما ہوتے ہین اور مُلکی و دنیاوی خیالات کی مصلح وترقی دہ ملکی اخبارون کے اڈیٹر بھی ہوتے ہین مگر آجکل مسلمانون کے اکثر علما و اڈیٹر مسلمانون کے مذہبی و دُنیاوی ترقی کے برعکس کوشش کر رہے ہین ؛

علما تو رات دن مسلمانون کے کافر بنانے اور مسلمانون کا نمبر گہٹانے کے فکر مین رہتے ہین اور کاغذ قلم ہاتہہ مین لیکر مسلمانون کے تکفیر وتفسیق وہجران وتفریق کے فتوے لکہہ رہے ہے - اور یہہ احکام نافذ فرما رہے ہین کہ فلان گروہ مسلمانون کو کافر سمجہو فلان کو اپنی مسجدون مین نماز نہ پڑہنے دو فلان سے ملنا بولنا چہوڑ دو وعلی ہذا القیاس اڈیٹر اخبار بہی مختلف گروہ اہل اسلام سے ایک کو دوسرے سے وحشت ونفرت دلاتے ہین اور ایک کو دوسرے کا دشمن بناتے اور لڑائیان کراتے ہین ؛

عُلماء کا یہہ چال وچال تو ہم نمبر ۷ جلد ۲ مین بیان کر چکے ہین اِس مقام مین بعض اِ

مسلمان اڈیٹرون کا ذکر خیر کرنا چاہتے ہین شاید وہ ہماری نصیحت کو ملاحظہ فرما کر منصب ریفارمری کا پاس کرین اور مذہبی لڑائیون کی ترغیب و معاونت کو چھوڑ دین ❖

اکثر اخبارات ہندوستان و پنجاب کو (**بشرطیکہ اسکا اڈیٹر مسلمان خصوصاً کوئی مولوی ہو**) ملاحظہ کروگے تو اسمین مسلمانون کے دو گروہ حنفیہ و اہلحدیث کی چھیڑ چھاڑ ضرور پاؤگے۔ اور ان گروہ کے اعیان و اکابر کی ہجو و مذمت خواہ نخواہ اسمین دیکھوگے۔ اس چھیڑ چھاڑ مین انکا حال شاعرون کا سا ہو رہا ہے کہ مضمون نیا اور دلچسپ ہاتھ آوے خواہ اس سے امن جاتا رہے اسلام مین نقصان آئے مسلمانون مین تفرقہ و فساد راہ پائے جو ہو سو ہو✝ - واہ شعر فہمی عالم بالا کا مطلب و مورد ناظرین کو معلوم ہوگا وہ بعینہ آجکل اکثر نامی اخبارون کے اڈیٹرون پر صادق آرہا ہے - **ازان جملہ** ایک ہمارے کرمفرما **اڈیٹر اخبار مشیر قیصر** لکھتے ہین جو اکثر گروہ اہلحدیث کی اعیان و علماء سے اس قسم کی چھیڑ چھاڑ رکھتے ہین - جس سے نہ کچھ اسلام کو منفعت پہنچتی ہے نہ حنفی مذہب کو رفعت حاصل ہوتی ہے - صرف انکا اخبار عوام اور جنگ جو عوام اقوام کا دلچسپ ہو جاتا ہے اسمقام مین اس قسم کے چند مضامین آپکے اخبار کے بطور تمثیل پیش کئے جاتے ہین ❖

(۱) اپنے اخبار ۳ مئی ۱۸۸۳ء مین خاکسار کی نسبت یہہ چھاپ دیا "کہ انکا تشدد غیر مقلدون مین حد سے زیادہ بڑھا ہوا ہے اور یہہ لوگ حضرت امام ابو حنیفہ کو نہایت سوء ادب سے یاد کرتے ہین" جسکا **جواب** ہمنے اپنے اخبار ۱۳ مئی ۱۸۸۳ء مین یہہ دیا تہا کہ یہہ بات محض غلط

✝ اگر انکی حالت یہی رہی جو اب ہے تو یہ اسلام و مسلمانون کا کام تمام کرینگی ایک مسلمان کا دوسرے مسلمان سے میل جول نہ رہنے دینگی - اتفاق و وفاق کا اسلام سے نام نشان مٹا دینگی ۵ گر ہمین مکتب است و این ملا ۔ کار طفلان تمام خواہد شد ❖ ایسی حالت مین بہتر ہے کہ مالکان اسلامی اخبارات (جو خود اڈیٹر نہین) بجائے انکے غیر متعصب ہنود یا عیسائی کو اڈیٹر مقرر کرین وہ اسلام و مسلمانون کو نفع نہ پہنچا سکینگے تو خواہ مخواہ نقصان و تفرقہ بھی پیدا نہ کرینگے انکی موجودہ حالت سے تو یہی توقع ہے کہ ع مرا بخیر تو امید نیست بد مرسان ❖ پر عمل کرین -

ہے۔ ہم لوگون کو امام الائمہ فخر الامۃ امام ابو حنیفہ علیہ الرحمۃ کی جناب مین کمال حسن عقیدت
ہے۔ جسکو جناب نے بہی اپنے اڈیٹوریل ریمارک مین تسلیم کر لیا تہا اور اسپر خوشی کا
اظہار فرمایا۔

(۳) ۱- اپنے اخبار ۲۷ فروری ۱۸۸۳ء مین نواب صاحب بہوپال کی نسبت ایک مضمون
بعنوان **مقلدین پر چوٹ** لکھہ مارا اور اسمین یہ درج کرایا کہ نواب صاحب ممدوح نے
مقلدین کی توہین مین یہہ شعر لکہا ہے ؎

مقلد تا خراب بادہ آراء پرستی شد ٭ بگوئی آشنایان سخن بیگانہ می آید ٭

جسکا جواب ہمنے ضمیمہ اشاعۃ السنہ نمبر ۱ جلد ۳ مین یہہ دیا تہا کہ یہہ سبہی مقلدون کے حق مین
نہین کہا گیا خاص گران ہی ضدیون اور ہٹ دہرمی لوگون کے نسبت کہا ہی
جنکو خود حنفیہ کے محققین مولوی عبد الحی صاحب لکہنوی وغیرہ نے بہی برا کہا ہے۔

اور ایک **جواب** اسکا سید مولوی جمال الدین ڈاکٹر کہوڑی ضلع ساگر نے بہی دیا
تہا جو اخبار جریدہ روزگار نمبر ۴ جلد ۹ مین بہی چہپا ہے ٭

ایک **جواب** اسکا مولوی عبد الکریم ہوشنگ آبادی نے دیا تہا جو کسی پرچہ اسی
جریدہ روزگار مین چہپا تہا۔ پہر اسکا جواب شیر قیصر نے بڑی سختی سے دیا جسکا آخری
جواب مولوی عبد الکریم ہوشنگ آبادی نے جریدہ روزگار نمبر ۴۵ جلد ۹ مین چہپوایا
جسمین اڈیٹر شیر قیصر کی سختی و چہیڑ چہاڑ کا ثبوت دیا ہی ٭

(۳) آپنے اخبار ۲۵ ستمبر ۱۸۸۳ء مین یہہ چہاپ دیا کہ مولوی نذیر حسین صاحب
محدث دہلوی بمبئی پہنچے تو وہان کے علما اس قسم کے **سوالات** کہ آپ کے
مذہب مین خنزیر کا گوہ موت اور اسکی چربی اور خون اور بال کہان پاک ہی لیکر آپ سے
مباحثہ کے خواستگار ہوئے ٭

(۴) پہر اپنے **اخبار** ۴ اکتوبر ۱۸۸۳ء مین بتقلید اخبار نور الانوار یہہ چہاپ دیا کہ مولانا ممدوح

نے اُن سوالات کا جواب کافی نہ دیا جسکا جواب ہمنے آپکے اخبار ۱۶ اکتوبر ۱۸۸۳ء مین چہپوایا اور آپنے بہی وہ جواب تسلیم کرلیا ◆

(۵) آپنے اخبار ۱۶- اکتوبر ۱۸۸۳ء مین گروہ اہلحدیث کی نسبت یہہ مشتہر کیا کہ یہہ نیا فرقہ ہے اسکا اصول حنفی مذہب سے لوگون کو پہیرنا اور امام ابوحنیفہ کی توہین کرنا ہے جسکا جواب ہمنے اشاعۃ السنہ نمبر ۲ جلد ۶ اور آپ کے اخبار کے نمبر ۵۴ مورخہ ۶ نومبر مین یہہ دیا تہا کہ ہم ابو حنیفہ سکے طعن و توہین کو بد دینی جانتے ہین ہمارے یا کسی اور عالم گروہ اہلحدیث کی کلام مین آپنے امام کی توہین پائی ہے تو اسکی نشان دہی کرین - اس کے جواب ــــــــــ مین

(۶) آپنے اُسی پرچہ اخبار ۶ نومبر مین ایک لفظ قلت حدیث ہماری کلام مین اور ایک لفظ مزجاۃ نواب صاحب بہوپال سکے کلام مین امام ابو حنیفہ کی نسبت نکال کر درج کیا - جسکا جواب ہمنے اس اخبار کے نمبر ۳۷ مطبوعہ ۲۰ نومبر مین یہہ دیا کہ یہہ الفاظ کمال نیک نیتی اور مقام مدح امام والا مقام مین استعمال کئے گئے ہین بد نیتی اور طعن کے طور پر نہین کئے گئے - جسپر بہی آپکا دل خوش نہ ہوا اور ہمکو اپنی مخالفت و طعن و توہین امام سے بری نہ کیا ◆ ہمارے جواب سکے حاشیہ مین نہی نہی دو حرفی ایسے نوٹ لگا کر ہین جنسے آپ کی ناخوشی و سوء ظنی مترشح ہوتی ہے - مگر پہر ایک منصف و محقق حنفی اڈیٹر اخبار جریدہ روزگار نے اپنے پرچہ نمبر ۴۶ جلد ۹ مطبوعہ ۲۷ نومبر ۱۸۸۳ء مین ایک منصفانہ محاکمہ لکہا اور اسمین ہمارے حق مین فیصلہ کیا اور ثابت کردیا کہ یہہ کلمات امام صاحب کی توہین سکے کلمات نہین ہین ◆

(۷) - آپنے کسی پرچہ ماہ اگست مین نواب ممدوح کی نسبت یہہ اعتراض کیا کہ اونہون نے تصویر پر انعام دیا یا دلوایا ہے اور اُس سکے ضمن مین ہم پر یہہ اعتراض کیا کہ ہمنے انکو باین حالت محمدّد کہا ہے جسکا جواب ہمنے اشاعۃ السنہ نمبر ۵ جلد ۶

مین دیا جسپر اُوربہی آپکو غصہ آیا + اور آپ نے

(۸) پرچہ نمبر ۱۳۵ جلد ۷ مین نواب صاحب کے حقمین جو عرفاً شرعاً عقلاً کہنا چاہیئے تہا سو کہا +

(۹) اخیر مین آپنے اخبار نمبر ۴۸ مورخہ ۲۷ نومبر مین سرگروہ اہلحدیث حضرت مولینا سید محمد نذیر حسین صاحب محدث دہلوی کی نسبت بتقلید اخبار نور الانوار یہ مشتہر کیا کہ جناب ممدوح باراوہ حج مکہ مین پہنچے تو بادشاہ نے چند مسلح سپاہی بہیجکر انکو پکڑوا منگوایا اور انکو قید کرنا چاہا آخراونہون نے لامذہبی سے توبہ کی اور حنفی المذہب ہونے کا اقرار کیا تو انکو چہوڑا - اور مولوی رحمت اللہ نے انکی ضمانت دی تو انکو مدینہ جانے دیا - اُن کے مدینہ سے واپس آنے پر انکا مقدمہ ہوگا - ہمارے رائے مین مکہ والون سے بہول ہوئی اور افسوس ہے کہ ہمارے لائق اڈیٹر ان نے بہی انکو یہ رائے وصلاح نہ دی کہ سید صاحب ممدوح کو محرم محترم مین شہید کردیتے اتنی قیل وقال کیون کی - سیدون کا شہید کرنا تو بڑا کار ثواب ہی - چنانچہ پہلے مسلمانون نے انکی جد امجد حضرت امام حسین علیہ السلام کو شہید کیا - پکے مسلمان تہے - تو انہی کی پیروی کرکے ثواب کمانے نواسہ کو نانا کے ساتہہ ملاتے -

سبحان اللہ کیا مسلمانون کے مقدس مشاہد کے حالات اور مسلمانون کے بادشاہون کے فضایل کس فخر ومباہاۃ کے ساتہ بیان ہوتے ہین اگر یہہ حالات وفضایل سچ ہین تو تم سُن لوگے کہ ایک ایک دن ہندی حاجیون کے حفظ امن کے لئے خاص مکہ شریفہ مین بہی انگریزی کا قنسل (جیساکہ جدہ مین ہے) متعین ہوگا - اور سلطان روم کی بدانتظامی شہرہ پاکر اسکا رہا سہا رعب بہی روم کی راہ لیگا - یا کعبہ کا حج بہت لوگون سے متروک ہوگا - ان سب کارروائیات کا اجر وثواب انہی شیر بہادر مسلمانون کو نصیب ہوگا - اللہم احفظنا منہ +

اس قسم کی اور چہیڑ چہاڑ آپ کے اخبار کو ہر بار بین اہلحدیث کی حقین پائی جاتی ہے جن سب کی تفصیل سے تطویل متصور ہے ÷

از انجملہ اڈیٹر اخبار نور الانوار کانپور ہین یہ صاحب ہمیشہ گروہ اہلحدیث سے نہ صرف معمولی چہیڑ چہاڑ رکہتے ہین بلکہ حد سے بڑھکر انکی تحقیر و توہین کرتے رہتے ہین اور اس امر کو کمال دیانت و حمایت اسلام جانتے ہین - انکے اس قسم کے مضامین ہم کہانتک شمار کرین تمثیل کے لئے وہی مضامین کافی ہین جو اڈیٹر بشیر قیصر نے آپ سے نقل کئے ہین اور ان کے ساتھ بحث و خطاب سے ہمکو تسلیم و اصلاح کی امید کم ہے بلکہ یہ خوف ہے کہ بجائے اسکے ہم ہدف سہام سب و ملام بنین لہذا سکوت بہتر ہے ÷

از انجملہ اڈیٹر اخبار مظہر العجائب مدراس ہین اپنے اخبار ۱۵ مارچ ۱۸۸۳ء مین مضمون مقلدین پر چوٹ کو شایع کیا اور عامہ حنفیہ کو اہلحدیث کی طرف سے بدظن و ناراض کیا ÷

اور اخبار یکم نومبر ۱۸۸۳ء مین چودہوین صدی کے حالات مین ایک شاعرانہ مضمون لکہا اسمین اوائل تیرہوین صدی کی تو ایجاد چیزون سے مذہب وہابیہ کا ایجاد قرار دیا اور اسکے اواخر کی ایجادون سے مذہب نیچری کا ایجاد شمار کیا - اور یہہ فرمایا کہ بمصداق اول باخر نسبتے دارد نیچریون کو وہابیون سے کمال مناسبت ہے - جسوقت انسان پکا وہابی بنجاتا ہے اور غیر مقلدین کے کہلے میدان مین آجاتا ہے تو ضرور بدینی اختیار کرتا ہے - اسکی شہادت مین آنرایبل سید احمد خان - کا اوایل مین آمین و رفعیدین کرنا اور اخیر مین نیچری ہو جانا بیان کیا - پہر اوائل صدی مین عبد الوہاب نجدی کا ظاہر ہونا اور حرمین وغیرہ مشاہد مسلمانون پر بے ادبی کے ساتھ سلوک و تسلط کرنا بیان کیا - آخر مین نواب صاحب بہوپال کے نسبت یہہ اتہام قایم کیا کہ وہ ہندوستان کے وہابیون کے سرگروہ ہین - اور امام ابو حنیفہ کی تردید مین کتابین تصنیف کرکے بصرف زر خطیر مصر و قسطنطنیہ کے مطابع مین چہپوا تے ہین الخ -

اور اخبار ۲۴ نومبر ۱۸۸۳ء مین نواب صاحب بہوپال کی توہین مین ایک مضمون اخبار شہ قیصر سے نقل کیا جسکا ذکر اس اخبار کے مضمون نمبر ۹ مین ہوچکا ہے ؛

اور اخبار ۲۹ نومبر مین بتقلید اخبار نور الانوار خیر ملک کو جسمین اہلحدیث کے مونہہ کو خنزیر کا ذکر ہے مشتہر کیا اور ہمارے اشتہار کا جواب اکمل الاخبار سے نقل کردیا وعلی ہذا القیاس ازانجملہ اخبار اکمل الاخبار دہلی وارمغان دہلی وکشف الاخبار بمبئی وآفتاب پنجاب لاہور وطوطی ہند میرٹھ وکوہ نور لاہور وغیرہ ہین۔ انمین سے بہی جس اخبار کو ملاحظہ کروگے اسمین مسلمانون کے باہم لڑانیوالے مضامین ضرور پاؤگے۔ اسمقام مین اخبار اکمل الاخبار سے ایک اس قسم کا مضمون نقل کرتے ہین کیونکہ اسپر ہم کسیقدر بحث کرنا مدنظر رکہتے ہین ؛

آپ اخبار نمبر ۴۶ جلد ۱ مطبوعہ ۱۳ نومبر مین ہمارے اشتہار مندرجہ نمبر ۶ جلد ۶ کے جواب مین ہمارا وعدہ ایک ہزار روپیہ انعام کو فضول شیخی قرار دیکر فرماتے ہین کہ ان عقاید وعملیات کو جو گلابی چوورقہ مین اہلحدیث کیطرف نسبت کئے گئے ہین اپنی کتابون مین جنکا حوالہ اس سالہ مین ہے ملاحظہ کرو اور اگر تم کو ان کتابون مین وہ مسایل نظر آوین تو ہمارے پاس حاضر ہوجاؤ۔ اسکے بعد زر انعام جسمین سے پانچ سو روپیہ ازراہ ترحم تمکو معاف کئے گئے بذریعہ منی آرڈر یا ہنڈوی بہیجدو۔ اور اسمین گورنمنٹ کو یہہ صلاح دیتے ہین کہ مخالفین گروہ اہلحدیث ہندوستان مین پانچ کروڑ آدمی ہین اور اہلحدیث مٹہی بہر۔ ان مٹہی بہر مفسدون اور باغیون کے کہنے سے ان پانچ کروڑ کو گورنمنٹ کچہہ نہ کہے اور نہ پوچہے صرف ان مٹہی بہر لوگون کو ان عقاید سے توبہ کراوے اور انکی کتابون کو جلادے وہ توبہ نہ کرین تو انکو سزا دے یا انکو مسلمانون کی مسجدون سے نکالدے اور جدا کرے ؛

یہ یہ اُن ملکی بیقرار مردون کی کارروائیون کی مختصر کیفیت ہے جو پہلی انہی

حضرات کی سامنے پہر اور ترقی خواہان اور اتفاق جویان ملک کے آگے پیش کیجاتی ہے جس سے ہماری غرض و مقصود † یہہ ہے کہ یہ حضرات والا مقام اور دیگر خیر خواہان اسلام و ترقی جویان اہل اسلام خصوصًا وہ سوسائٹیان و اخبارات جو ترقی قومی کا دم بہرتی ہین اور اتفاق اسلامی کو اپنا اعلی مقصد و اصل مُدّعا قرار دیتی ہین اسپر اپنے اپنے ریویو (راے) ظاہر کرین کہ آیا یہ روش جو ان اخبارون کے اڈیٹرون نے اختیار کر رکہی ہے اس سے اسلام یا خاص کر مذہب حنفی کی ترقی و رفعت مقصود ہے یا اس سے مسلمانون مین باہم عناد و بغض و فساد پہیلنے اور اہلحدیث کا دشمن مذہب حنفی اور حنفیون کا دشمن اہلحدیث ہو جانیکا اندیشہ ہے کیا جب عامہ اہلحدیث ان اخبارون کو پڑہکر یہ یقین کر لین گے کہ ان کے مقتدا و پیشوا اے مولوی محمد نذیر حسین صاحب محدث دہلوی سے اہل مکہ نے یہ سلوک کیا ہی جو ان حضرات خیر خواہان مذہب حنفی نے بیان کیا ہی تو وہ اہل مکہ کو مشرکین مکہ کی مثل (جنہون نے آنحضرت کو مکہ سی نکال دیا اور حدیبیہ کی سال حج نہ کرنے دیاتہا) یا اُن مروانیون کی مثل (جنہون نے حضرت عبداللہ بن زبیر کو مکہ مین شہید کیا تہا) یا اُن یزیدیون کی مانند (جنہون نے حضرت امام حسین کو کربلا مین شہید کیا تہا) قرار نہ دینگے ؟ اور کعبہ شریفہ کے حج کو اس جور و تعدی در فع امن کے سبب اپنے ذمہ سی ساقط سمجھکر اس فرض اتفاقی کو ترک نہ کرین گے ؟ اور جب مذہب اہلحدیث کی نسبت اُن حضرات کی یہہ الفاظ سنین گے کہ یہ مذہب جدید ہے یا یہ محمد بن عبدالوہاب کی تجدید ہے تو اس کے مقابلہ مین وہ چارون مذاہب اور چارون مصلون کو محدث و بدعت قرار

---

† ایک مقصود اس پورٹ سیہ بہی ہے کہ عقلمند انصاف پسند ناظرین یہ داد دین کہ زیادہ تر اور پیشتر چہیڑ چہاڑ کس گروہ کیطرف سی ہے گروہ اہلحدیث سی یا حضرات حنفیہ سی۔ اور ہماری دوستون کی یہ شکایت کہ حنفی مذہب سے لوگون کو پہیرنا اہلحدیث کا اصول ہے اور اکثر چہیڑ چہاڑ انہی طرف سی ہوتی ہے کس قدر صحت کی قریب ہی ؟

نہ دین گے؟ اور جب وہ اپنے اکابر علماء کی توہین کے الفاظ ان اخبارون مین پڑہینگے تو وہ ازراہ حمیت جاہلیت حضرت امام ابوحنیفہ اور ان کے تلامذہ کو (خدا انکو اپنی رحمت مین ڈہانک لے) صلواتین و تبرّے نہ سنائینگے؟ اس جانب سے یہ باتین وقوع مین نہ بھی آئین تو کیا جانب ثانی (حنفیہ) جنکی خاطر یہ مضامین ان اخبارون مین درج ہوتے ہین۔ اس جم غفیر کلمہ گویون کو (جنکی تعداد ان ہی اخبارون مین اسّی لاکہہ بتائی گئی ہے) دائرہ اسلام سے خارج اور معابد و مشاہد اسلام سے علیحدہ نکرین گے؟ اور درپئے ان کے قتل و ایذا کے نہ ہونگے؟ اور یہہ امور خواہ کسی جانب سے واقع ہون ترقی و اتفاق قومی کے مزاحم و مانع نہ ہون گے؟ موجب خلل نظام عام و رافع امن کافہ انام (جو اصول سلطنت کے بہی مخالف ہے) قرار نہ پائینگے؟ اس امر کیطرف ہم گورنمنٹ کو بھی توجّہ دلانا چاہتے ہین جیساکہ اپنی اعیان قوم سے اسکے خواستگار ہین۔ ہماری رائے ناقص مین تو اس کارروائی سے نہ اسلام کا فایدہ ہے نہ حنفی مذہب کی ترقی متصور ہے بلکہ اس سے ان برعکس نتایج پیدا ہونے کا اندیشہ ہے چنانچہ نمبر اول مضمون "مسلمانون کی خوفناک حالت" مین ہم اجمالی اشارہ کر چکے ہین اور اسکی تفصیل اس مضمون نمبر ۲ مین کرینگے۔ اور اسیوجہ سے ہمکو اپنے ان دوستون پر † سخت افسوس و شکایت ہے کہ اُنہون نے ایسے مضامین مفاسد خیز فتنہ انگیز کو اپنے نامی اخبارون مین مشتہر کیا۔

سب سے زیادہ اپنے دوست اڈیٹر اخبار شیر قیصر پر افسوس ہے کہ باوجودیکہ وہ ایک مہذب و انصاف پسند و متین آدمی ہین (چنانچہ انکے بعض مضامین اخبار اور بعض خطوط جو ہمارے نام آئے ہوئے ہین ہمارے اس خیال کے مصدق ہین) اور وہ اس گروہ اہلحدیث کو مسلمان بھی جانتے ہین غلابی چوورقہ والون کی طرح کافر و خارج از ملت نہین سمجھتے بلکہ اس گروہ کے بعض اعیان و علماء کی تعریف بہی کر چکے ہین علی الخصوص

---

† اڈیٹر اخبار کوہ نور لاہور بہی ان سے کچہہ کم مستحق افسوس نہین ہین گو ہمکو ان سے کوئی خاص نسبت نہین ہے جنکی بنظر ہے ہم انپر زیادہ افسوس کرین مگر چونکہ مسلک الف اور ریفارمری خیالات ان کو دوست مشتہر کرتے ہین ان سے ایسے مضامین تفرقہ انگیز کا بلا رد و قدح نقل کرنا نہایت بعید ہے ۱۲

حضرت مولانا سید محمد نذیر حسین صاحب محدث دہلوی کی شان مین وہ اپنے اخبار نمبر ۳۴ جلد ۵ مطبوعہ ۱۶ اکتوبر ۱۸۹۸ء کے صفحہ ۲ کالم ۲ و ۳ مین یہہ الفاظ لکھہ چکے ہین اس ہند کے زبردست عالم چند شخص سمجھے جاتے ہین *

(۱) مولینا نذیر حسین صاحب محدث دہلوی

(۲) مولینا محمد حسین صاحب لاہوری

(۳) نواب صدیق حسنخان بہادر قنوجی

مولینا نذیر حسین صاحب سے تو ہم خوب واقف ہین کہ وہ اعلی درجہ کے عالم اور بزرگ ہین خصوصًا علم حدیث انکا مستند ہے آپ کو وہابیت کی طرف منسوب کرنا نہایت درجہ افسوس کی بات ہے مگر وجہ اسکی یہہ ہوئی کہ جناب ممدوح کی بعض تصانیف سے ایسا پایا گیا ہے کہ آپ تقلید کو پسند نہین کرتے ہم نہین کہتے کہ ایسے عالم کا ایسا خیال عوام مین شایع کرنا کہانتک درست وسچا ہے مگر اتنا کہین سکے کہ خیر اگر اتنا بڑا عالم غیر مقلد ہوجائے تو عام لوگون کو اسپر تکیہ چہینی کرنا کسیطرح زیبا نہین ہے الخ ۔ اور سوالات علمار بمبئی کو اسی پرچہ اخبار مین لغو و سفاہت قرار دے چکے ہین ۔ چنانچہ انکی اصل عبارت حاشیہ مین منقول ہے † ۔

† آپ فرماتے ہین ہم بڑی حیرت اور افسوس سے یہہ بات کہتے ہین کہ جو باتین علمار بمبئی نے اس خط مین بیان کیی ہین وہ محض لغو ہین اگر کوئی ایک شخص انکو لکہتا تو اسی کی عقلمندی ثابت ہوتی جس حالت مین کہ یہ فعل ایک جماعت کے ساتہہ منسوب کیا ہے تو کمال افسوس ہوتا ہے ۔ مانا کہ فرقہ غیر مقلدین مین بالکل بنا ہے اور ہماری اُن کے فروعات مین کچہہ مخالفت ہو مگر آخرش یہ لوگ اہل اسلام کہلاتے ہین اور مسلمان ہونیکا دعوی کرتے ہین پہر انکی نسبت بدیہی کے حوالہ کتاب یہہ کہدینا کہ وہ کتے اور سور کے گوہ موت وغیرہ کو پاک سمجہتے ہین محض بیدلیل بات ہے ایسی معزز جلسہ کا کام یہہ نہا کہ فرقہ مذکور کی تصانیف سے کچہہ باتین اخذ کرکے اسپر جرح وقدح کرتے نہ یہ کہ عام بازاری گپون پر اکتفا کرکے ایسے خرافات خط مین درج کیی × × × جبکہ ایک حوالہ بہی کسی کتاب کا نہین ہے تو پہر کیون کر کوئی تسلیم کرسکتا ہے سوا ... سکے

[illegible]

پہر پرچہ اخبار نمبر ۴۴ جلد ۷ مطبوعہ ۱۳ نومبر مین بعض تصانیف نواب صاحب بہوپال مین پانچ مسائل (طہارت آب (۱) - پیشاب بچہ شیرخوار (۲) - قصر نماز (۳) - زکوۃ مال تجارت (۴) - مرد (۵) کے لئے سونے کے سوا اور چیز کی حلت) کا پایا جانا کسی عالم مجہول الاسم سے نقل کر کے آپنے فرمادیا اگر یہہ خبر صحیح ہی تو تعجب ہی کہ علماء بمبی کے سوالات پر جناب مولینا صاحب لاہوری نے کیون برا مانا - چونکہ مندرجہ بالا خط ایک عالم نے لکہا ہے جو بہت بڑے محدث ہین اسواسطے اسپر کسیطرحکا شک بہی نہین ہوسکتا ہمکو امید ہے کہ مولانا صاحب لاہوری یہہ شبہات رفع فرماوینگے - اور یہ خیال نہ فرمایا کہ ان مسایل کو ان سوالات سے جنکو ہم لغو وسفاہت قرار دے چکے ہین اور کسی مسلمان کو اسکا قایل نہین جانتے - کیا تعلق ہے کہ ان مسایل کے نواب صاحب کی کتابون مین پائے جانے سے وہ سوالات پہر مطبوع طبع سامی ہوگئے اور ان سوالون پر ہمارے برا ماننے کی اب وجہ پوچہنے لگے - اور پرچہ اخبار نمبر ۸ء۸ جلد ۷ مطبوعہ ۲۷ نومبر مین آپنے مولانا سید نذیر حسین صاحب محدث دہلوی پر مکہ مین مواخذہ ہونیکا قصہ بتقلید اخبار نور الانوار ان الفاظ سے بیان کیا - کہ محمد عمر مؤذن - نے مولوی نذیر حسین صاحب کی لامذہبی وایمہ مجتہدین کو برا کہنے کا ماجرا پاشا شریف مکہ سے جاکر بیان کیا تو وہان سے چہہ سپاہی ترک مسلح آئے اور انکو معہ ہمراہیان گرفتار کر کے لیگئے - پاشا مکہ نے بواسطہ شیخ العلماء مفتی سید احمد وجلانی (صحیح لفظ دحلان ہے) کے مولوی رحمت اللہ نزیل مکہ سے انکا حال غیر مقلدی کا دریافت کر کے انکو قید کرنیکا حکمدیا - جب اس واقعہ کو وکیل کونسل نے سنا تو پاشائے موصوف سے آکر کہا کہ یہہ لوگ رعایائی ہندسے ہین انکا فیصلہ ہمارے سپرد کرو تو مناسب ہے جواب ملا کہ اگر تم ان کی ضمانت کرو تو کیا مضایقہ ہے - اسپر وکیل مذکور نے انکار کیا - پس پاشا نے انکو حوالات مین بہیجدیا اور کہا کہ تمکو ہم بحراست ترکون کے جدہ مین بہیجدینگے - مطوف نے عرض کیا کہ یہہ لوگ مدینہ طیبہ جانیکا قصد رکہتے ہین - پاشا نے جواب دیا کہ یہہ لوگ تو

صاحب مدینہ علیہ التحیۃ والسکینہ کو مردہ جانتے ہین وہان جاکر کیا کرینگے۔ پہر سُنا گیا
کہ اونہون نے مع ہمراہیان شریف مکہ کے سامنے غیر مقلدی سے توبہ کی اور حنفی مذہب ہونیکا
اقرار کیا اور انعقاد محفل میلاد شریف کو مستحسن جانا۔ بعد اسکے حکم ہوا کہ اگر مولوی رحمت اللہ
صاحب انکی ضمانت کرین تو یہ لوگ مدینہ شریف جا سکتے ہین بعد مراجعت کے مقدمہ انکا
علماء حرم محترم کی تجویز سے فیصل ہوگا۔ اور یہہ خیال نہ فرمایا کہ ہم تو ابہی مولانا
ممدوح کو ترک تقلید وعمل بالحدیث کی اجازت کا سارٹیفکٹ دے چکے ہین پہر انکی نسبت
لفظ لامذہبی (جو عمل بالحدیث وترک تقلید سے عبارت ہی) اور اُسکے لوازم وسزائین کس مُنہہ
سے نکالتے ہین۔ اور اپنے واہی مضمون کو جسمین ایسے نالایق الفاظ درج ہین کیون
درج اخبار کرتے ہین اور اگر اسکو بناء حنفیہ پسند اور اخبار کو حنفیہ کا دلچسپ بنانیوالا مضمون
سمجہکر نقل ہی کرنا ضروری تہا تو ان نالایق الفاظ کی نسبت تو اپنی عدم رضا کا اظہار
کیا ہوتا*

ہم نہین جانتے کہ ہمارے دوست کی قوت حافظہ پر نسیان کا غلبہ ہی کہ کل کا لکہا
ہوا مضمون آج یاد نہین رہتا یا عدم استقلال وسرعت انتقال آپکی طبیعت مین داخل ہی
بہرحال ان مضامین مخالف نفس الامر واعتقاد کے درج اخبار کرنیسے ہمکو اس دوست
پر سخت افسوس وشکایت ہی آیندہ وہ اس شکایت کا ازالہ کرین خواہ اسپر اور ناراض ہوکر
اور تیز ہون مگر یہہ یقین کرلین کہ ادہر سے بہی شکایت دوستانہ بند نہ ہوگی آپ جہانتک
چاہین اس سلسلہ شکایت کو پہنچائین*

ان مضامین کی صحت وصداقت کی نسبت بہی ہمکو بحث مدنظر ہے مگر
چونکہ یہہ مقام جسمین ہم مسلمانون کے حالات پر افسوس کرنا چاہتے ہین مقام تعزیت
ونصیحت ہی اسلیئے ہم اسمقام مین اس بحث کو چہیڑنا مناسب نہین سمجہتے۔ اس بحث کو (جہانتک
اس پرچہ مین کرنا چاہتے ہین) ختم کرکے اسی پرچہ مین ان مضامین کی صحت وصداقت پر

بھی بحث کرینگے اور ناظرین کو روشن دلایل اور واضح براہین سے ثابت کر دکھائینگے
ان یکطرفی ڈگریون اور خانہ ساز فتوح و فیصلون کو صحت و صداقت سے کہانتک تعلق ہے
ور اہلحدیث فرقہ جدید ہے یا قدیم اور محید و کیا معنی رکھتا ہے جو در گفتن نمی آید کا مصداق
ہے اور ائمہ مجتہدین کی توہین کرنیوالا کون گروہ ہے اور حضرت مولانا سید محمد نذیر حسین
صاحب محدث دہلوی کو مکہ شریفہ مین کیا واقع پیش آیا وغیرہ وغیرہ

نمبر ۳
مسلمانون کے معابد و مساجد

بانئی اسلام (خدا تعالی و پیغمبر علیہ الصلوۃ والسلام) نے تو مسجدون کو خدا کی
وعبادت کے لئے وسیع کیا ہے۔ خدا تعالی نے فرمایا ہے کہ جو شخص خدا کی مسجدون
وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ مَّنَعَ مَسَاجِدَ اللّٰهِ مین خدا کا نام لینے سے مسلمانون کو روکے اِس
اَنْ يُّذْكَرَ فِيْهَا اسْمُهٗ - ۱ - بقرہ ع ۱۳ سے زیادہ ظالم کون ہے ؟
اور آنحضرت صلعم نے خاص مسجد نبوی مین نجران کے عیسائیون کو نماز ادا کرنے سے
نہ روکا بلکہ روکنے والون کو منع کر دیا۔ پس اُن عیسائیون نے اپنے طور پر اور اپنے قبلہ کی
طرف مونہہ کر کے آنحضرت کے روبرو نماز کو ادا کیا (چنانچہ اشاعۃ السنہ نمبر ۱۴ جلد ۵ مین صفحہ
(۳۶۱) اِسکی تفصیل و تخریج روایت ہو چکی ہے۔
اور خاص کر اس مسجد پاک کی نسبت (جسکو بیت اللہ اور حرم محترم اور مسجد الحرام کہا
جاتا ہے) تو خدا تعالی نے یہہ فرما دیا ہے کہ ہمنے اِس گہر کو تمام لوگون کے لئے مرجع (یا
وَاِذْ جَعَلْنَا الْبَيْتَ مَثَابَةً لِّلنَّاسِ وَاَمْنًا جائی حصول ثواب بنایا) اور جائے امن کر دیا۔ اور
اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَيَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ فرمایا جو منکر ہین اور خدا کی راہ اور مسجد الحرام سے
اللّٰهِ وَالْمَسْجِدِ الْحَرَامِ الَّذِيْ جَعَلْنٰهُ (جسکو ہمنے سب لوگون کے لئے وہان رہنے والی ہون

لِلنَّاسِ سَوَاءً الْعَاكِفُ فِيهِ وَالْبَادِ وَمَنْ يُرِدْ فِيهِ بِإِلْحَادٍ بِظُلْمٍ نُذِقْهُ مِنْ عَذَابٍ أَلِيمٍ (الحج ع ۱۳)

خواہ باہر کے یکسان بنایا ہے) روکتے ہین ہم آگ اور اُن لوگون کو جو اس مسجد مین کجروی اور ظلم کا ارادہ رکھتے ہین دُکھ کی مار چکہائین گے ؛ اور فرمایا ہے

أَوَلَمْ نُمَكِّنْ لَهُمْ حَرَمًا آمِنًا - قصص ع۶

انکو امن والی مین جگہہ نہین دی ؟

أَوَلَمْ يَرَوْا أَنَّا جَعَلْنَا حَرَمًا آمِنًا وَيُتَخَطَّفُ النَّاسُ مِنْ حَوْلِهِمْ عنکبوت ع۷

اور فرمایا کیا وہ نہین دیکھتے ہمنے اُسکو امن والا حرم بنا دیا اور اُسکے ارد گرد سے لوگ اُچکے جاتے ہین

وَمَنْ دَخَلَهُ كَانَ آمِنًا - عمران ع ۱۰

اور فرمایا جو اس گھر مین داخل ہوا اُس نے امن پا یا -

وبناءً اعلیہ اکابر اسلام خصوصاً امام الائمہ الفخیمہ حضرت امام ابو حنیفہ عبد اللہ

وعند ابی حنیفۃ من لزمہ القتل بردۃ او قصاص او غیرھما لم یتعرض بہ ولکن الجیٔ الی الخروج - (تفسیر بیضاوی جلد ۱ ص ۱۲۷)

نے فرمایا ہے کہ اگر کوئی کسی جرم شرعی کا ارتکاب کرے مرتد ہو جاوے یا کسیکا خون کر ڈالے اور پھر وہ حرم محترم مین آکر پناہ گزین ہو تو اس سے تعرض نکرے ہان اسکو کھانیکی مدد ندین تاکہ وہ خود ہی لاچار ہوکر حرم سے باہر آجاوے ؛

مگر آجکل کے مسلمانون نے مسجدون اور خاصکر مسجد الحرام (مامن خلایق) کو ایسا تنگ و محدود کر رکھا ہے کہ اب انکا نام خالہ جی کے باڑے اور با دا جی کا گھر رکھا جانے لگا ہے وہ جسکو چاہتے ہین اون مسجدون مین عبادت کرنے دیتے ہین جسکو چاہتے ہین انہین عبادت کرنے پر ذلیل کرتے ہین انکی مسجدونمین عیسائی یا یہودی کب عبادت کرنا پاتے ہین وہ اپنے مسلمان بہائیون کو (جو صرف بعض فروعات مین انسے اختلاف رکھتے ہین) تو انہین گہسنے ہی نہین دیتے اور اگر کوئی خود بخود آگہسے تو اُسکی اچھی طرح خبر لیتے ہین - شیعہ کا کیا مقدور ہے کہ سُنیون کی مسجد مین بے کھٹک شیعہ طور پر نماز ادا کرے - اہلحدیث کی کیا مجال ہے کہ جس مسجد مین چاہے رفع یدین و آمین بالجہر کرکے نماز پڑھ لے

* دیکھو رسایل لکھے مخالفین کے انہین کیا کچھ کہا ہے کہ مسجد طہر بی انکو باوا جی کا بالاخانہ ٹھہرا وغیرہ وغیرہ ۱۲

فہرست بعض مطالب جلد ششم اشاعۃ السنۃ

Checked

نمبر صفحہ	نمبر پرچہ	مطالب
۲	۱	کیفیت سالانہ اشاعۃ السنۃ...
۵	〃	اشاعۃ السنۃ پر لوگون کے اعتراضون کے جوابات...
۱۱	〃	رسالہ کا مالک کمیٹی سے منتقل ہونا...
۱۱ و ۱۵	〃 و ۲	حساب جمع خرچ اشاعۃ السنۃ [illegible]...
۱۳	〃	قرآن کی اخلاقی تعلیم مقابلہ انجیل...
〃	〃	عیسائیون کی مجوزہ کفارہ پر بحث...
۱۵	〃	خدا تعالی رحیم محض نہین ہے...
۱۸	〃	قرآن مین اخلاقی تعلیم کا ثبوت...
۲۳	〃	مذہبی لقب حنفی شافعی کہلانے مین اختلاف...
۲۴	〃	ائمہ کی حنفی کہلانے کی وجہ...
۲۵	〃	امام طحاوی قفال و ابو علی وغیرہ کا مقلد نہونا...
۲۶	〃	شیخ ابن الہمام کا بعض مسائل مین مقلد نرہنا...
۲۶	〃	مولوی عبد الحی صاحب کا حنفی کہلانیکی نسبت خیال...
۲۷	〃	اہل حدیث کے محمدی کہلانیکی وجہ...
۲۸	〃	ابن شاہین وغیرہ محدثین کا محمدی کہلانا...
۲۹	〃	مذہب کے معنی لغوی و اصطلاحی۔ اور دین کو
〃	〃 ۲	مذہب کہنے کی وجہ صحت...
〃	〃	امامون کا حدیث کو مذہب کہنا...
۳۱	〃	مولوی اسمعیل شہید کا اسباب مین قول...
۳۵	〃	پیری و مریدی کے اسباب مین اہل اسلام کا اختلاف...
〃	〃	پنجاب کے فرقہ اہل توحید اتباع کا اختلاف...
۳۶	〃	اسباب مین عام اہل اسلام کی زیادتیون کا بیان...
۳۸	〃	پیر کا محرم مرید عورت نہونا...

نمبر صفحہ	نمبر پرچہ	مطالب
۴۱	〃	مخالف شرع کا لایق بیعت نہونا...
۴۲	〃	شیخ عبد القادر جیلانی کے قول سے شہادت
۲۴	۲	مخالف شرع کے خوارق عادات کا بے اعتبار ہونا
۴۵	〃	ان زیادتیون کا حکم...
۴۶	〃	اصل بیعت کا ثبوت...
۴۸	〃	اسمین دعوی نسخ و خصوصیت کا جواب...
۴۹	〃	اصل عدم خصوصیت و عدم نسخ ہے...
		اس بیعت کا زمانہ صحابہ اور تابعین مین مروج نہونا
۵۰	〃	جواب...
		امام شافعی کا قول کہ لوگون کے قول سے حدیث
〃	〃	متروک نہوگی...
۵۱	〃	تمام لوگ حدیث کو متروک کردین تو بھی وہ متروک نہوگی
〃	〃	حدیث مخالف اجماع کے متروک ہونیکا جواب...
۵۲	〃	امام احمد کے فتوی کے اصول...
〃	〃	ادعائی اجماعون کی تکذیب...
۵۴	〃	عدم نقل کے [illegible] کا جواب...
۵۵	〃	احکام شرعیہ تبدل اسباب سے نہین بدلتی...
۵۶	〃	نماز روزہ بھی عارض الفاسد سے خالی نہین
۵۷	〃	حضرت عائشہ کا [illegible] ن کو مسجد جانیسے...
۵۸	〃	اور حضرت عمر کا رمل [illegible] وجود تبدل سبب نروکنا
۵۹	〃	شبہ و احتمال سے نسخ [illegible] ثابت نہین ہوتا...
[illegible]	〃	مولانا [illegible] صاحب دہلوی کی اتباع سنت
۶۹	〃	پیری [illegible] کی بیعت مین نیا دیان

فہرست بعض مطالب جلد ششم اشاعۃ السنۃ

Checked

[illegible]	[illegible]	مطالب	مطالب	[illegible]	[illegible]
۲	۱	کیفیت سالانہ اشاعۃ السنۃ	مخالف شرع کا لایق بیعت نہونا	″	۴۱
۵	″	اشاعۃ السنۃ پر لوگون کے اعتراضون کے جوابات	شیخ عبد القادر جیلانی کے قول سے شہادت	″	۴۲
۱۱	″	رسالہ کا ملک کمیٹی سے منتقل ہونا	مخالف شرع کے خوارق عادت کا بے اعتبار ہونا	۳	۴۴
۱۱ و ۱۵	″ و ۳	حساب جمع خرچ اشاعۃ السنۃ ۷ سنہ لغایت ۹ سنہ	ان زیادتیون کا حکم	″	۴۵
۱۳	″	قرآن کی اخلاقی تعلیم بمقابلہ انجیل	اصل بیعت کا ثبوت	″	۴۶
″	″	عیسائیون کی مجوزہ کفارہ پر بحث	اسمین دعوی نسخ و خصوصیت کا جواب	″	۴۸
۱۵	″	خدا تعالی رحیم محض نہین ہے	اصل عدم خصوصیت و عدم نسخ ہے	″	۴۹
۱۸	″	قرآن مین اخلاقی تعلیم کا ثبوت	اس بیعت کا زمانہ صحابہ و تابعین مین مروج نہونیکا		
۲۳	″	مذہبی لقاب حنفی شافعی کہلانے مین اختلاف	جواب	″	۵۰
۲۴	″	ائمہ کی حنفی کہلانے کی وجہ	امام شافعی کا قول کہ لوگون کے قول سے حدیث		
۲۵ ۳۳ [illegible]	″ ۱۱	امام طحاوی قفال و ابو علی وغیرہ کا مقلد نہونا	متروک نہوگی	″	″
۳۴		شیخ ابن الہمام کا بعض مسائل مین مقلد نرہنا	تمام لوگ حدیث کو متروک کردین تو بھی وہ متروک نہوگی	″	۵۱
۲۶	″	مولوی عبد الحی صاحب کا حنفی کہلانیکی نسبت خیال	حدیث مخالف اجماع کے متروک ہونیکا جواب	″	″
۲۷	″	اہل حدیث کے محمدی کہلانیکی وجہ	امام احمد کے فتوی کے اصول	″	۵۲
۲۸	″	ابن شاہین وغیرہ محدثین کا محمدی کہلانا	ادعائی اجماعون کی تکذیب	″	″
۲۹	″	مذہب کے معنی لغوی و اصطلاحی۔ اور دین کو	عدم نقل کے معتبر ہونے کا جواب	″	۵۴
″	۲″	مذہب کہنے کی وجہ صحت	احکام شرعیہ تبدل اسباب سے نہین بدلتی	″	۵۵
″	″	امامون کا حدیث کو مذہب کہنا	نماز روزہ بھی علی رضی مفاسد سے خالی نہین	″	۵۶
۳۳	″	مولوی اسمعیل شہید کا اسباب مین قول	حضرت عائشہ کا عورتون کو مسجد جانے سے	″	۵۷
۳۵	″	پیری و مریدی اور اسباب مین اہل اسلام کا اختلاف	اور حضرت عمر کا رمل سے باوجود تبدل سبب نروکنا	″	۵۸
″	″	پنجاب کے فرقہ اہل توحید و اتباع کا اختلاف	شبہ و احتمال سے نسخ ثابت نہین ہوتا	″	۵۹
۳۶	″	اسباب مین عام اہل اسلام کی زیادتیون کا بیان	مولانا سید محمد نذیر حسین صاحب دہلوی و اتباع سنت	″	۶۱
۳۸	″	پیر کا محرم مرید عورت نہونا	پیری مریدی اور اتباع سنت پنجاب کی بیعت نہین دیتیان	″	۶۹

نمبر صفحہ	نمبر باب	مطالب
۸	″	انکا بیعت خلافت کو بیعت توبہ قرار دینا ……
۸۱	″	قصۂ بیعت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ……
۸۲	″	قصۂ بیعت عثمان غنی رضی اللہ عنہ ……
۹۰	۳	بیعت توبہ و بیعت خلافت مین فرق ……
۹۵	۴	نواب صاحب بھوپال اور انکی تالیفات ……
۹۶	″	امیر اغلب بوہانی کی نکتہ چینی کا جواب ……
۹۷	″	نواب صاحب کی تالیفات مین کسی سے مناظرہ نہین ہوتا ……
۹۸	″	مذہب قومیت کا جزو ہے ……
۱۰۲	″	نواب صاحب کی تالیفات کی فہرست ……
۱۰۴	″	ترجمان وہابیہ پر ریویو ……
۱۰۹	″	پیری و مریدی اور ہمارے فیصلہ پر فریقین کا اتفاق ……
۱۱۳	″	پیر کے افضل ہونیکی شرط پر بحث ……
۱۶۳	۵	
۱۱۶	۴	بیعت و صحبت کے سوا بھی عرفان ہو جاتا ہے ……
۱۶۱	۵	
۱۱۷	۴	سید احمد خان کی تفسیر اور ٹیڈہ کے علما ……
۱۲۰	″	ایک مجدد کی فریاد متضمن غیبت فی دنیوی ……
۱۲۲	″	ملخص رسالہ حجج کاشفہ متضمن توحید باری ……
۱۲۷	۵	گورنمنٹ کس معنی کر نیوٹل (غیر طرفدار) ہے ……
۱۲۹	″	مسلمانون کا باہمی تفرقہ اور ایک کا دوسرے پر افترا ……
۱۳۱	″	صاحب کمشنر دہلی کا سابق فیصلہ ……
۱۳۳	″	اہل تقلید کا جعلی خط متضمن چند افترا ……
۱۳۴	″	گلابی چیوہ ورقہ مخالف فیصلہ کمشنری ……
۱۳۵	″	اسکے فساد کا علاج ……
۱۳۷	″	مجددون اور ذاتی بحث کی شرط ……
۱۴۰	″	حدیث مجدد کی تخریج و تشریح و مجددین سابق کی تفصیل ……
۱۴۵	″	مجددین سابق کے اوصاف مجددیت ……

نمبر صفحہ	نمبر باب	مطالب
۱۵۱	″	انکے مقابلہ مین نواب صاحب بھوپال کی اوصاف مجددیت
۱۵۴	۶	رسوم جنکی نواب صاحب نے اصلاح کی ہے ……
۱۵۵	″	یہ اصلاح دست اندازی مذہبی نہین ……
۱۵۹	″	تصویر پیغام لینے کا جواب ……
۱۶۱	″	بقیہ پیری و مریدی ……
″	″	بڑے بیٹے لوگون کو پیر ٹھہرانا بے دلیل ہے ……
۱۶۳	″	بوقت بیعت کلمہ کلام پڑھنے مین بحث ……
۱۶۵	″	کتاب ایضاح الحق سے تقلید و اطلاق پر بحث ……
۱۶۹	″	چھینک آنیکے وقت درود پڑھنے کی ممانعت
″	″	وضو کے بعد دو رکعت پڑھنے کا ثبوت ……
۱۷۰	″	آنحضرت صلعم سے نماز اشراق کا ثبوت ……
۱۷۲	″	مخالفین کے دلائل کا جواب ……
۱۷۳	″	وہ قیود جسکو وہ خود بدعت کہتے ہین ……
۱۷۴	″	بعد نماز دعا مین ہاتھ اٹھانا ……
۱۷۷	″	بقیہ ریویو ترجمان وہابیہ اور نواب صاحب بھوپال کا جنگ مصر کے موقع پر گورنمنٹ کی معاونت کیلئے مستعد ہونا ……
۱۷۷	″	سابق نواب ٹونک کے غدر ۱۸۵۷ مین خیرخواہی
۱۷۸	″	ہندوستان مین کوئی وہابی نہین ……
۱۷۹	″	وہابیان نجد کی تاریخ (۱) محمد بن سعود کا حال
۱۸۱	″	(۲) عبد العزیز بن محمد کا حال ……
۱۸۴	″	(۳) سعود بن عبد العزیز کا حال ……
۱۸۷	″	(۴) عبد اللہ بن سعود کا حال اور پاشاے مصر سے مقابلہ
۲۰۵	۷	(۵) محمد بن عبد الوہاب کا حال ……
۱۹۰	۷	ترقی معکوس ……

* بوجہ اتصال ذکر امرائے نجد نمبر صفحہ ۲۰۵ کو نمبر صفحہ ۱۹۰ پر مقدم کیا گیا *

نمبر صفحہ	نمبر سطر	مطالب
۱۹۲	〃	ہرسال فیصدی تین مسلمان کم ہوتے ہیں..
۱۹۴	〃	علماء بمبئی کے بیجا سوالات نسبت مولانا نذیر حسین..
۱۹۵	〃	مولانا سید محمد نذیر حسین صاحب کا مضمون ان سوالات سے انکار....
۱۹۷	〃	حسن عقیدت محدثین بجناب ائمہ محدثین....
〃	〃	کتاب جلب المنفعۃ نواب صاحب بہوپال کی شہادت...
۱۹۹	〃	بعض ائمہ سے بعض احادیث متروک ہونیکے اسباب...
۲۰۰	〃	طعن ائمہ سے انکار و براءت........
۲۰۱	〃	امام ابوحنیفہ کے فضائل........
	〃	خط مولف بنام ایڈیٹر مشیر قیصر متضمن انکار توہین امام.
	〃	بقید ریویو ترجمان وہابیہ........
۲۰۳	〃	اہل ہند میں حالات نجد کا پایا نہ جانا اور انکا وہابی نہونا
۲۰۹	〃	نواب صاحب پر وہابیت کی تہمت کا ازالہ...
۲۱۰	〃	نجد کے سوا کہیں وہابی مذہب رواج نہیں پایا...
۲۱۱	〃	مسلمانان ہند کا نام وہابی دشمن رسول نے رکہا ہے
۲۱۲	〃	سید احمد خان کے قول سے شہادت........
۲۱۴	〃	سید احمد شاہ صاحب مرحوم بریلوی وہابی نہ تھے...
۲۱۵	〃	تقویۃ الایمان و صراط المستقیم میں جہاد کی ترغیب نہیں..
۲۱۹	〃	کتاب جلب المنفعۃ کا گورنمنٹ سے تعلق......
۲۲۲	۸	مسلمانوں کی خوفناک حالات اور انکے مناظرات۔
۲۲۴	〃	کلابی جو ورقہ کے تہمتوں کے جواب میں چار
〃	〃	رسائل کا خلاصہ........
۲۳۲	〃	گروہ اہلحدیث کو کم سمجھنا غلطی ہے.......
۲۳۳	〃	مسلمانوں کی پکار مرد (علماء و ایڈیٹر).......
۲۳۳	〃	ایڈیٹر اخبار مشیر قیصر کی اہلحدیث سے چھیڑ چھاڑ...

نمبر صفحہ	نمبر سطر	مطالب
۲۳۴	〃	(۱) خاکسار مولف رسالہ پر توہین امام کا الزام....
۲۳۵	〃	(۲) نواب صاحب بہوپال پر مقلدین کے چوٹ کرنیکا
〃	〃	الزام اور اسکا جواب........
۲۳۵	〃	(۳) مولانا سید نذیر حسین صاحب کے نسبت بیجا سوالات
〃	〃	علماء بمبئی کے تشہیر........
۲۳۶	〃	(۴) امام صاحب کی تحقیر میں استعمال لفظ قلت حدیث کا الزام
۲۳۶	〃	(۵) نواب صاحب بہوپال کو مجدد کہنے پر اعتراض....
〃	〃	(۶) مولانا سید نذیر حسین پر مکہ معظمہ میں مواخذہ ہونیکی تشہیر
۲۳۸	〃	ایڈیٹر اخبار نور الانوار و مظہر العجائب وغیرہ کی چھیڑ چھاڑ
۲۴۰	〃	اس چھیڑ چھاڑ کا نتیجہ اور انکے دعوے پکار مرد کا ابطال
۲۴۲	〃	ایڈیٹر مشیر قیصر کی سابق اعترافات مخالف اعتراضات
۲۴۵	〃	مسلمانوں کی معابد مساجد اور انمیں سبھی اہل اسلام کا مساوی حق
۲۴۷	〃	اہل تقلید کیطرف سے اہلحدیث کے قتل کا فتوی
۲۵۰	〃	جوابات مشیر قیصر جواب اعتراض اول تا چہارم
۲۵۲	〃	لفظ قلت حدیث بطور توہین استعمال نہیں ہوا...
۲۵۳	۹	اس سابق پرچہ مشیر قیصر کی شہادت......
۲۵۵	〃	امام شعرانی کی شہادت........
۲۵۷	〃	مولوی عبدالحی صاحب کی شہادت......
۲۵۸	〃	نواب صاحب بہوپال کی کتاب جلب المنفعۃ سے شہادت
۲۶۱	〃	جریدہ روزگار کا محاکمہ کہ اسمیں توہین نہیں ہوتی
۲۶۳	〃	تتمہ جوابات اور اسمیں مولوی وکیل احمد کے خط دوم کا جواب ہے
۲۶۴	〃	اقسام توہین مندرجہ اس خط کا بیان....
۲۶۵	〃	ان اقسام کا اہلحدیث کی طرف سے پایا نہ جانا......
۲۶۶	〃	نکتہ چینی توہین نہیں۔ اور ایڈیٹر معترض کے قول سے شہادت
۲۶۸	〃	امام طحاوی کا امام ابوحنیفہ پر معترض ہونا....

مطالب	نمبر پرچہ	نمبر صفحہ
معیار الحق مین امور کے مناقب	״	۲۶۹
مولوی وکیل احمد صاحب سے بسبب وغیرہ الفاظ سے معاف	۹	۲۷۱
رکہنے کی درخواست	۱۱	۳۴۴
مشیر قیصر کی بیطرفی و گڑی ایک ہزار انعام کا جواب	۹	۲۷۳
جواب اعتراض پنجم جسکو رسالہ مین نمبر ۲ لکہا گیا ہے	״	״
ابیات سجوزہ امام سیوطی متضمنہ اثبات	״	۲۷۶
تعدد مجدد	״	۲۷۶
ازالۃ الخفا سے اسکی تائید	״	۲۷۷
غلطی مسائل سے مجتہد ہونا باطل نہین ہوتا جیسا کہ	״	۲۸۱
اجتہادی خطاؤن سے مجتہد ہونا باطل نہین ہوتا	״	״
جواب اعتراض سوم	״	۲۸۳
جواب اعتراض ششم جسکو نمبر ۳ لکہا گیا ہے	۱۰	۲۸۶
اہلحدیث کا مسئلہ جہاد کی نسبت اعتقاد	״	۲۸۷
اہل تقلید کا اسمین اختلاف اور بعض مفسدین غدر ۵۷ کا حال	״	۲۸۸
مفسدین ہندوستان کی نسبت فساد انگریزی کا بیان	״	۲۹۱
سلطان روم کے معاونت کی نسبت اہلحدیث کا خیال و عمل	״	۲۹۲
چیف کمشنر دہلی کی نسبت خیرخواہی مولوی نذیر حسین صاحب بحق گورنمنٹ	״	۲۹۴
حالات حج مولانا سید محمد نذیر حسین صاحب دہلوی	״	۲۹۵
نقل خطوط یا شاکہ متضمن حالات مولانا ممدوح	״	۳۱۱
اہل اخبارات کا ان حالات کی نسبت خلاف بیانی	״	۳۱۳
انکی عدم صداقت پر عقلی دلائل	״	۳۱۵
(۱) انکے بیانات کا باہم اختلاف و تعارض	״	[illegible]
(۲) حق پرستی گورنمنٹ کے مخالف ہونا	۱۱	[illegible]
(۳) عقل سے مخالف ہونا	״	[illegible]

مطالب	نمبر پرچہ	نمبر صفحہ
(۴) نوٹ نامہ [illegible] اخبارات کا جعلی ہونا	״	۳۲۳
مخالفین سے فوٹوگراف اصل تحریر نامہ کا مطالبہ	״	۳۲۹
اپنے اور مخالفین کے بیانات کے نتائج	״	۳۳۲
مکہ معظمہ مین اہلحدیث کی حفظ و امن کی تجویز	״	۳۳۶
ایڈیٹرون اور مولویون سے استفتا کہ اہل حدیث حج کعبہ کے مستحق ہین یا نہین	״	۳۴۰
تتمہ جواب اعتراض سوم جسمین مولوی وکیل احمد کے خط اول کا جواب ہے	״	۳۴۲
محمد بن عبد الوہاب نجدی کے تکفیر مسلمانان پر انکار	״	۳۴۵
عدم تکفیر مرتکب بعض امور کفریہ	״	۳۴۷
مسٹر ملنیٹ اور اسلام اور سلطان روم والا مقام	۱۲	۳۵۰
انکی سیر و سیاحت مین لوگون کا اختلاف	״	۳۵۱
انکی مختلف مقامات مین اسپیچین اور لکچر	״	۳۵۲
لنڈن اور پیرس مین طالبعلمون کے لئے خطرہ ہے	״	۳۵۵
ان اسپیچون کے نتائج	״	۳۶۲
مسلمانون کے لئے انگریزی کی ضرورت اسکی تحصیل	״	۳۶۳
اب سیف کا وقت نہین رہا	״	۳۶۴
علیگڈہ کالج کے معاونون سے خطاب اور اسکے تین نقصانون کا بیان	״	۳۶۷
(۱) مذہبی تعلیم کا کمزور ہونا	״	۳۶۸
(۲) امور معاشرت مین یورپ کی تقلید کرنا	״	۳۷۰
اسکے طالبعلمون کا قبل استحکام عقاید فلاسفی پڑہنا	״	۳۷۱
قریشی ہونا خلافت کی شرط ہے	״	۳۷۵
اس شرط قرشیت کا سلاطین مین پایا جانا	״	۳۸۰

یہ فتوے عام مسلمانون کو اِن کے مقدس مولوی صاحبون نے دئے
ین اور اس باب مین متعدد رسالہ تالیف کرکے مشتہر کردئے ہین +
تہوڑا عرصہ گذرا ہے کہ ایک لودہیانہ کے مولویصاحب نے صوبہ بہار مین پہنچکر
حدیث کو مسجدون سے نکالنے مین بہت زور لگایا اور اِس مضمون کا ایک رسالہ جس کا
نامی انتظام المساجد باخراج اهل الفتن والمفاسد ہے شہر عظیم آباد پٹنہ مین
چہپوا کر مشتہر کیا اِسمین آپنے اہلحدیث کو قتل کر ڈالنے کا بھی فتوا دیا ہے جسکا اثر
ہوڑے دنوں کے بعد اس نواح کے بعد یہ پیدا ہوا کہ ضلع شاہ آباد مین اہلحدیث و حنفیہ
مین ایک مسجد مین نماز پڑہنے پر ایسی لڑائی ہوئی جسمیں بر طبق بیان فریق حنفیہ تلوار بھی
لی۔ اِس رسالہ مین مولویصاحب موصوف نے اہلحدیث کو مسجدون سے خارج کرنے
پر یہ دلیل پیش کی ہے کہ یہ لوگ مشرک ہین کیونکہ یہ ہم لوگون کو مشرک کہتے ہین اور مشرکون
کو مسجدون مین نماز پڑہنے دینے سے آیہ وَمَا كَانَ لِلْمُشْرِكِينَ أَنْ يَعْمُرُوا مَسَاجِدَ اللهِ
یعنے مشرکون کو لائق نہین ہے کہ خدا کی مسجدون کو آباد کرین) مانع ہے +
اور اس دلیل مین آپنے غور فرماکر یہہ باتین نہ سوچین کہ **اولاً** عام اہلحدیث کا حنفیہ
کو مشرک کہنا کب مسلم ہے۔ یہہ بات اہلحدیث کے اعتقاد و اصول مذہب مین داخل نہین
ہے۔ اور اگر کسی خاص اہلحدیث نے کسی خاص حنفی کو کسی خاص سبب جب شرک کی نظر
سے مشرک کہدیا تو یہہ کل اہلحدیث کی طرف سے کل حنفیہ کے حق مین کیونکر تسلیم
کیا جاسکتا ہے ؟
ثانیاً اگر کسی مسلمان کو مشرک یا کافر کہنے سے جو کفر یا شرک کیطرف قائل راجع ہوتا ہے
وہ کفر عملی ہے یا کفر اعتقادی جو اِسکو ملت سے خارج کردے اور احکام کفر اسپر لگا وے۔
ثالثاً اس آیہ مین اگر مشرکون کو مسجدون مین عبادت سے روکنے کا حکم ہے تو یہہ تو ان
مشرکون کا حکم ہے جو اپنے کفر کے اقبالی ہون نہ اُنکا جو مدعی اسلام ہون چنانچہ اس آیہ کا

شَاهِدِیْنَ عَلٰۤی اَنْفُسِهِمْ بِالْکُفْرِ جسکو جناب مولوی صاحب رسالہ دار شیر مادر کی غٹ غٹ کر کے نوش فرما گئے ہین اِس خصوصیت پر شاہد ہے پھر اِس آیۃ سے اُن کافرو یا مشرکون کا (جو خود مدعی و اقبالی کفر نہ ہون بلکہ مدعی اسلام اور کلمہ گو ہون صرف اُنکے لسانی بھائی انکو کافر یا مشرک بتاتے ہون) حکم ممانعت کیونکر استنباط ہو سکتا ہے۔؟

اِن رسالدارون کو نہ آخرت میں خدا کی مواخذہ کا خوف ہے نہ دنیا مین اعتراضات کا ڈر ہے کہ ہمارے اِن استدلالون کو اہل علم کیا کہین گے۔ دو تین ورق کا رسالہ بنا کر کہلا کر جو جی مین آوے اسمین درج کر دیتے ہین اور اتنا بھی نہین سمجھتے کہ جو بات ہم کو کہتے ہین وہی بات اگر وہ ہمکو کہدے تو وہ کیا جواب دینگے۔؟ کیا تمہارے مخالف نہین کہسکتے کہ تم لوگ مشرک ہو اور بحکم آیہ کریمہ مسجدون مین نماز پڑھنے سے ممنوع پھر مسجدین کس گروہ مسلمانون کے لائق رہین گی۔؟ اور بجز اِسکے کہ اقوام غیر انکو ڈھا ڈھول بنا دین یا دوکانین تیار کرین کس کام آوینگی۔؟

آجکل جو **گلابی چو ورقہ** رسالہ تیار ہو کر گلی کوچہ ہندوستان و پنجاب وغیرہ بلاد مین دائر و سائر ہو رہا ہے اُسمین یہہ حکم ممانعت اِن الفاظ سے درج ہے کہ جبر ہندہ سے مخالطت اور مجالست اور انکو اپنی خوشی سے مسجدون مین آنے دینا شرعاً ممنوع ہے کیونکہ مسائل مذکورہ † سے معلوم ہوا کہ وہ اہلبدعت ہین نہ اہلسنت اور مجالست و مخالطت اہلبدعت شرعاً منع ہے۔

پھر اُسکی تائید مین ایسے اقوال لائے ہین جن مین اہلبدعت کے ساتھ کھانا پینا نکاح اُن کے ساتھ نماز پڑھنا منع کیا گیا ہے۔ مسجدون مین آنے یا اُنھین نماز پڑھنے سے انکو منع کیئے کا اِنمین ذکر و اثر و نام و نشان نہین ہے۔

---

† اُن ہی مسائل کو مراد رکھتے ہین جو گلابی چو ورقہ مین اہلحدیث کے ذمہ لگائے گئے ہین اور ان چارون رسائل مین حنفیہ کے ذمہ۔

…یق اکبر رضہ سقیفہ کے دن انصار پر جو اپنے لئے امارت تجویز کرتے تھے بیان و تقریر غالب آئے اور خود بدولت خلیفہ و امیر المومنین قرار پائے چنانچہ اشاعۃ السنہ نمبر ۳ میں اسکی پوری تفصیل صحیح بخاری سے منقول ہو چکی ہے -

یہہ احادیث کی نقل و تفصیل ہے اب علماء اسلام کی مذاہب و اقاویل عرض خدمت ہوتے ہیں کتب کلامیہ و شروح کتب حدیث بیان اقوال و مذاہب علماء اسلام میں زبان سے متفق ہیں شرح مواقف میں ہے کہ خلافت میں بعض ایسی صفات ہیں جنکی شرط ہونے میں بعض لوگوں کا خلاف ہے -

وہنا صفات اخری فی اشتراطہا خلاف الاول ان یکون قرشیا اشترطہ الاشاعرۃ والجبائیان ومنعہ الخوارج وبعض المعتزلۃ لنا قولہ علیہ السلام الائمۃ من قریش ثم ان الصحابۃ عملوا بمضمون ہذا الحدیث فان ابابکر رض استدل بہ یوم السقیفۃ علی الانصار حین نازعوا فی الامامۃ بمحضر من الصحابۃ فقبلوہ واجمعوا علیہ فصار دلیلا قاطعا یفید الیقین باشتراطہا احتجوا ای المانعون من اشتراطہا بقولہ علیہ السلام السمع والطاعۃ ولو عبدا حبشیا فانہ یدل علی ان الامام قد لا یکون قرشیا قلنا ذلک الحدیث فیمن امّرہ الامام ای جعلہ امیرا علی سریۃ او علی غیرہا

پہلی شرط خلیفہ کا قریشی ہونا اشاعرہ اسکو شرط ٹھہراتے ہیں - خارجی اور بعض معتزلی اس سے انکاری ہیں - ہماری دلیل شرط ہونے پر آنحضرت کا یہہ قول ہے کہ امام قریش سے ہونی چاہئیں - پھر اس قول آنحضرت پر آنحضرت کے اصحاب نے عمل کیا ہے جبکہ سقیفہ کے دن انصار نے امامت میں جھگڑا کیا تھا تو حضرت ابوبکر نے اس قول سے تمسک کیا جسکو سب نے تسلیم کرلیا اور اسپر اتفاق کیا یہہ اتفاق اثبات پر یقینی دلیل ہے کہ قریشی ہونا شرط خلافت ہے جو لوگ اس شرط کو نہیں مانتے وہ یہہ دلیل پیش کرتے ہیں کہ آنحضرت نے حکم دیا ہے کہ امیر یا حکم حاکم کا حکم مانو اگرچہ وہ حبشی غلام ہو اس سے معلوم ہوتا ہے

كنا خية وجب حمله على هذا دفعا للتعارض
بينه وبين الاجماع او نقول هو مبالغة
على سبيل الفرض ويدل عليه انه لا يجوز
كون الامام عبدا اجماعا الثانية من تلك
الصفات ان يكون هاشميا شرطها الشيعة الخ

(شرح مواقف)

که کبهی امام قریشی نهین بهی هوتا اسکی جواب
مین هم کهتے هین یهه حدیث اس حاکم یا امیر
کی نسبت هی جسکو قریش امام وقت نے کسی
لشکر یا کسی جگهه کا امیر بنا دیا هو - اس حدیث
کے یهی معنے کرنا چاهیئے تاکه اس حدیث مین اور
اور اُن حدیث مین جو قریش کو امامت کے
لئے مخصوص کرتے هین معارض نهو - یا یون کهین که یهه فرضی طور پر مبالغة کها گیا هی
اسلیئے که حقیقةً غلام بالاتفاق امام نهین هو سکتا - دوسری صفت اختلافی امام کا هاشمی
هونا هے اسکو شیعه شرط ٹهراتے هین تا آخر - ایسا هی اور کتب کلامیه مذهب اشاعره اور
ماتریدیه (حنفیه) مین هے جس کتاب مین دیکهو گے یهی مطلب پاؤ گے -
اور **صحیح مسلم** کی شرح مین امام **نووی** نے فرمایا هے یهه حدیثین اور جو انکی مثل هین
اسبات پر دلیل هے که خلافت قریش سے مخصوص هے بجز قریش کسیکے لئے عقد خلافت

هذه الاحاديث واشباهها دليل ظاهر ان الخلافة مختصة
بقريش لا يجوز عقدها لاحد من غيرهم وعلى هذا انعقد الاجماع
في زمن الصحابة وكذلك بعدهم ومن خالف فيه من اهل البدع
او عرض بخلاف من غيرهم فهو محجوج باجماع الصحابة والتابعين
فمن بعدهم بالاحاديث الصحيحة قال القاضي اشتراط كونه
قرشيا هو مذهب العلماء كافة قال وقد احتج به ابو بكر وعمر
رضي الله تعالى عنهما على الانصار يوم السقيفة فلم ينكره احد
قال القاضي وقد عدها العلماء في مسائل الاجماع ولم ينقل
عن احد من السلف فيها قولا ولا فعلا يخالف ما ذكرنا

جایز نهین هی اسپر صحابه کے زمانه مین
اور انکے بعد اجماع هو چکا هے اور جنهنے
اهل بدعت (خوارج و معتزله) سے
اسمین اختلاف کیا هی وه صحابه
و تابعین کے اجماع سے جو احادیث
صحیحه سے ثابت هی مغلوب هین قاضی
عیاض نے فرمایا هی که امام کے
قریشی هونیکی شرط تمام علماء کا مذهب
هی اس سے ابو بکر صدیق نے سقیفه

وكذلك من بعدهم في جميع الاعصار قال ولا اعتداد بقول النظام ومن وافقه من الخوارج واهل البدع انه يجوز كونه من غير قريش ولا بسخافة ضرار بن عمرو في قوله ان غير القرشي من النبط وغيرهم يقدم على القرشي لهوان خلعه ان عرض منه امر وهذا الذي قاله من باطل القول وزخرفه مع ما هو عليه من مخالفة اجماع المسلمين والله اعلم

(شرح مسلم نووی)

کے دن استدلال کیا تو کسی نے اسکو رد نہیں کیا۔ قاضی عیاض نے فرمایا ہے کہ اس مسئلہ کو علما نے اجماعی مسایل سے شمار کیا ہی اور سلف و خلف سے اسکا مخالف کوئی قول یا فعل منقول نہیں ہوا

اور فرمایا ہے کہ نظام (معتزلی) اور اسکے ہم مذہب خارجیون اور بدعتیون کے اس قول کا کہ غیر قریش بھی امام ہو سکتا ہی۔ کچھ اعتبار نہیں ہے اور نہ ضرار بن عمر کی اس حماقت کا اعتبار ہے جو اسکے اس قول مین ہے کہ غیر قریش (نبطی وغیرہ) امام ہو تو وہ قریش سے مقدم ہے۔ کیونکہ اسکو خلافت سے برطرف کرنا آسان ہوتا ہے جب اس سے کوئی امر موجب برطرفی سرزد ہو اسکا یہہ قول باطل ہے اور ملمع اور تمام مسلمانون کے برخلاف ہی۔

اسوقت کے ایک فخر اسلام اور رئیس اہل اسلام (نواب صاحب بھوپال) نے کتاب **عون الباری شرح صحیح البخاری** مین فرمایا ہے کہ جمہور اہل علم کا یہی مذہب ہی کہ امام کا قریش ہونا شرط خلافت ہی۔ بعض لوگون نے قریش سے بھی بعض

والى هذا ذهب جمهور اهل العلم ان شرط الامام ان يكون قرشيا وقيد ذلك طوائف ببعض قريش فقالت طائفة لا يجوز الا من ولد علي وهذا قول الشيعة ثم اختلفوا اختلافا شديدا في تعيين بعض ذرية علي وقالت طائفة يختص بولد العباس وهو قول ابي مسلم الخراساني واتباعه ونقل ابن حزم ان طائفة قالت لا يجوز الا في ولد جعفر بن ابي طالب وقالت اخرى في ولد عبد المطلب

اشخاص کو مخصوص کر دیا ہے ایک جماعت (شیعہ) کا قول ہے کہ خلیفہ بجز اولاد علی رض نہیں ہو سکتا پھر اسکے تعین مین انکا اختلاف ہی ایک جماعت ابو مسلم الخراسانی وغیرہ) کا یہہ قول ہی کہ خلافت حضرت عباس رض کی اولاد سے

وعن بعضهم لا يجوز الا في بني امية وعن بعضهم لا يجوز الا في ولد عمر قال ابن حزم ولا حجة لاحد من هولاء الفرق وقالت الخوارج وطايفة من المعتزلة يجوزان يكون الامام غير قرشي وانما يستحق الامامة من قام بالكتاب والسنة سواء كان عربيا او عجميا بالغ ضرار بن عمرو فقال تولية غير القرشي اولى لانه يكون اقل عشيرة فاذا عصى كان امكن لخلعه وقال ابو بكر بن الطيب لم يعرج المسلمون على هذا القول بعد ثبوت حديث الائمة من قريش وعمل المسلمون به قرنا بعد قرن وانعقد الاجماع على اعتبار ذلك قبل ان يقع الاختلاف (عون الباري)

مخصوص ہے۔ تا آخر کلام جناب ممدوح جو ملاحظہ اہل علم کے لائق ہے۔ اسمین امام نووی و قاضی عیاض کے دعوی اجماع پر بحث کیگئی ہے۔

اس بیان سے جسکا خلاف کسی چھوٹی یا موٹی نئی یا پرانی اسلامی کتاب مین نہ پاؤگے صاف ثابت ہے کہ باتفاق مسلمانان ہند (شیعہ سنی اہلحدیث اہل تقلید حنفی شافعی وغیرہ جن کے سوا ملک ہند مین کسیکا نام و نشان نہین) امام یا خلیفہ وقت کا قریش ہونا شرط خلافت ہے۔

اب ہمکو یہہ دیکھنا چاہیے کہ حضرت سلطان روم مین یہہ شرط (قریش ہونا) قطع نظر اور شروط خلافت سے پائی جاتی ہے یا نہین۔ ہماری علم و خیال مین اثبوت عرب و عجم مین کم سے کم ایک آدمی بہی لکھا پڑھا (جو سلطان روم کے نام و نسب سے واقف اور اخبارات و تواریخ و ملکی حالات سے باخبر ہوگا) ایسا نہ نکلیگا جو حضرت سلطان المعظم کو قریشی نسب قرار دیگا۔ صاحب ممدوح تو عربی نہین قریشی کیونکر ہوسکتے ہین وہ تو ترک ہین۔

سلطنت ترکی کی دولت عثمانیہ کہلانیسے کوئی یہہ خیال نکرلے کہ جناب ممدوح حضرت عثمان خلیفہ ثالث کی اولاد سے ہین۔ یہہ عثمان پاشاہ جنکی طرف دولت عثمانیہ منسوب ہے اور وہ حضرت سلطان المعظم کے جد اکرم ہین حضرت عثمان ذی النورین خلیفہ ثالث نہین ہین